اسلام دشمنی کی چشم کشا تفصیل

توہینِ رسالت

کا

علمی و تاریخی جائزہ



حضرت علامہ مفتی محمد تصدق حسین
ناظم تعلیمات جامعہ المرکز الاسلامی

تحریک مطالعہ قرآن

توہینِ رسالت

کا

علمی وتاریخی جائزہ

حضرت علامہ مفتی محمد تصدق حسین
ناظم تعلیمات جامعہ المرکز الاسلامی
فاضل جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

زیر اہتمام

تحریک مطالعہ قرآن

المرکز الاسلامی والٹن روڈ لاہور 0322-4280455
E-mail: tm.quraan@yahoo.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب : توہینِ رسالت: علمی وتاریخی جائزہ

مصنف : مفتی محمد تصدق حسین

نظرثانی : حافظ نصیر احمد نورانی، مولانا عمران الحسن فاروقی

پروف ریڈنگ : مولانا محمد فرمان علی

تعداد : 1000

مطبع : سٹی گرافکس پرنٹرز، لاہور

قیمت : 220 روپے

ملنے کے پتے

☆ جامعہ المرکز الاسلامی مین والٹن روڈ لاہور کینٹ

☆ ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور

☆ کرمانوالہ بک شاپ دربار مارکیٹ لاہور

☆ مکتبہ اہلِ سنت جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور

☆ مکتبہ اعلیٰ حضرت دربار مارکیٹ لاہور ☆ ادارہ المعارف گنج بخش روڈ لاہور

☆ مکتبہ قادریہ دربار مارکیٹ لاہور ☆ نظامیہ کتاب گھر اُردو بازار لاہور

☆ فضل حق پبلیکیشنز دربار مارکیٹ لاہور

حسنِ ترتیب

اطلاع

اس ایڈیشن کی جملہ آمدن مستقلاً تحریکِ مطالعہ قرآن کے لیے وقف ہے۔

قرآنی تعلیمات عام کرنے کا ذوق و احساس رکھنے والے احباب

اپنے پیاروں کو ایصالِ ثواب کرنے کے لیے مفت تقسیم

کرنا چاہیں تو خاص رعایت کے لیے رابطہ کریں۔

انتساب

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین طیبین طاہرین

حضرت سیدنا عبداللہ، حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہما کے توسل سے

فخرِ موجودات، شاہِ لولاک، رحمتِ عالم، نورِ مجسم، سید المرسلین، خاتم النبیین، حبیب رب العالمین، شافعِ روزِ جزا، اُمت کے ملجا و ماویٰ

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

کی بارگاہِ اقدس وانور میں جن کے دامنِ کرم سے نظامِ کائنات وابستہ ہے

ایک میں کیا مرے عصیاں کی حقیقت کتنی
مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارہ تیرا
دور کیا جانیے بدکار پہ کیسی گزرے
تیرے ہی در پہ مرے بیکس و تنہا تیرا

ذرۂ خاکِ مدینہ

محمد تصدق حسین غفرلہ

اھداء

فخر المحدثین، استاذ الاساتذہ، مفتی اعظم پاکستان

مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ

اور

امام انقلاب، قائد ملت اسلامیہ

امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ

کے نام جنہوں نے کروڑوں قلوب واذہان کو جذبۂ تحفظِ ناموسِ رسالت عطا کیا

ہے وہی تیرے زمانے کا امام برحق
جو تجھے حاضر و موجود سے بیزار کرے

موت کے آئینے میں تجھ کو دکھا کر رخ دوست
زندگی تیرے لیے اور بھی دشوار کرے

ذرہ خاکِ مدینہ

محمد تصدق حسین غفرلہ

برکات قلم

ازادیب شہیر استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا الحاج محمد منشاء تابش قصوری دامت برکاتھم العالیہ

قلم کی برکات پر قرآن وسنت ناطق ہیں، نبی اکرم، محسنِ اعظم، معلم انسانیت جناب احمد مجتبٰی محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم جہاں اپنے اخلاق کریمہ، کمالات جلیلہ سے اصلاح وفلاح کو بروئے عمل لاتے رہے وہاں آپ نے مکتوبات گرانمایہ سے بھی شاہان وقت، امراء ورؤساء کو دعوت اسلام دی گویا کہ آپ نے قلمی تبلیغ کی بھی بنیاد رکھی۔ پھر قلم نے ایسے ایسے کارنامے سرانجام دیئے کہ صدیاں گزرتی گئیں مگر قلمی محاذ میں کمزوری دیکھنے تک نہ آئی کتب تفاسیر واحادیث، فقہ اور بے شمار علوم وفنون قلم کی برکات پر شاہد وعادل ہیں قلم نے نہ صرف مسلمین کو فیوض وبرکات سے بہرہ مند کیا بلکہ غیر مسلم بھی قلم کے ممنون احسان ہوئے، اس سائنسی دور میں بھی قلم کی اہمیت کم نہیں ہوئی بلکہ جیسے جیسے زمانہ ترقی کرتا جائے گا قلم کی رفتار ویسے ویسے بڑھتی جائے گی قرطاس ابیض پر جو بھی نقش ابھریں گے اسے قلم کا ہی وسیلہ قرار دیا جائے گا۔ دین اسلام اور مذہب حق اہلسنت و جماعت کے دفاع میں اکابر ملت کے قلم سے بکثرت کارنامے ظہور پذیر ہوئے اور ہوتے آرہے ہیں پس انہیں کے تتبع میں عزیز القدر حضرت علامہ مولانا محمد تصدق حسین زید مجدہ نے بھی قلم سے اپنی وابستگی کو مضبوط کرنے کیلئے تصنیف وتالیف کی راہ اپنائی لہٰذا موصوف کے مختصر تعارف کیلئے چند سطور قارئین کرام کی نذر کی جارہی ہیں۔

خاندانی پس منظر:

علامہ محمد تصدق حسین کا آبائی تعلق مردخیز قصبہ سلیمان آباد ضلع اٹک سے ہے، سلیمان آباد کی وجہ تسمیہ کچھ اس طرح بیان کی جاتی ہے کہ شیخ المشائخ خواجہ امیر احمد سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے جو اس جگہ قیام رکھتے تھے انہوں نے اپنے شیخ کامل کی محبت ومودت کو دوام بخشنے کیلئے

اس قصبہ کو شیخ الاولیاء حضرت خواجہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب وموسوم کیا۔
مولانا محمد تصدق حسین اعوان کا آبائی پیشہ کھیتی باڑی رہا گو کہ آپ کے والد ماجد بہرام خان ولد نور محمد صاحب فوجی ملازمت سے وابستہ رہے مگر آپ کے دو چچا اور چار ماموں عالم ہیں جن کی وجہ سے آپ کے والد ماجد نے اپنے بیٹوں کو علوم دینیہ سے سرفراز کرنے کی طرح ڈالی اور الحمد للہ علی منہ و کرمہ تعالی دونوں بھائی ملت اسلامیہ کی نامور اسلامی یونیورسٹی جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور (پاکستان) کے ممتاز فضلاء میں شمار ہوتے ہیں۔

ولادت باسعادت:

علامہ محمد تصدق حسین اعوان سلمہ ربہ تعالی 3 فروری 1978ء / 21 ربیع الاول 1398ھ بروز جمعرات بوقت صبح سلیمان آباد میں متولد ہوئے۔

دینی تعلیم:

جب سن شعور کو پہنچے تو اپنی والدہ ماجدہ اور اپنے ماموں مولانا حافظ محمد صدیق سے قرآن کریم ناظرہ پڑھنے کا شرف حاصل کیا بعدہ جب حفظ قرآن کی طرف متوجہ ہوئے تو صرف چھ ماہ کی مختصر مدت میں حفظ قرآن کریم کی سعادت حاصل کی۔ قاری محمد اکرم صاحب لاہور اور مولانا قاری غلام احمد صاحب جو خانقاہ عالیہ غوثیہ مہریہ گولڑہ شریف کے کامیاب مدرس ہیں ان سے حفظ قرآن کی دولت عظمٰی سے فیض یاب ہوئے۔ علوم وفنون دینیہ کی تعلیم ابتدا سے انتہا تک مرکزی دارالعلوم جامعہ نظامیہ رضویہ سے حاصل کی اور 2005ء میں سند فراغت اور دستار فضیلت سے نوازے گئے۔

عصری تعلیم:

عصری تعلیم کا سلسلہ بھی ساتھ ساتھ جاری رہا، میٹرک کا امتحان گورنمنٹ پائلٹ سیکنڈری سکول اٹک سے پاس کیا اور فاضل عربی لاہور بورڈ کا مرہون منت ہے۔

عملی زندگی:

انسان جب تعلیم وتربیت کی منازل طے کر رہا ہوتا ہے تو اسی وقت ہی اپنے مستقبل کو تابناک بنانے کے لائحہ عمل پر غور وخوض شروع کر دیتا ہے علامہ محمد تصدق حسین صاحب کا تعلق ایک مذہبی، خانوادے سے ہے۔ بناء علیہ موصوف نے اپنی زندگی کو دین حنیف کی خدمت کیلئے وقف کر رکھا ہے۔

ایک اچھے عالم کے اوصاف میں تین صفتوں کا ہونا ضروری ہے، مدرس ہو، مقرر ہو، مصنف ہو، بعض علماء میں کوئی ایک آدھ صفت پائی جاتی ہے مگر خوش بخت ہیں وہ علماء حق جو جملہ اوصاف علمیہ، عملیہ سے موصوف ہیں۔ اگر اس کسوٹی پر مولانا موصوف کو پرکھا جائے تو یہ تینوں صفات کا مرقع نظر آتے ہیں۔

چنانچہ آپ بیک وقت مسند تدریس کی شان بھی ہیں اور محراب ومنبر کی زینت بھی اور ساتھ ساتھ قلمی آبیاری بھی فرما رہے ہیں، آپ کی متعدد نہایت علمی وتحقیقی کتابیں منصۂ شہود پر آ کر قبولیت کا ثمرہ پا چکی ہیں ان کی تصانیف کے نام ملاحظہ فرمائیے۔

اساتذہ کرام

سید العلماء مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی

زبدۃ العلماء شرف ملت حضرت علامہ عبد الحکیم شرف قادری

فخر الاماثل حضرت علامہ حافظ عبد الستار سعیدی

(ادیب شہیر حضرت علامہ) محمد منشاء تابش قصوری

استاذ العلماء حضرت علامہ محمد صدیق ہزاروی

بطل حریت حضرت علامہ حافظ خادم حسین رضوی

عالم نبیل حضرت علامہ فضل حنان سعیدی

مناظر اسلام حضرت علامہ عبد التواب صدیقی

بیعت وارادت:

سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے عظیم روحانی پیشوا پیر طریقت حضرت خواجہ علی محمد صاحب صابری سے بیعت کا شرف حاصل کیا اور سلاسل اربعہ میں خلافت واجازت کی نعمت عظمیٰ سے شادکام ہوئے۔

سعادت عمرہ شریف:

عزیزم مولانا محمد تصدق حسین دوبار بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں حاضری کی سعادت کے ساتھ ساتھ عمرہ کی نعمت سے باریاب ہو چکے ہیں۔

فتویٰ نویسی ومناظرہ:

موصوف نے حضرت شیخ الحدیث علامہ الحاج حافظ محمد عبدالستار سعیدی مدظلہ سے فتویٰ نویسی اور مناظر اسلام علامہ عبدالتواب صدیقی سے مناظرہ کی مشق کی۔ علاوہ ازیں امامِ انقلاب حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی کی جدوجہد سے متاثر ہوکر جمعیت علماءِ پاکستان کے ساتھ سیاسی وابستگی قائم کی اور اب جمعیت کی مرکزی شوریٰ کے رکن کی حیثیت سے خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کی مساعی علم وقلم کو قبولیت کی نعمت سے نوازے اور تاحیات سلسلہ خدمت دین متین جاری رکھیں۔

آمین بجاہ طه ویس ﷺ وعلى آله و صحبه وبارك وسلم

محمد منشا تابش قصوری

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

شعبان المعظم ۱۴۳۳ھ

تاثرات

محسن پاکستان ممتاز سائنسدان محترم ڈاکٹر عبدالقدیر خان حفظہ اللہ تعالیٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

DR.A.Q. KHAN
NI & BAR, HI

"Mountain View"
207, Hillside Road
E-7, Islamabad
Pakistan

Date: ۲۹ اگست ۲۰۱۲

علامہ محمد تصدق حسین جواں فکر مصنف اور مدرس ہیں۔ مقرر ہیں، مورخ اور محقق بھی۔ آپ نصف درجن سے زیادہ کتابوں کے مصنف ہیں۔ ضلع اٹک کے قصبہ سلیمان آباد میں تولد ہوئے۔ آباء کا پیشہ سپہ گری اور کھیتی باڑی تھا مگر آپ نے دین حق کی اشاعت کا بیڑا اٹھایا۔ آجکل لاہور میں جامعہ المرکز الاسلامی سے وابستہ ہیں۔ خواجہ علی محمد صابری سے سلسلہ چشتیہ صابریہ میں بیعت ہیں، فاضل عربی ہیں، دارالعلوم جامعہ نظامیہ رضویہ سے فارغ التحصیل ہیں اور دستار فضیلت سے بھی نوازے گئے ہیں۔ ''توہین رسالت کا علمی و تاریخی جائزہ'' آپ کی گراں قدر تصنیف ہے جس میں کونٹ ٹالسٹائی، مائیکل ہارٹ، نپولین بوناپارٹ ڈاکٹر ڈی رائٹ اور تھامس کارلائل کی حضور نبی آخر الزمان ﷺ سے محبت کی روداد بھی شامل ہے۔

علامہ مولانا محمد تصدق حسین کی ایک اور ایمان افروز تحریر بھی نظر سے گزری ہے۔ ''گستاخ رسول کی سزا اور فقہاءِ احناف'' میں بھی علامہ صاحب نے انتہائی حساس موضوع پر پوری ذمہ داری اور غیر جانبداری کے ساتھ قلم اٹھایا ہے جس سے ملّتِ اسلامیہ میں یقیناً بیداری کی لہر پیدا ہوگی۔ رب تعالیٰ علامہ محمد تصدق حسین کو مزید توفیق دیں تا کہ وہ اسی جذبے اور ثابت قدمی کے ساتھ ناموسِ رسالت اور دین مبین کی آب یاری میں پیش پیش رہیں۔ ان کا دم ملّت اسلامیہ کے لئے غنیمت ہے۔

AQ Khan
ڈاکٹر عبدالقدیر خان

تاثرات

پیکرِ استقامت محافظِ ناموسِ رسالت غازی محمد ممتاز حسین قادری حفظہ اللہ تعالیٰ

کفر کے زندانوں اور دارورسن کے طوفانوں میں گھرے ہوئے غلامانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو نعرۂ بلال حبشی رضی اللہ عنہ سنانے اور دکھانے اور گستاخانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
جڑ سے مٹانے کے لیے زیرِ نظر کاوش "توہینِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کا علمی اور تاریخی جائزہ" واقعی میں ایک شمشیرِ بے نیام ہے۔
حضرت مولانا تصدق حسین علوی صاحب مدظلہم۔ جامع مرکزۃ الاسلامی
میں والٹن سٹاپ لاہور کینٹ۔ دعا گو اور منتظر ہوں کہ اللہ رب العزت
اور نبی کریم آپ کے جان و مال اور علم و عمل میں برکتیں عطا فرمائیں
اور حرمتِ رسول پاک کے حوالے سے مزید معیاری تصنیف و تالیف کی
ہمت اور سعادت نصیب فرمائیں۔ نیز حضور اہلِ خانہ کے ساتھ آپ کی
محبت و الفت اور حوصلہ افزائی میرے لیے باعثِ مسرت ہے۔

والسلام :- غلام :- غلامانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
محمد ممتاز حسین قادری
اسیرِ ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سنٹرل جیل اڈیالہ۔ سیل نمبر 3۔ راولپنڈی

تقریظِ جمیل

جامع المعقول والمنقول استاذ العلماء حضرت علامہ حافظ عبدالستار سعیدی صاحب

ناظم تعلیمات وشیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ

اِنسانیت اس وقت تاریخ کے نازک دور سے گزر رہی ہے عالمی سطح پر مذاہب اور تہذیبوں کے ٹکراؤ کے لیے سازشیں شروع ہو چکی ہیں افغانستان، عراق، کشمیر اور دیگر کئی خطوں میں خون مسلم کی ارزانی ہے۔ امریکہ اور مغربی ممالک مسلمانوں کے ساتھ انتہائی متعصبانہ رویہ روا رکھے ہوئے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پوری دنیا کے لیے رحمت ہیں آپ کی بعثت و برکت سے دنیا کو شعور زندگی ملا، انسانیت کو عزت ملی، ہر انسان کو تحفظ ملا عورت کی عزت ماں، بہن، بیٹی کے روپ میں اجاگر ہوئی مگر آج یہود و ہنود سازش کے ذریعے مقصود کائنات ،تاجدار انبیاء، رحمت عالم، حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس پر رکیک حملے کر رہے ہیں۔ تحفظ ناموس رسالت کا جذبہ مسلمانانِ عالم کے تحفظ و بقا کے لیے ہی ضروری نہیں بلکہ پوری عالم انسانیت کے امن اور بقا کی ضمانت ہے اگر دنیا کو تہذیبی، مذہبی، گروہی، اور نسلی تصادم سے محفوظ رکھنا ہے تو حرمت و ناموس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا تحفظ ضروری ہے اور ایک دوسرے کی مسلمہ مذہبی اقدار اور اشخاص کا احترام لازم ہے ورنہ دنیا میں مزید افراتفری، انتشار اور اضطراب بڑھے گا چنانچہ اس سلسلہ میں حضرت مولانا محمد تصدق حسین مدظلہ العالی نے انتہائی پر مغز، جامع اور دلکش انداز میں راہنمائی فرماتے ہوئے پیشِ نظر کتاب ''توہینِ رسالت: علمی وتاریخی جائزہ'' تحریر فرمائی جو آٹھ ابواب پر مشتمل ہے اس میں نہ صرف سازشوں اور فتنوں کی نشاندہی فرمائی گئی بلکہ مولانا موصوف نے اس کے ازالہ و اصلاح کی طرف بھی راہنمائی فرمائی ہے اللہ تعالیٰ مولانا کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین وآلہٖ و اصحابہ اجمعین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مَولَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّہِمِ

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ
وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِکَ الدُّنْیَا وَضَرَّتَہَا
وَمِنْ عُلُوْمِکَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

فَاقَ النَّبِیّٖنَ فِیْ خَلْقٍ وَّفِیْ خُلُقٍ
وَلَمْ یُدَانُوْہُ فِیْ عِلْمٍ وَّلَا کَرَمِ

وَکُلُّہُمْ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ مُلْتَمِسٌ
غَرْفًا مِّنَ الْبَحْرِ اَوْ رَشْفًا مِّنَ الدِّیَمِ

مُنَزَّہٌ عَنْ شَرِیْکٍ فِیْ مَحَاسِنِہٖ
فَجَوْہَرُ الْحُسْنِ فِیْہِ غَیْرُ مُنْقَسِمِ

یَا اَکْرَمَ الْخَلْقِ مَالِیْ مَنْ اَلُوْذُبِہٖ
سِوَاکَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ الذی خلق السّمٰوٰت والارضین والصّلوٰة والسّلام علی من کان نبیا و اٰدم بین المآء والطّین وعلی آلہِ الطّیّبین الطّاھرین وعلیٰ اصحابہ الھادین المھد یّین

اللہ تعالیٰ نے زمین کا فرش بچھا کر اس میں مختلف قسم کے بیل بوٹے پیدا فرمائے۔ بلند و بالا پہاڑوں کو زمین پر رکھا تاکہ وہ ساکن ہو جائے، مختلف انواع کے درخت اور جانور پیدا کیے کہ دنیا کی رنگینیوں میں اضافہ ہو جائے۔ آسمان کو چھت بنا کر اسے تاروں سے منور کیا پھر سورج کی شعاعوں سے دنیا کو روشن کیا اور چاند کی کرنیں بھی زمین کی خوبصورتی میں اضافہ کرنے لگیں۔ دریاؤں کی روانی کے ذریعے انسانی زندگی کو تر و تازگی عنایت فرمائی اور آسمان سے پانی برسا کر زمین کو سیراب کیا کہ اس سے انسان نفع حاصل کرے۔ انسان کو جن اسباب کی ضرورت تھی یعنی مٹی، پانی، ہوا، آگ ان سب کو تخلیق فرمایا۔ آگ کو تپش عطا فرمائی، پانی کو ٹھنڈک بخشی اور ہواؤں کو مختلف خاصیتیں عطا کیں، بزمِ کائنات کو نعمت ہائے رنگا رنگ سے مزین کرنے کے بعد اس اَرض خاکی پر حضرت آدم علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ آپ کے اس دنیا پر تشریف لانے کے بعد نسل انسانی کا ارتقاء شروع ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل و شعور کی آگہی عطا فرما کر اسے دنیا میں بھیجا اور اسے علم و حکمت بھی عطا کی تاکہ وہ عقل و دماغ کے ذریعے دنیاوی زندگی سے فائدہ حاصل کرے اور اسے فیصلے کرنے میں آسانی رہے۔ نسلِ آدم بڑھتی رہی یہاں تک وہ خاندانوں، قبیلوں اور قوموں میں تقسیم ہوتے چلے گئے۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی فہم کے ساتھ فیصلے کرنے کی قوت عطا کی۔ نسلِ انسانی کے

ارتقاء کے ساتھ ساتھ انسان کی ضروریات بڑھتی چلی گئیں اور زندگی میں مختلف مسائل پیش آنے لگے تو انسان مختلف النوع طریقوں سے اپنے مسائل کا حل تلاش کرنے لگا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ رہن سہن اور تہذیب وتمدن میں تبدیلیاں آتی گئیں لیکن بعض معاملات وہ ہیں جو انسانی فطرت میں شامل ہیں اور انسان کو ان کی جتنی ضرورت کل تھی اتنی ہی آج بھی ہے، اگر ان کو نظر انداز کر دیا جائے تو نظام زندگی مفلوج ہو کر رہ جائے گا۔ ان معاملات میں سب سے اہم قانون یہ ہے کہ خاندانوں، قبیلوں اور ممالک نے اپنے معاشرے کی بہتری کیلئے جو دائرۂ کار وضع کیا ہے، ہر انسان اس دائرۂ کار کے اندر رہ کر اپنے منصب اور عہدے کا خیال رکھتے ہوئے زندگی گزارے ورنہ اس کے بغیر امن وچین ہی نہیں زندگی کا حسن بھی تباہ ہو جاتا ہے۔ مسلم اور غیر مسلم سے صرف نظر کرتے ہوئے چند مثالیں آپ کی خدمت میں پیش ہیں۔ اگر کوئی شخص کسی مملکت کی صدارت کے عہدے پر فائز ہو وہ ظالم ہو یا عادل، منصف مزاج ہو یا بد کردار، آئینی ہو یا غیر آئینی، جائز طور پر اس عہدے کا اہل ہو یا ناجائز قبضہ کیا ہو، اس سے قطع نظر کوئی دوسرا شخص، جو اس ملک کا شہری ہو، وہ بادشاہ وقت کو گالی دے یا تھپڑ مارے تو وہ مجرم گردانا جائے گا۔ اب کوئی بھی مہذب معاشرہ اس شخص کو تحفظ فراہم نہیں کرے گا۔ گالی دینے والا شخص کتنے ہی دلائل کیوں نہ دے لے، وہ مجرم ہی کہلائے گا۔ اس لیے کہ اگر ہر شہری کو یہ حق دے دیا جائے کہ وہ حاکم وقت سے اس طرح کا بدلہ لے سکتا ہے تو نظام حکومت مفلوج ہو کر رہ جائے گا۔ حکومت کا انتظامی امور پر دباؤ ختم ہو جائے گا اور اس مملکت کا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ صدر مملکت تو ایک طرف، ایک شہری بھی کسی دوسرے شہری سے از خود انتقام نہیں لے سکتا۔ اگر وہ ظلم وزیادتی کا شکار ہے تو عدالت کے دروازے پر دستک دے، تا کہ اس کی دادرسی ہو اور معاشرے کو بدامنی سے بچایا جا سکے۔ اب کھیل کے میدان کی طرف توجہ کیجیے۔ کھلاڑی کھیل رہے ہیں، ان کے

لیے ایک امپائر یا ریفری موجود ہے۔ اب وہ شخص جو ریفری یا امپائر کے فرائض سرانجام دے رہا ہے اگر کوئی فیصلہ دے، تو کسی بھی کھلاڑی کو یہ حق حاصل نہیں، کہ وہ میدان کے اندر اس کے خلاف احتجاج کرے، حالانکہ ہوسکتا ہے ریفری کا فیصلہ غلط ہو اس کے باوجود کھلاڑی کو وہ فیصلہ قبول کرنا پڑتا ہے، اس لیے کہ ریفری کے فیصلے کو اگرچہ وہ غلط ہی کیوں نہ ہو، حتمی نہ مانا جائے تو پھر ہر کھلاڑی اپنے مخالف کیے ہوئے ہر فیصلے کو غلط قرار دے کر احتجاج کرے گا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ صرف کھیل کا حسن تباہ نہیں ہوگا بلکہ وہ کھیل ہی سرے سے ناپید ہو جائے گا۔ کھیل کی حفاظت کے لیے ریفری کے فیصلے کو حتمی اور آخری تسلیم کرنا ضروری ہے۔ اگر آپ کمرۂ عدالت کو دیکھیں تو وہاں ایک جج کرسی پر براجمان ہے، وکیل ہر طرح کی بحث اس کے سامنے رکھتا ہے، اس کے بعد جج کسی نتیجے پر پہنچ کر کوئی فیصلہ سناتا ہے اب کسی وکیل یا ملزم کو یہ حق نہیں، کہ وہ کمرۂ عدالت میں اس جج کے خلاف کوئی بات کرے، اگر جج کے خلاف کوئی بات کرے گا تو اسے توہین عدالت کہا جائے گا، اور اگر فیصلہ کرنے والا جج کسی ملک کی سب سے بڑی عدالت یعنی سپریم کورٹ کا ہو تو اب ملزم کسی اور جگہ رٹ بھی دائر نہیں کرسکتا، البتہ اسی جج کے پاس نظر ثانی کی اپیل دائر کی جاسکتی ہے۔ اب اگر کوئی شخص یہ دلیل دے کہ وہ جج یا قاضی بھی تو انسان ہے اس نے غلط فیصلہ کیا ہے۔ کیا اس سے غلطی نہیں ہوسکتی؟ تو یقیناً کہا جائے گا کہ قاضی سے غلطی ہوسکتی ہے، لیکن اس کے باوجود ملزم کو احتجاج کا کوئی حق نہیں، اس لیے کہ اگر ملزم کو ہی قاضی کی غلطی پر نشاندہی کا حق دے دیا جائے تو شاید ہی دنیا کی کسی عدالت کا کوئی جسٹس کسی نتیجے پر پہنچ کر کوئی فیصلہ سنانے کی پوزیشن میں ہو۔ لہٰذا سپریم کورٹ کے کیے گئے فیصلے کو ماننا لازم قرار پایا۔ کسی بھی مملکت کے دستوری اور آئینی اداروں میں کرپشن اور بدعنوانی کے امکان کو رد نہیں کیا جاسکتا۔ کرپشن اور بدعنوانی کے ثابت ہو جانے پر بھی ان آفیسرز کے خلاف قانونی کارروائی کا حق صرف حکومت

اور عدالت کو ہی حاصل ہے، تاکہ ان آفیسرز کے انسانی حقوق مجروح نہ ہوں اور انہیں اپنی صفائی کا بھرپور موقع حاصل رہے۔ اسی طرح والدین کا اپنا مقام ہے اور اولاد کی اپنی حیثیت ہے۔ میاں بیوی کی حیثیت سے ہر فرد کیلئے ایک دائرۂ کار متعین ہے، استاذ اور شاگرد الگ الگ حیثیت کے مالک ہیں۔ دنیا کے کسی بھی خطے میں آج تک کسی طالب علم نے یہ احتجاج نہیں کیا کہ میرا اُستاذ بھی ایک انسان ہے اور مجھے اس کی عزت کرنے کی ترغیب دی جاتی ہے اور یہ میرے ساتھ ظلم ہے اس لیے کہ ماں باپ اور اُستاذ کی عزت و تعظیم معاشرتی وقار ہے۔ اگر کوئی روشن خیالی اور جدت پسندی کا راگ الاپتے ہوئے مذہب اور دھرم سے بیزاری کے ہزار اعلان کرے، پھر بھی اسے اپنے اور دوسروں کے کچھ تو حقوق متعین کرنے ہوں گے اور یہی دستور اور قانون کہلائے گا۔ ان تمام باتوں کو اگر آپ اسلامی نقطۂ نظر سے دیکھیں تو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی جملے میں ان ساری باتوں کی وضاحت فرمادی گویا کوزے میں دریا بند کردیا، بلکہ یہ اس سے بھی کہیں اعلیٰ درجے کا کمال ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بڑوں کی عزت کرو اور چھوٹوں پر رحم کرو" یعنی عمر، مقام، مرتبے، عہدے اور حیثیت کے لحاظ سے اگر کوئی بڑا ہے تو اس کی عزت ہونی چاہیے، اور دوسری طرف جو چھوٹا ہے وہ بھی انسان ہے، اس پر بھی شفقت کا ہاتھ رکھا جانا چاہیے۔ یہ حکم کائنات کے ہر شخص کیلئے ہر حال میں ہے کہ اگر کوئی شخص اپنا مقام اور مرتبہ چاہتا ہے تو جو اس سے بڑا ہے اس کی عزت کرے اور جو اس سے چھوٹا ہے اس پر رحم کرے۔ محض ایک جملے میں اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی بڑی حقیقت کو بیان فرمادیا۔ اس ایک حدیث شریف پر عمل کرنے سے ہی کئی معاشرتی برائیوں کا قلع قمع ہوسکتا ہے۔ جب دنیا کا ہر شخص اپنی عزت نفس مجروح ہونے پر احتجاج کا حق رکھتا ہے۔ والدین اپنا مقام رکھتے ہیں۔ اُستاذ کی ایک الگ حیثیت ہے، صدر مملکت کا اپنا ایک عہدہ ہے۔ قاضی اپنے پاس اختیارات کا

مجموعہ رکھتا ہے، اور تو اور کھیل کے میدان میں کھڑے ہونے والے شخص کی بھی عزت و توقیر ہے۔ پھر کیسے کوئی یہ تصور کرے گا کہ انبیاءِ کرام علیہم السلام، جنہوں نے دنیا سے کفر کے اندھیرے ختم کیے، ہدایت کی کرنوں سے اس کائنات میں اجالا کیا، گمراہی کی تاریک وادیوں میں بھٹکتے انسانوں کو صراطِ مستقیم پر گامزن کیا، انہوں نے جہالت کے تپتے صحراؤں میں علم ونور کے گلستان آباد کیے، دنیا کو اپنے ہاتھوں سے تراشیدہ مورتیوں اور بتوں کی پوجا کی بجائے خالقِ کائنات کی وحدانیت اور اُس کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہونے کا سلیقہ دیا اور ان کی اُخروی نجات کا سبب بنے، ان کی توہین کی جائے اور اس پر احتجاج نہ ہو۔ دنیا کے گوشے گوشے میں جتنے بھی انسان رہتے ہیں وہ کسی نہ کسی مذہب سے تعلق ضرور رکھتے ہیں اور ان میں سے کوئی یہ نہیں چاہتا، کہ ان کے مذہبی پیشوا کو کوئی دوسرا شخص برا بھلا کہے۔ کوئی ہندو اپنے دیوتا اور مندر کی توہین برداشت نہیں کرتا، کوئی سکھ اپنے گرو اور گوردوارہ کے بارے میں نازیبا کلمات نہیں سن سکتا، کوئی عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور اپنے گرجا کے متعلق غلط بات کا روادار نہیں، اور کوئی یہودی حضرت موسیٰ اور حضرت عزیر علیہما السلام کی توہین کو برداشت نہیں کرے گا۔ تو پھر امام الانبیاء ﷺ جو مقصودِ کائنات ہیں، جن کے توسل سے یہ عالم رنگ و بو معرضِ وجود میں آیا، جن کی تابانی اور ضوفشانی سے کائنات کی ہر چیز معطر و منور ہے، جو تجلیاتِ ذاتِ باری تعالیٰ کا عکسِ جمیل ہیں، اس کائنات کی بقاء کیلئے جن کا وجود ناگزیر ہے۔ کروڑوں مسلمانوں کے دل جن کی محبت میں دھڑکتے ہیں۔ جو اتنا عظیم عادل ہے کہ اس کے دشمن بھی اس کے پاس فیصلہ کرانے آتے ہیں۔ جو ذات اتنی امین ہے کہ ہزار مخالفتوں کے باوجود کفار مکہ ان کے پاس اپنی امانتیں رکھتے ہیں اپنے سینے میں دل رکھنے والا شخص، جس میں انسانیت کی تھوڑی سی بھی رمق باقی ہے، وہ یہ کیسے تصور کرسکتا ہے کہ ان کی توہین ہو اور اس کو آزادیٔ اظہارِ رائے کا نام دے کر جان چھڑا لی جائے۔ چشمِ فلک نے یہ

منظر بھی دیکھا کہ جن لوگوں نے اس ذات گرامی کے راستے میں کانٹے بچھائے، انہیں برا بھلا کہا، ان سے تعلقات ختم کر لیے، ان کے ماننے والوں پر ظلم و تشدد کے پہاڑ توڑے، انہیں مکہ سے نکالنے کے منصوبے تیار کیے، مدینہ طیبہ میں جن کے خلاف لوگوں کو اُکسایا، لیکن جب انہوں نے مکہ فتح کیا تو اعلان فرمایا: لا تثریب علیکم الیوم لوگو آج تم سے کوئی بدلہ نہیں لیا جائے گا بلکہ میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے۔ تو جس ذات کریم نے بیگانوں پر بھی رحم ہی کیا ہو انسان تو ایک طرف حیوانات و نباتات بھی اس کی رحمت کے طلب گار ہوں، وہ ہستی کتنی عزتوں اور عظمتوں کی مالک ہوگی۔ جن کی بارگاہ کے آداب خالق کائنات نے قرآن حکیم میں بیان فرمائے، جنہیں اس دنیا کے لیے رحمت بنا کر بھیجا گیا، اللہ تعالیٰ جس کی تعظیم و توقیر کا حکم دے رہا ہے۔ حضور سید عالم ﷺ نے تو ہر نبی کی عزت کا حکم دیا اور ہر نبی پر ایمان لانے کا ارشاد فرمایا تو اس ذات گرامی کے متعلق توہین آمیز کلمات کہنے والا یا لکھنے والا شخص اس کائنات کا بدترین فرد ہی ہو سکتا ہے، جو اتنی عظیم ہستی کے بارے میں اس قسم کی جسارت کرے اور اپنے انسان ہونے کا بھی دعویٰ کرے، اور یہ مطالبہ کرے کہ میرے بھی کچھ حقوق ہیں، ان کا خیال رکھا جائے۔ ایسے شخص کی عقل و فہم پر ماتم کے سوا اور کیا کیا جا سکتا ہے۔ قرآنِ حکیم انبیاء کرام علیہم السلام کی عزت و توقیر کو دین کا لازمی جزو قرار دیتا ہے اور قرآنی تعلیمات کی روشنی میں انبیاء کرام علیہم السلام پر ایمان لانا ایک اہم ترین فریضہ ہے۔

باب 1

انبیاء کرام علیھم السّلام اور قرآن حکیم

انبیائے کرام علیھم السلام وہ مقدس ہستیاں ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس دنیا میں بسنے والے انسانوں کی ہدایت و رہنمائی کیلئے منتخب ہوئے۔ انہوں نے اس کائنات کے کونے کونے میں پیغامِ توحید پہنچایا اور دنیا پر یہ واضح کیا کہ خالق کائنات وہ واحد ذات ہے جس کی عبادت کی جائے اس ذات کے علاوہ کوئی دوسرا مستحق عبادت نہیں۔ قرآن کریم ایک الہامی کتاب ہے اور یہ منزّل من اللہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں متعدد باران ذوات قدسیہ کا تذکرہ فرما کران کی تبلیغ و کاوش کی تحسین فرمائی پہلی امتوں کا یہ بھی اختلاف چلا آرہا ہے کہ یہودی حضرت موسیٰ و حضرت عزیر علیھم السلام کی نبوت کو تو تسلیم کرتے ہیں لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت سے انکاری ہیں عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تو نبی مانتے ہیں لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بحیثیت نبی نفی کرتے ہیں حالانکہ مقصد اگر معرفت الٰہی حاصل کرنا ہے تو پھر تمام انبیاء کرام علیھم السلام جنہوں نے اس مقصد کیلئے قربانیاں دیں ان کی حیثیت کو تسلیم کیا جانا چاہیے اور اقوام عالم کے اذہان و قلوب میں ان تمام شخصیات کیلئے عزت و احترام موجود ہونا چاہیے کہ جس امن و سکون اور چین و راحت کے یہ متلاشی ہیں اس کیلئے ان ہستیوں کا بنیادی کردار ہے۔ چونکہ یہود و نصاریٰ کو بنیادی طور پر مذہب کی طرف سے یہ اجازت نہیں تھی کہ وہ اپنے اپنے نبی پر ایمان لائیں اور اسکے علاوہ جو انبیاء کرام علیھم السلام کی مقدس جماعت ہے اس کو جھٹلائیں لیکن انہوں نے اپنی من مانی تحریفات میں ایک بات یہ بھی شامل کر لی کہ اپنے نبی

کے علاوہ کسی دوسرے نبی کی عزت وتکریم ضروری نہیں اور نہ ہی ان پر ایمان لانا لازمی اَمر ہے۔ قرآن حکیم امت مسلمہ کو یہ درس دیتا ہے کہ حضور سرورِ عالم ﷺ پر ایمان لانا ضروری ہے آپ کی اتباع کے بغیر اخروی نجات ممکن نہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ جو آپ کے پیش رو انبیاء کرام علیہم السلام ہیں ان پر بھی ایمان ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے ہیں اور منصبِ نبوت کے اعلیٰ عہدے پر فائز رہے تھے قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ...... ﴿البقرۃ:4﴾

"اور وہ کہ ایمان لائیں اس پر جو اے محبوب تمہاری طرف اُترا اور جو تم سے پہلے اُترا"

جو لوگ فلاح ونجات کے مستحق ہیں تقوی وپرہیز گاری ان کا شیوہ ہے اللہ تعالیٰ نے ان کی علامات میں سے ایک علامت یہ بھی بیان فرمائی۔ وما انزل من قبلك کی تفسیر فرماتے ہوئے امام صاوی فرماتے ہیں۔

فلم يفرقوا بين الانبياء بحيث يؤمنون ببعض ويكفرون ببعض

﴿تفسیر صاوی جلد 1 صفحہ 43﴾

پس وہ انبیاء کے درمیان تفریق نہیں کرتے اس طرح کہ بعض پر ایمان لے آئیں اور بعض کا انکار کردیں۔

امام عبداللہ نسفی اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے یوں رقم طراز ہیں۔

وما انزل من قبلك يعنى سائر الكتب المنزلة على النبيين عليهم الصلوة والسلام

﴿تفسیر نسفی جلد اول صفحہ 43﴾

"وما انزل من قبلك سے مراد وہ تمام کتب ہیں جو انبیاء کرام علیہم والسلام پر اُتریں" یعنی متقی اور پرہیز گار قرآن کریم پر ایمان رکھتے ہیں اور جو کتابیں ماقبل نازل ہوئیں

ان کو بھی منزل من اللہ تسلیم کرتے ہیں۔

امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں۔

فالمراد به ما انزل علی الانبیاء الذین کا نوقبل محمد والایمان به

واجب علی الجملة۔ ﴿تفسیر کبیر جلد 1 صفحہ 277﴾

''اس سے مراد یہ ہے کہ جو نازل کیا گیا ان انبیاء پر جو رسول اللہ ﷺ سے ماقبل تھے اور اس پر اجمالی طور پر ایمان لانا واجب ہے''

کیونکہ قرآن حکیم پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ اس کی تفصیل جاننا بھی ضروری ہے یعنی فرض کفایہ ہے۔ اُمت مسلمہ نے اس کے احکام پر عمل کرنا ہے اور ماقبل پر ایمان لانے کا مطلب و عمل یہ ہے کہ جو ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان انبیائے کرام علیھم السلام کو جو کتب اور صحائف عطاء فرمائے وہ اصل کتابیں اور صحیفے برحق ہیں۔

ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۡ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ○ ﴿البقرۃ: 136﴾

''یوں کہو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہماری طرف اترا اور جو اتارا گیا ابراہیم و اسمٰعیل و اسحٰق و یعقوب اور ان کی اولاد پر اور جو عطاء کیے گئے موسیٰ و عیسیٰ اور جو عطاء کیے گئے باقی انبیاء کو اپنے رب کے پاس سے ہم ان میں کسی پر ایمان میں فرق نہیں کرتے اور ہم اللہ کے حضور گردن رکھے ہیں''

تھوڑے سے الفاظ کے فرق کے ساتھ اس طرح کا حکم سورہ آل عمران کی آیت

کریمہ میں بھی ہے۔ اس آیت کا مخاطب کوئی بھی ہو مسلمان ہوں یا یہود ونصاریٰ آیت کریمہ میں واضح طور پر انبیاء کرام علیہم السلام اوران کی کتب پر ایمان لانے کا حکم ہو رہا ہے۔

وما اوتی النبیون کی تفسیر فرماتے ہوئے امام صاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اشارۃ الی انہ یجب علینا الایمان بجمیع انبیاء اللہ وما انزل الیھم

﴿تفسیر صاوی جلد 1 صفحہ 114﴾

اس میں اشارہ یہ ہے کہ ہم پر ضروری ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے تمام نبیوں پر اور جو کچھ ان پر نازل کیا گیا اس پر ایمان لائیں۔

لانفرق بین احد منھم کے تحت تفسیر جلالین میں ہے۔

فنومن ببعض ونکفر ببعض کالیھود والنصاریٰ

﴿تفسیر جلالین پارہ 1 آیت 136﴾

''یعنی یہ نہ ہو کہ یہود ونصاریٰ کی طرح بعض پر ایمان لائیں اور بعض کا انکار کریں''

جیسا کہ یہودی حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے اور باقی انبیاء کا انکار کر دیا اور عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے اور باقی انبیاء کی نبوت کے منکر ہو گئے اب یہ سوال اٹھتا ہے کہ آیت کریمہ میں حضرت ابراہیم وموسیٰ وعیسیٰ وغیرہ کا ذکر ہے تو ان پر اوران کی شریعت پر کیسے ایمان لایا جائے تو اس وہم کا ازالہ کرتے ہوئے امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں۔

فان قیل کیف یجوز الایمان بابراھیم و موسٰی وعیسٰی مع القول بان شرائعھم منسوخۃ قلنا نحن نومن بان کل واحد من تلک الشرائع کان حقافی زمانہ

﴿تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 71﴾

''پس اگر یہ کہا جائے کہ ابراہیم موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام پر کیسے ایمان لانا جائز

ہوگا اس قول کے ساتھ کہ ان کی شرائع منسوخ ہیں ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم ان پر
اس طرح ایمان لائیں گے کہ ان میں سے ہر ایک اپنے زمانے میں اپنی
شریعت کے ساتھ حق پر تھا"

اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہر نبی کو حق پر تسلیم کرنا ضروری ہے اور کسی بھی نبی کے بارے میں علم ہو جانے کے بعد کہ وہ نبی ہے اس کا انکار کفر کے زمرے میں آتا ہے اور اسلام ہی وہ واحد دین ہے جو تمام انبیاء کی تکریم سکھاتا ہے وگرنہ یہود و نصاریٰ تو اپنے اپنے انبیاء کے علاوہ باقی انبیاء کرام علیہم السلام کا انکار کرتے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور قرآن حکیم:

حضرت ابراہیم علیہ السلام حلیم اور بردبار شخصیت کے مالک تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کو مخلوق کی ہدایت کیلئے مبعوث فرمایا اور آپ نے حکمت اور عقلی دلائل کے ساتھ اپنی قوم کو پیغام توحید پہنچایا جبکہ قوم چاند اور سورج کی پرستش میں مصروف تھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جس احسن انداز میں اپنی قوم کو تبلیغ فرمائی اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں اس کا تذکرہ یوں فرمایا:

فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۚ قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّاۤ اَفَلَ قَالَ لَاۤ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ ۝ فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّاۤ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّاۤلِّيْنَ ۝ فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّيْ هٰذَاۤ اَكْبَرُ ۚ فَلَمَّاۤ اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝ ﴿الانعام: 76تا78﴾

"پھر جب ان پر رات کا اندھیرا آیا ایک تارا دیکھا بولے اسے میرا رب ٹھہراتے ہو پھر جب وہ ڈوب گیا بولے مجھے خوش نہیں آتے ڈوبنے والے

پھر جب چاند چمکتا دیکھا بولے اسے میرا رب بتاتے ہو پھر جب وہ ڈوب گیا کہا اگر مجھے میرا رب ہدایت نہ کرتا تو میں بھی انہیں گمراہوں میں ہوتا پھر جب سورج جگمگاتا دیکھا بولے اسے میرا رب کہتے ہو یہ تو ان سب سے بڑا ہے پھر جب وہ ڈوب گیا کہا اے قوم میں بیزار ہوں ان چیزوں سے جنہیں تم شریک ٹھہراتے ہو"

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ کلام قوم کے سامنے چاند ستارے اور سورج کی ربوبیت کے انکار کی دلیل تھی اور ان کے خلاف حجت کو قائم کرنا تھا پہلے وہ سمجھے کہ یہ قول ہمارے موافق ہے مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عقل اور مشاہدہ کے ذریعے اس کا رَدّ فرمایا: یہ چاند سورج اور ستارے رب نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ رب وہ ہے جو تمام کائنات پر غالب ہے اور ہر چیز اس کے دائرہ قدرت میں ہے اور وہ کسی چیز سے غافل نہیں ہوتا اور نہ ہی وہ غائب ہوتا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے میں نمرود کی بادشاہت پوری دنیا پر قائم تھی نمرود ایک ظالم جابر اور بدگو ہر شخص تھا جس نے اپنی رعایا کو انتہائی مجبوری اور بے بسی کی حالت میں زندگی گزارنے پر مجبور کر رکھا تھا نمرود کا تذکرہ کرتے ہوئے امام صاوی لکھتے ہیں۔

وهو نمرود ابن كنعان حملت به امه من زنا خوفا على ملك ابيه من الضياع حيث كان ابوه عقيما و كان ملك اقوات الارض كلها۔

﴿تفسیر صاوی جلد 1 صفحہ 192﴾

"اور وہ نمرود بن کنعان تھا اس کے باپ کے ملک کے ضائع ہونے کے خوف سے اس کی ماں زنا سے حاملہ ہوئی اس لئے کہ اس کا باپ عقیم تھا اور نمرود زمین کی تمام غذائی اجناس کا مالک تھا"

لوگ جب نمرود کے پاس کھانے پینے کی اشیاء لینے کیلئے آتے تو وہ ان سے اپنے خدا

ہونے کا اقرار لینے کے بعد انہیں وہ اشیاء مہیا کرتا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایسے جابر شخص کو بھی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا پیغام بڑے احسن طریقے سے پہنچایا اللہ تعالیٰ اس واقعہ کا تذکرہ قرآن حکیم میں اس طرح فرماتا ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِیْ رَبِّهٖۤ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَۘ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُۙ قَالَ اَنَا اُحْیٖ وَ اُمِیْتُؕ قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَؕ وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۝

﴿البقرۃ: 258﴾

"اے محبوب کیا تم نے نہ دیکھا تھا اسے جو ابراہیم سے جھگڑا اس کے رب کے بارے میں اس پر کہ اللہ نے اسے بادشاہی دی جب کہ ابراہیم نے کہا میرا رب وہ ہے کہ جِلاتا اور مارتا ہے بولا میں جِلاتا اور مارتا ہوں ابراہیم نے فرمایا تو اللہ سورج کو پورب (مشرق) سے لاتا ہے تو اس کو پچھّم (مغرب) سے لے آ تو ہوش اڑ گئے کافر کے اور اللہ راہ نہیں دکھاتا ظالموں کو"

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب قوم کو دعوت توحید پیش کی تو قوم نے آپ کے راستے میں بڑی رکاوٹیں کھڑی کیں یہاں تک کہ آپ کو آگ میں بھی ڈالا گیا اور نمرود کے ساتھ اس کلام کے بعد آپ کو وہاں سے نکال دیا گیا مگر آپ نے بڑی ہمت واستقامت کے ساتھ اپنے مشن کو جاری رکھا اور ہدایت کی روشنی مخلوق تک پہنچاتے رہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور قرآن حکیم:

علماء سیرت نے بیان کیا ہے کہ کاہنوں نے فرعون سے کہا بنو اسرائیل میں ایک ایسا

بچہ پیدا ہوگا جس کے ذریعے تمہاری ہلاکت واقع ہوگی۔

فرعون نے حکم دیا کہ بنی اسرائیل کے نومولود بیٹے قتل کر دیئے جائیں پھر قبطیوں نے شکایت کی کہ اگر اسی طرح بنی اسرائیل کے بیٹے قتل کرتے رہے تو ہماری خدمت کیلئے بنو اسرائیل میں سے کوئی بھی باقی نہیں بچے گا تب فرعون ایک سال پیدا ہونے والے لڑکے قتل کروا دیتا اور ایک سال پیدا ہونے والے چھوڑ دیتا حضرت ہارون علیہ السلام اس سال پیدا ہوئے جس سال لڑکوں کو قتل نہیں کیا گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں ارشاد فرماتا ہے:

وَاَوْحَیْنَآ اِلٰۤی اُمِّ مُوْسٰۤی اَنْ اَرْضِعِیْهِ ۚ فَاِذَا خِفْتِ عَلَیْهِ فَاَلْقِیْهِ فِی الْیَمِّ وَلَا تَخَافِیْ وَلَا تَحْزَنِیْ ۚ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَیْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ○ ﴿القصص:7﴾

”اور ہم نے موسیٰ کی ماں کو الہام فرمایا کہ اسے دودھ پلا پھر جب تجھے اس سے اندیشہ ہو تو اسے دریا میں ڈال دے اور نہ ڈر اور نہ غم کر بیشک ہم اسے تیری طرف پھیر لائیں گے اور اسے رسول بنائیں گے“

حکم ربی کے مطابق آپ کی والدہ محترمہ نے آپ کو دریا میں ڈال دیا اور آپ فرعون کے باغ میں پہنچ گئے پھر فرعون نے ہی آپ کی پرورش کی اور آپ نوجوان ہو گئے پھر ایک واقعہ کے بعد آپ مدین تشریف لے گئے اور وہاں حضرت شعیب علیہ السلام سے آپ کی ملاقات ہوئی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نکاح حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹی سے ہوگیا مدین سے واپسی پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبوت سے سرفراز فرمایا: اور یہ حکم ارشاد فرمایا: فرعون کو دعوت توحید پیش کریں۔ فرعون نے اپنی قوم کے سامنے خدا ہونے کا دعویٰ کر رکھا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے پاس پہنچے اور اسے دعوت توحید پیش کی قرآن حکیم اس کا نقشہ یوں بیان کرتا ہے۔

قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمَا یٰمُوْسٰی ○ قَالَ رَبُّنَا الَّذِیْۤ اَعْطٰی كُلَّ شَیْءٍ

خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى ○ ﴿طٰہٰ:49-50﴾

"بولا تم دونوں کا خدا کون ہے اے موسیٰ کہا ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کے لائق صورت دی پھر راہ دکھائی"

اسی طرح کی بات قرآن حکیم میں دوسری جگہ یوں مذکور ہے:

قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ○ قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ؕ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ○ ﴿الشعراء:23-24﴾

"فرعون بولا اور سارے جہان کا رب کیا ہے موسیٰ نے فرمایا رب آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے اگر تمہیں یقین ہو"

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعوت کو سن کر وہ بوکھلا گیا اور بڑی حیرانگی اور رعونت سے اس نے سوال کیا کہ اللہ کون ہے مطلب اس کا یہ تھا کہ مخلوق مجھے خدا تسلیم کرتی ہے۔ تم کس رب العالمین کی بات کرتے ہو اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعوت کو ٹھکرا دیا اور بالآخر دریا میں غرق ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو معجزات سے نوازا۔ اپنی ہم کلامی کا شرف عطاء فرمایا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کتاب بھی عطا فرمائی قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے۔

قَالَ يٰمُوْسٰۤى اِنِّى اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِىْ وَبِكَلَامِىْ ۖ فَخُذْ مَاۤ اٰتَيْتُكَ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ○ ﴿الاعراف:144﴾

"فرمایا اے موسیٰ میں نے تجھے لوگوں سے چن لیا اپنی رسالتوں اور اپنے کلام سے تو لے جو میں نے تجھے عطاء فرمایا اور شکر والوں میں ہو"

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے عزت وعظمت سے نوازا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعاؤں کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کو من وسلویٰ عطاء فرمایا اور ان کیلئے پانی کے چشمے جاری فرمائے مگر اس قوم کی حرماں نصیبی کہ وہ پھر بھی اطاعت نبوی میں نہ آسکے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور قرآن حکیم:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر رسول ہیں اور حضور سید عالم ﷺ سے پہلے اس کائنات میں بسنے والے انسانوں کی ایک جماعت بنی اسرائیل کی رشد وہدایت کیلئے مبعوث ہوئے عیسائی اپنے آپ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پیروکار کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں مختلف مقامات پر آپ کی تحسین فرمائی اور آپ کے متعلق کچھ اوہام کا ازالہ فرمایا قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ آپ کے معجزات کا تذکرہ یوں فرماتا ہے۔

وَرَسُوْلًا اِلٰی بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ۙ اَنِّیْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّیْۤ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّیْنِ كَهَیْـَٔةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَكُوْنُ طَیْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِیْ بُیُوْتِكُمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝ ﴿آل عمران:49﴾

”کہ میں تمہارے لئے مٹی سے پرند کی سی مورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرند ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے اور میں شفا دیتا ہوں مادرزاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور میں مردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے اور میں تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو بے شک ان باتوں میں تمہارے لئے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو“

یعنی یہ پانچ چیزیں جو اوپر بیان ہوئیں زبردست اور قوی معجزات ہیں اور یہ معجزات میرے دعویٰ نبوت کی صداقت پر دلیل ہیں اور جو شخص بھی دلائل و براہین سے کسی بات کو

مانتا ہو اس پر یہ حجت ہیں اس سے قبل اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دنیا میں آمد کا تذکرہ فرماتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے کہ

...... وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ ﴿آل عمران: 45﴾

"وجیہہ ہوگا دنیا و آخرت میں اور قرب والا"

حضرت امام رازی اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

انه وجيه في الدنيا بسبب انه كان مبرأ من العيوب التي وصفه اليهود بها ووجيه في الاخرة بسبب كثرة ثوابه وعلودرجته عندالله تعالىٰ۔

﴿تفسیر کبیر جلد 3 صفحہ 222﴾

"دنیا میں وجاہت کا یہ سبب ہے کہ وہ ان الزامات سے مبرا ہیں جو یہودی ان کی طرف منسوب کرتے ہیں اور آخرت میں وجیہ اس لحاظ سے کہ کثیر ثواب اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک اعلیٰ مقام پر فائز ہوں گے"

یہود کے الزام میں سے ایک یہ بھی ہے کہ انہوں نے آپ کی والدہ محترمہ پر بہتان تراشی کی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا سبب کیا ہے قرآن حکیم حضرت مریم علیہا السلام کی پاکدامنی اور ان کے عفت مآب ہونے کی بھی گواہی دیتا ہے اس بات کے ذکر میں لَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ اور وَلَمْ أَكُ بَغِيًّا کے الفاظ قرآن حکیم میں موجود ہیں جو حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی پاکبازی کی دلیل ہیں۔

عیسائیوں نے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یہ شان دیکھی کہ وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے اور وہ مردے زندہ کرتے ہیں اور مریض ان سے شفاء یاب ہوتے ہیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان کی طرف اٹھائے جانے کے بعد وہ مختلف طرح کے اوہام کا شکار ہو گئے اور آہستہ آہستہ آپ کو الٰہ اور اللہ کا بیٹا قرار دینے لگے تو اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں اس

بات کا بھی ذکر فرمایا چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ ۔۔۔۔۔۔ O ﴿اٰل عمران:59﴾

''عیسیٰ کی کہاوت اللہ کے نزدیک آدم کی طرح ہے''

جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی پیدا فرمایا اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام باپ نہ ہونے کی وجہ سے اُلوہیت کے مستحق ٹھہرے تو حضرت آدم علیہ السلام کی تو ماں بھی نہیں پھر عیسائی انہیں بدرجہ اولی خدا کا مقام و مرتبہ دیں گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق یہ بھی مشہور کیا گیا کہ ان کو سولی دے دی گئی اور انہیں شہید کر دیا گیا قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کا ازالہ فرمایا ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ؕ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا O بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا O ﴿النساء:157-158﴾

''اور ان کے اس کہنے پر کہ ہم نے مسیح عیسیٰ بن مریم اللہ کے رسول کو شہید کیا اور ہے یہ کہ انہوں نے نہ اسے قتل کیا اور نہ اسے سولی دی بلکہ ان کیلئے ان کی شبیہ کا ایک بنا دیا گیا اور وہ جو اس کے بارے میں اختلاف کر رہے ہیں ضرور اس کی طرف سے شبہ میں پڑے ہوئے ہیں انہیں اس کی کچھ بھی خبر نہیں مگر یہی گمان کی پیروی اور بے شک انہوں نے اس کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھا لیا اور اللہ غالب حکمت والا ہے''

کتنے واضح الفاظ میں اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ کے اس وہم کا ازالہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انہوں نے نہ تو سولی دی اور نہ قتل کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی طرف اٹھالیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ناموس کا قرآن حکیم نے تحفظ کیا اور آپ کی ذات پر کیے جانے والے حملوں کا جواب دیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے قوم کو جو دعوت توحید ارشاد فرمائی قرآن حکیم میں اس کا تذکرہ یوں ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ ○ ﴿ال عمران:51﴾

''بے شک میرا تمہارا سب کا رب اللہ ہے تو اسی کو پوجو یہ ہے سیدھا راستہ''

اور دوسری جگہ یوں ارشاد ہوتا ہے۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِیْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ ؕ وَقَالَ الْمَسِیْحُ یٰبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبَّكُمْ ؕ اِنَّهٗ مَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ○ ﴿المائدہ:72﴾

''اور مسیح نے تو یہ کہا تھا اے بنی اسرائیل اللہ کی بندگی کرو جو میرا رب اور تمہارا رب بے شک جو اللہ کا شریک ٹھہرائے تو اللہ نے اس پر جنت حرام کردی اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں''

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بڑے واضح لفظوں میں پیغام توحید دیا جس سے عیسائیوں کے دعویٰ الوہیت یا ابن اللہ کی تردید ہوتی ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انہیں عقائد حقہ اور اعمال صالحہ کی دعوت دی اور ایک اللہ کی عبادت کرنے کا حکم دیا۔

اسی طرح دیگر انبیائے کرام حضرت شعیب، حضرت نوح، حضرت صالح، حضرت ہود، حضرت زکریا علیہم السلام نے بھی اپنی اپنی قوم کو پیغام توحید پہنچایا اور قوم کو اعمال صالحہ کی دعوت دی اور یہی دین ہے۔ تمام انبیائے کرام کا دین ایک ہی ہے مگر زمانہ کے مخصوص حالات کی وجہ سے عبادات اور معاملات کا طریقہ کار مختلف رہا ہے۔

وحدتِ نوعِ انسانی:

پہلے انبیائے کرام علیہم السلام کسی ایک علاقے ایک خطے یا ایک قوم کی طرف مبعوث ہوئے اور ان کی طرف احکام بھی ان کے حالات کے مطابق لائے۔ یہی وجہ ہے کہ پہلی اُمتوں اور دیگر اقوامِ عالم کی بنیاد اور وسعت ایسی عالمگیر اور آفاقی نہیں جس طرح قرآن حکیم کی تعلیمات آفاقی اور عالمگیر ہیں قرآن حکیم وحدت نوع انسانی کا درس دیتا ہے۔ جب انسان کا آپس میں تعلق اور رابطہ قائم ہوتا ہے تو وہ وحدت کی لڑی میں پرویا جاتا ہے اگر آپ تاریخ کا مطالعہ کریں تو اس تعلق کی مختلف نوعیت آپ کے سامنے آئے گی۔

1- جغرافیائی تعلق:

جب انسان ایک مخصوص علاقے میں رہتے ہوں تو ان کا آپس میں ایک تعلق اور رابطہ قائم ہوتا ہے اور اس تعلق کی بنیاد پر وہ ایک جداگانہ حیثیت کے آرزومند ہوتے ہیں۔

2- نسلی ولسانی تعلق:

جب افراد ایک نسل اور قبیلے سے تعلق رکھتے ہوں یا ان کی زبان ایک ہو تو وہ اپنے آپ کو ایک وحدت تصور کرتے ہیں اور خود کو دوسروں سے الگ تشخص دینے لگتے ہیں۔

3- معاشی تعلق:

جب افراد کے معاشی حالات ایک جیسے ہوں اور ان کی وجہ سے باہم ربط و تعلق قائم ہو تو وہ افراد بھی ایک الگ تشخص قائم کر کے اپنے آپ کو دوسروں سے اس وحدت کے حوالے ممتاز کرنے لگتے ہیں۔

اس تعلق کے علاوہ مغرب کے افکار و نظریات کو پرکھا جائے تو انہوں نے ایک قوم ہونے کیلئے جو عوامل اور اسباب تلاش کیے ہیں ان میں رنگ، نسل، زبان، ملک اور ثقافت

وغیرہ شامل ہیں لیکن اس طرز پر قائم ہونے والے معاشرے کا عمل دوسروں سے بغض، حسد اور عناد ہوتا ہے جس کی وجہ سے معاشرے کی آفاقیت مفقود ہو جاتی ہے اور معاشرہ انتشار کا شکار ہو جاتا ہے مگر قرآن حکیم افراد کی زندگی کو وحدت کی بنیاد فراہم کرتا ہے اور معاشرے کو انتشار کی اذیت سے بچانے کیلئے وحدت نوع انسانی کا تصور پیش کرتا ہے تاکہ معاشرہ لامحدود اور ہمہ گیریت کا جامع ہو چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ...... ﴿النساء: 1﴾

''اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی میں سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت مرد و عورت پھیلا دیئے''

اور دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَّمُسْتَوْدَعٌ ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّفْقَهُوْنَ ۝ ﴿الانعام: 98﴾

''اور وہی ہے جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا پھر کہیں تمہیں ٹھہرنا ہے اور کہیں امانت رہنا بیشک ہم نے مفصل آیتیں بیان کردیں سمجھ والوں کے لیے''

قرآن حکیم نے متعدد بار اس تصور کو واضح کیا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایک ہی نسل سے پیدا فرمایا قرآن حکیم مختلف قبیلوں اور خاندانوں کو وحدت کے منافی قرار نہیں دیتا بلکہ ان کے ذریعے باہم ایک رشتہ کو قائم کرتا ہے لیکن بنیادی طور پر وحدت نوع انسانی کے تصور کو اجاگر کرتا ہے۔ جس طرح قرآن حکیم کی تعلیمات آفاقی ہیں اسی طرح حضور خاتم النبیین ﷺ کی نبوت و رسالت بھی تمام کائنات کیلئے ہے مخلوقات عالم کا ہر فرد جو شرعاً مکلف ہے خواہ وہ مسلم ہو یا کافر وہ حضور سرور دو عالم ﷺ کی اُمت دعوت میں شامل ہے قرآن حکیم نے حضور

سید کائنات ﷺ کی رسالت کی ہمہ گیریت کو یوں بیان کیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا ۝ ﴿الاعراف: 158﴾

''تم فرماؤ اے لوگو میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول ہوں''

اس قرآنی نقطہ نظر سے آپ ﷺ کی ذات گرامی ہدایت وضلالت اور حق و باطل کے درمیان باعث امتیاز ہے اسی طرح جو دین، شریعت اور نظام آپ سے منسوب ہوگا وہ بھی ادیان عالم میں معیار ہدایت اور باعث امتیاز ہوگا آج کل یورپ، غیر مسلم طاقتیں اور میڈیا جو دنیا کو گلوبل ویلج بنانے کی بات کرتے ہیں اور اقوام متحدہ کے ارباب اختیار پوری دنیا کو یکجا کرنے کی پالیسی مرتب کرنا چاہتے ہیں وہ صرف اور صرف قرآن اور صاحب قرآن کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوکر ہی ممکن ہوسکتا ہے کیونکہ صاحب قرآن کی ذات ہی اس ہمہ گیریت کی جامع ہے اور ان کی تعلیمات میں وہ فکر موجود ہے۔ انہوں نے وہ آئین اور نصب العین دیا ہے جس کے ذریعے انسان کے اندر وحدت کا شعور پیدا ہوتا ہے محض اجتماع کو ایک قوم نہیں کہا جاسکتا جب تک کہ افراد کی سوچ فکر اور نظریہ ایک نہ ہو اور اسلام کا اجتماعی اور قومی نصب العین افراد کو وحدت نوع انسانی کی فکر اور سوچ عطاء کرنا ہے اور وہ ایک ایسے صالح مثالی اور انقلابی معاشرے کا قیام ہے جو غلبہ دین کی خاطر عالمگیر انقلاب کا ضامن ہو اور اس کے نتیجے میں کائنات میں بسنے والے انسانوں کو امن، راحت، سکون اور چین کی زندگی میسر ہو اور دنیا پر خوف، دہشت اور جنگ کے جو سائے ہر وقت منڈلا رہے ہیں وہ چھٹ جائیں اور انسانوں کے اذہان وقلوب سے تفریق کا تصور معدوم ہو جائے اور وحدت نوع انسانی کی فکر پروان چڑھے۔

باب......2

اقوامِ عالم اور مرکزیتِ انبیاء علیہم السلام

انسان کل کائنات کے حقائقِ لطیفہ کا مجموعہ ہے اور سب مخلوقات سے اعلیٰ وافضل گویا کہ انسان مخدوم ہے اور سب مخلوقات خادم ہیں اسی طرح انسان کی ضروریات بھی کل کائنات کی ضروریات سے مقدم ہیں اور دنیائے انسانیت کا یہ عظیم نظام دامن نبوت سے متعلق ہے یہی وجہ ہے کہ جو افراد بارگاہ نبوت سے وابستہ ہیں وہ بارگاہ الٰہی میں مقرب ہیں اور جن افراد کا تعلق بارگاہ نبوی سے پیوستہ نہ ہوا وہ کفر وشرک کی ظلمتوں میں بھٹکتے رہے۔ جسمانی اور روحانی اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے نبی کا مقام تمام مخلوق سے بلند ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے احکام کو مخلوق تک پہنچانے کیلئے نبی اور رسول واسطہ ہوتا ہے اس لئے نبی کو اپنی قوم میں مرکزی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا رسول خِلقی اور خُلقی ہر اعتبار سے عیوب سے منزہ ومعصوم ہوتا ہے۔ چنانچہ حدیث پاک میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ مذکور ہے۔

عن ابی هريرة رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال كانت بنوا اسرائيل يغتسلون عراة ينظر بعضهم الى بعض وكان موسیٰ علیہ السلام يغتسل وحده فقالوا واللّٰه مايمنع موسیٰ ان يغتسل معنا الا انه آدر فذهب مرة يغتسل وضع ثوبه على حجر ففر الحجر بثوبه فجمح موسیٰ فی اثره يقول ثوبی يا حجر ثوبی يا حجر حتّٰی نظرت بنوا سرائيل الى موسى وقالوا واللّٰه ما بموسیٰ

من بأس واخذ ثوبه وطفق بالحجر ضربا قال ابوهريرة رضی اللہ عنہ والله انه لندب بالحجر ستة اوسبعة ضربا بالحجر۔ ﴿صحیح بخاری جلد 1 صفحہ 42﴾

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل ننگے نہاتے ایک دوسرے کو دیکھتے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام تنہا غسل فرماتے اس پر بنی اسرائیل نے کہا کہ بخدا موسیٰ کو ہمارے ساتھ نہانے سے صرف یہ بات روکتی ہے کہ ان کے خصیے بڑے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک مرتبہ غسل کرنے گئے پتھر ان کا کپڑا لے کر بھاگا حضرت موسیٰ علیہ السلام پتھر کے پیچھے تیزی سے یہ کہتے ہوئے دوڑے اے پتھر میرا کپڑا دے اے پتھر میرا کپڑا دے یہاں تک کہ بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا اور کہا بخدا موسیٰ کو کوئی عارضہ نہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا کپڑا لے لیا اور پتھر کو مارنے لگے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا بخدا اس پتھر پر چھ یا سات پتھر کے نشانات ہیں''

علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث پاک کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

وفيه دليل على ان الله تعالى كمل انبياء ه خِلقا وخُلقا ونزههم عن المعايب والنقائص۔ ﴿عمدۃ القاری جلد 3 صفحہ 342﴾

''اور اس میں دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کو خِلق اور خُلق کے اعتبار سے مکمل فرمایا اور انہیں عیوب اور نقائص سے پاک رکھا''

مولانا شریف الحق امجدی صاحب نزہۃ القاری میں اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضرات انبیائے کرام ہر قسم کے عیوب سے پاک ہوتے ہیں خواہ وہ خلقی ہوں خواہ خُلقی نیز ایسی بیماریوں اور عوارض سے بھی منزہ ہوتے ہیں جو تنفر کا سبب بن سکیں۔ ﴿نزہۃ القاری جلد اول صفحہ 762﴾

اس حدیث پاک سے یہ بات مترشح ہوگئی کہ اگر قوم کو نبی کی ذات کے بارے میں کوئی شبہ بھی ہو تو اللہ تعالیٰ نبی کو اس سے بری فرما دیتا ہے کیونکہ نبی نے اپنی قوم کیلئے فریضہ تبلیغ انجام دینا ہوتا ہے لہٰذا عقلاً بھی یہ بات واضح ہے کہ علم، عقل اور حسب نسب کے اعتبار سے نبی اپنی قوم میں ممتاز اور اعلیٰ ہوتا ہے اور اسے اپنی قوم میں مرکزیت حاصل ہوتی ہے۔

قوم نوح:

حضرت آدم علیہ السلام کے بعد جب نسل در نسل انسانوں کا سلسلہ چلا تو بعض نیک لوگوں کے اس دنیا سے جانے کے بعد آنے والی نسلوں نے شیطان کے بہکاوے میں آ کر ان کی پوجا شروع کر دی۔ یوں زمین میں بت پرستی شروع ہوگئی لوگوں نے بتوں کی عبادت اور شیاطین کی اطاعت شروع کر دی لوگ کفر اور گمراہی میں مبتلا ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے منتخب بندے اور برگزیدہ رسول حضرت نوح علیہ السلام کو اس دنیا میں مبعوث فرمایا وہ لوگوں کو اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کی دعوت دیتے تھے اور ان کو بتوں کی پوجا سے منع فرماتے حضرت نوح علیہ السلام زمین پر اللہ تعالیٰ کے سب سے پہلے رسول ہیں آپ نے نوسو پچاس سال اپنی قوم میں رہ کر تبلیغ جاری رکھی اور قوم کو دعوت توحید و نبوت پیش فرماتے رہے جیسا کہ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ کی تبلیغ کا عرصہ بیان فرمایا۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِیْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِیْنَ عَامًا ؕ ...... ○ ﴿العنکبوت:14﴾

”اور بے شک ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا تو وہ ان میں پچاس سال کم ہزار برس رہا“

پہلے تو قوم آپ کی تبلیغ سے انکار کرتی رہی لیکن بعد میں قوم نے آپ کی ذات پر کیچڑ

اُچھالنا شروع کردیا اور آپ کو ہدف تنقید بنایا گیا قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کی گفتگو کو اس طرح بیان فرمایا۔

فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ ۝ ﴿المومنون:24﴾

"تو اس کی قوم کے جن سرداروں نے کفر کیا بولے یہ تو نہیں مگر تم جیسا آدمی چاہتا ہے کہ تمہارا بڑا بنے"

قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ ﴿الاعراف:60﴾

"اس کی قوم کے سردار بولے بے شک ہم تمہیں کھلی گمراہی میں دیکھتے ہیں"

قالوا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰنُوْحُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِيْنَ ۝ ﴿الشعراء:114﴾

"بولے اے نوح اگر تم باز نہ آئے تو ضرور سنگسار کیے جاؤ گے"

جب یہ توہین آمیز گفتگو بڑھتی چلی گئی تو اللہ تعالیٰ نے اس قوم پر عذاب مسلط کردیا اور ان پر پانی کا طوفان آگیا اور وہ سب غرق ہوگئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ ۝ ﴿الاعراف:64﴾

"تو انہوں نے اسے جھٹلایا تو ہم نے اسے اور جو اس کے ساتھ کشتی میں تھے نجات دی اور اپنی آیتیں جھٹلانے والوں کو ڈبو دیا بے شک وہ اندھا گروہ تھا"

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے آپ کی توہین کی انہوں نے آپ کی مرکزیت کو ایک لحاظ سے جھٹلایا اور آپ کی مسلمہ حیثیت کو ماننے سے انکار کردیا۔ جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نشانی اور اسکے خلیفہ کی قدر نہ کی تو وہ مستحق عذاب ٹھہرے۔ چونکہ وہ نبی کی معرفت سے محروم رہے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک اندھی قوم سے مخاطب کیا۔

قوم عاد:

یہ قوم صحرائے عرب کے جنوب مغربی کنارے جو عمان اور حضر موت کے درمیان کا حصہ ہے وہاں آباد تھی انہوں نے بھی قوم نوح کی طرح اپنے لیے ھبار اور صمود نام کے بت بنا رکھے تھے اور ان کی عبادت کیا کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے حضرت ہود علیہ السلام کو ان کی طرف مبعوث فرمایا اور انہوں نے اپنی قوم کو اللہ کی طرف دعوت دی کہ ایک اللہ کو مانیں اور لوگوں پر ظلم نہ کریں مگر انہوں نے حضرت ہود علیہ السلام کی دعوت کو نہ صرف جھٹلایا بلکہ آپ کے ساتھ توہین آمیز رویہ اختیار کیا جس کا ذکر قرآن مجید یوں کرتا ہے۔

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِیْنَ ۝ ﴿الاعراف: 66﴾

"اس کی قوم کے سردار بولے ہم تمہیں بے وقوف سمجھتے ہیں اور بے شک ہم تمہیں جھوٹوں میں گمان کرتے ہیں"

انہوں نے نہ صرف حضرت ہود علیہ السلام کی توہین کی بلکہ بڑی ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہ کہنے لگے۔

قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ۝ ﴿الاعراف: 70﴾

"بولے کیا تم ہمارے پاس اس لئے آئے ہو کہ ہم ایک اللہ کو پوجیں اور جو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے انہیں چھوڑ دیں تو لاؤ جس کا ہمیں وعدہ دے رہے ہو اگر سچے ہو"

ان کے اذہان وقلوب نبی کی مرکزیت وحیثیت سے نا آشنا تھے اور وہ نبی کو

محض ایک بے بس انسان تصور کرتے رہے اور حضرت ہود علیہ السلام کی تکذیب وتوہین کرتے رہے ان کا انجام یہ ہوا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

...... وَ قَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَ مَا كَانُوْا مُؤْمِنِیْنَ ○

﴿الاعراف: 72﴾

”اور جو ہماری آیتیں جھٹلاتے تھے ہم نے انکی جڑ کاٹ دی اور وہ ایمان والے نہ تھے“

قوم ثمود:

قوم عاد کی ہلاکت کے وقت جو ایمان والے حضرت ہود علیہ السلام کے ساتھ بچ گئے تھے یہ قوم ان کی نسل سے تھی اس لیے اس قوم کو عاد ثانیہ بھی کہتے ہیں اور یہ قوم ثمود نام کے ایک شخص کی طرف منسوب تھی حجاز اور شام کے درمیان وادی القری تک ایک میدان تھا اسے الحجر کہتے تھے اور آج کل یہ مقام فج الناقۃ کے نام سے معروف ہے یہ جگہ قوم ثمود کا مسکن تھی انہوں نے یہاں عالی شان محلات اور پہاڑوں کو کاٹ کر مضبوط مکانات بنا رکھے تھے۔ یہ قوم بھی پہلے بت پرستوں کی طرح بت پرستی کرتی تھی اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام کو ان میں مبعوث فرمایا حضرت صالح علیہ السلام نے قوم ثمود کو بت پرستی سے منع فرمایا اور اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کرنے کا حکم دیا لیکن قوم پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوا وہ حضرت صالح علیہ السلام کا مذاق اڑاتے اور کہتے یہ مال وزر، سرسبز باغات، مضبوط ومستحکم اور شاندار محلات جو ہمیں حاصل ہیں اگر آپ حق پر ہوتے تو آپ کے پیروکاروں کو یہ سب کچھ حاصل ہوتا آپ اور وہ یوں مفلسی اور تنگ دستی کی زندگی نہ گزار رہے ہوتے اور انہوں نے حضرت صالح علیہ السلام کی نبوت کا انکار کیا اور بطور معجزہ اللہ تعالیٰ نے جو اُونٹنی پتھر سے ظاہر فرمائی اسے

حضرت صالح علیہ السلام کی دشمنی میں ہلاک کردیا قرآن حکیم میں ان کی رعونت اور خودسری کا یوں تذکرہ ہے۔

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖؕ قَالُوْۤا اِنَّا بِمَاۤ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ○ قَالَ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْۤا اِنَّا بِالَّذِیْۤ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ○

﴿الاعراف:76تا75﴾

"اس کی قوم کے تکبر والے کمزور مسلمانوں سے بولے کیا تم جانتے ہو کہ صالح اپنے رب کے رسول ہیں بولے وہ جو کچھ لے کر بھیجے گئے ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں متکبر بولے جس پر تم ایمان لائے ہمیں اس سے انکار ہے"

قوم نے بڑی ڈھٹائی کے ساتھ حضرت صالح علیہ السلام کی نبوت وتعلیمات کا انکار کیا اور پھر اس انکار کو بڑے فخر کے ساتھ بیان کیا وہ خود کو حضرت صالح علیہ السلام سے زیادہ اہم اور موقر جانتے تھے انجام کار یہ ہوا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ ○ ﴿الاعراف:78﴾

"انہیں زلزلہ نے آلیا تو صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے"

انہیں اپنے محلات اور باغات پر ناز تھا وہ انہیں اپنی حقانیت کی دلیل گردانتے تھے جب انہوں نے حضرت صالح علیہ السلام کی مرکزیت کو ماننے سے انکار کیا اور آپ کی تعلیمات سے انکاری ہوئے تو وہ آن واحد میں مال واسباب سمیت صفحۂ ہستی سے مٹا دیئے گئے۔

قوم لوط:

حضرت لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھائی ہاران کے بیٹے تھے اللہ تعالیٰ نے

آپ کو سدوم، اموراء، عامورا، صبویراء ان شہروں میں بسنے والے لوگوں کی طرف بھیجا یہ جگہ عراق اور فلسطین کے درمیان واقع ہے اور آج کل مشرقی اردن کے نام سے مشہور ہے یہ جگہ بحر مردار کے قریب واقع تھی اور عذاب الٰہی کے بعد اسی سمندر میں چلی گئی۔ ان لوگوں میں حیا اور غیرت نام کی کوئی چیز نہیں تھی اور یہ عورتوں کے بجائے مردوں سے اپنی نفسانی خواہشات کو پورا کرتے اس عمل بد کی ابتداء سب سے پہلے اسی قوم نے کی اس قوم سے پہلے کائنات میں اس عمل بد کا کوئی تصور نہیں تھا حضرت لوط علیہ السلام اپنی قوم کو اس برے فعل سے روکتے مگر قوم آپ کی تبلیغ کا اثر لئے بغیر اس فعل پر مصر رہی جب حضرت لوط علیہ السلام نے کثرت کے ساتھ تبلیغ فرمائی اور اس برے فعل کو روکنے کی کوشش کی تو قوم نے آپ کے ساتھ تحقیر آمیز رویہ اختیار کیا اور آپ کو تمسخر کا نشانہ بنایا قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے۔

وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ○ ﴿الاعراف: 82﴾

''اور اس کی قوم کا کچھ جواب نہ تھا مگر یہی کہنا کہ ان کو اپنی بستی سے نکال دو یہ لوگ تو پاکیزگی چاہتے ہیں''

قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰلُوْطُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِيْنَ ○ ﴿الشعراء: 167﴾

''بولے اے لوط اگر تم باز نہ آئے تو ضرور نکال دیئے جاؤ گے''

حضرت لوط علیہ السلام اپنی قوم کو اس فعل کی برائی اور گندگی سے آگاہ کرتے کہ یہ نقصان دہ عمل ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہے تو اس قوم کے لوگ بطور تمسخر اور توہین آپ کے متعلق یہ کہتے کہ یہ پاکیزہ لوگ ہیں ان کو اس جگہ سے نکال دو یا پھر وہ آپ کو دھمکی دیتے کہ اگر آپ تبلیغ سے باز نہ آئے تو ہم آپ کو نکال دیں گے جب انہوں نے حضرت لوط علیہ السلام کی ذات گرامی پر حملے شروع کر دیئے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط علیہ السلام کو وہاں سے ہجرت کا حکم

دیااوراس قوم پرعذاب مسلط کرکےاس کونشان عبرت بنادیاارشادباری تعالیٰ ہے۔

وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَطَرًا فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ○

﴿الاعراف :82﴾

''اورہم نے ان پرایک مینہ برسایاتودیکھوکیساانجام ہوامجرموں کا''

اس قوم نے جب اپنی عیاشیوں اور برائیوں کو چھوڑنے کے بجائے حضرت لوط علیہ السلام کی تحقیر شروع کردی اورآپ کاوجودان کی آنکھوں میں کھٹکنے لگاتواللہ تعالیٰ نے ان پرپتھروں کی بارش کرکےانہیں نیست ونابودکردیا۔

اہل مدین:

جوشاہراہ حجازکوشام فلسطین اوریمن کے ساتھ ملاتی تھی اور بحرقلزم کے مشرقی کنارے سے ہوکرگزرتی تھی مدین بحرقلزم کےمغربی کنارےشام کےمتصل اس شاہراہ پرواقع ہےزمانہ قدیم میں یہ ایک بہت بڑی تجارتی شاہراہ تھی اورقوم مدین کی بستیاں اس شاہراہ پرواقع تھیں توتجارت کرنے والےلوگوں کوان سے واسطہ پڑتاتھااوریہ قوم ناپ تول میں کمی کےحوالے سےشہرت یافتہ تھی حضرت شعیب علیہ السلام کواللہ تعالیٰ نےاس قوم میں مبعوث فرمایااورآپ نےلوگوں کوایک اللہ کی طرف بلایااورناپ تول میں کمی کرنے سے منع فرمایالیکن پہلی اقوام کی طرح انہوں نےبھی حضرت شعیب علیہ السلام کی تبلیغ کوماننے سےانکار کردیااورحضرت شعیب علیہ السلام کواپنے راستے کی رکاوٹ سمجھ کرآپ کی ذات کوتنقیدکانشانہ بنایااورآپ کی توہین وتذلیل کرکےوہ اپنے لئےسامان تباہی تیارکرتے رہےقرآن حکیم میں آپ کی قوم کےسرداروں کاغروراوران کی نافرمانی یوں مذکورہے۔

قَالُوْا يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ

فِیْۤ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ؕ اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِیْمُ الرَّشِیْدُ ○ ﴿ہود: 87﴾

''بولے اے شعیب کیا تمہاری نماز تمہیں یہ حکم دیتی ہے کہ ہم اپنے باپ دادا کے خداؤں کو چھوڑ دیں یا اپنے مال میں جو چاہیں نہ کریں ہاں جی تمہیں بڑے عقلمند اور نیک چلن ہو''

قَالُوْۤا اِنَّمَاۤ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِیْنَ ○ وَمَاۤ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَاِنْ نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكٰذِبِیْنَ ○ فَاَسْقِطْ عَلَیْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ○ ﴿الشعراء: 185تا187﴾

''بولے تم پر جادو ہوا ہے تم تو نہیں مگر ہم جیسے آدمی اور بے شک ہم تمہیں جھوٹا سمجھتے ہیں تو ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرا دو اگر تم سچے ہو''

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّكَ یٰشُعَیْبُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْیَتِنَاۤ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِیْ مِلَّتِنَا ؕ قَالَ اَوَلَوْ كُنَّا كٰرِهِیْنَ ○ ﴿الاعراف: 88﴾

''اس کی قوم کے متکبر سردار بولے اے شعیب قسم ہے کہ ہم تمہیں اور تمہارے ساتھ والے مسلمانوں کو اپنی بستی سے نکال دیں گے یا تم ہمارے دین میں آ جاؤ''

قوم اور اس کے سرداروں نے حضرت شعیب علیہ السلام کی تعلیمات سے انکار کر دیا بلکہ آپ کی ذات گرامی پر رکیک حملے شروع کر دیئے اور بطور تمسخر یہ کہنے لگے کہ ہم آپ کے کہنے پر اپنے اموال کو چھوڑ دیں۔ وہ آپ کی حیثیت و مرکزیت کو سمجھنے سے قاصر رہے اور آپ کو اپنے جیسا بشر ہی سمجھتے رہے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی توہین و نافرمانی کی پاداش میں اس قوم پر عذاب مسلط فرما دیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فَاَخَذَتۡهُمُ الرَّجۡفَةُ فَاَصۡبَحُوۡا فِیۡ دَارِهِمۡ جٰثِمِیۡنَ ۝ ﴿الاعراف: 91﴾

"تو انہیں زلزلہ نے آلیا تو صبح اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے"

فَكَذَّبُوۡهُ فَاَخَذَهُمۡ عَذَابُ يَوۡمِ الظُّلَّةِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَذَابَ يَوۡمٍ عَظِيۡمٍ ۝

﴿الشعراء: 189﴾

"تو انہوں نے اسے جھٹلایا تو انہیں شامیانے والے دن کے عذاب نے آلیا بے شک وہ بڑے دن کا عذاب تھا"

حضرت شعیب علیہ السلام کی تبلیغ کا اثر اس قوم پر نہ ہوا بلکہ اس قوم کے اندر مزید بگاڑ پیدا ہو گیا اور انہوں نے حضرت شعیب علیہ السلام کو طعن و تشنیع شروع کر دی۔ وہ آپ کو اپنے راستے میں ایک رکاوٹ سمجھنے لگے وہ اپنی ہٹ دھرمی اور ضد میں اس قدر آگے چلے گئے تھے کہ وہ برملا عذاب کا مطالبہ کرنے لگے بالآخر اپنے اسی رویے کی بنیاد پر کہ انہوں نے حضرت شعیب علیہ السلام سے دشمنی مول لی وہ مستحق عذاب ٹھہرے۔

حاصلِ کلام:

ماقبل سطور میں چند قوموں کا ذکر ہوا جو مختلف قسم کے برے افعال کا ارتکاب کیا کرتی تھیں اور اپنے ان افعال کو درست تسلیم کرانے پر بھی مصر تھیں لیکن تمام اقوام میں جو قدر مشترک تھی اور ان پر عذاب الٰہی کا باعث بنی وہ انبیاء کرام علیہم السلام کی توہین و تنقیص تھی اور ان انبیاء کرام علیہم السلام کی مرکزی حیثیت کو تسلیم نہ کرنا بھی شامل تھا وہ لوگ نبوت کے بلند مقام کو تسلیم کرنے سے انکاری تھے ساری گفتگو سے تقریباً تین باتیں سامنے آتی ہیں۔

1- انبیاء کرام ہم جیسے بشر ہیں۔

2- اگر انبیاء اپنے دعویٰ میں سچے ہیں تو عذاب آجائے۔

3- ہم انہیں اپنے علاقوں سے نکال دیں گے۔

یہ وہ باتیں ہیں جو انہوں نے انبیاء کرام علیھم السلام کی ذوات قدسیہ کے متعلق کہیں اور انہیں ہدف تنقید بنایا اپنے تئیں ان قوموں نے یہ اقدام اپنے افعال کے تحفظ کی خاطر کیا اور ان کا کہنا بھی یہی تھا کہ ہر آدمی کو زندگی گزارنے کی آزادی ہے جس طرح سے وہ رہنا چاہے اسے اسی طرح زندگی گزارنے کا حق حاصل ہونا چاہیے مگر ان کی سیاہ بختی میں یہ بات بھی شامل تھی کہ ان اقوام نے مقدس ومحترم اور منتخب گروہ انبیاء کرام علیھم السلام کی ذوات قدسیہ پر تنقید وتوہین کے زہر میں چبھتے ہوئے نشتر پھینکے اور ان کی مسلمہ حیثیت کو چیلنج کر کے اپنی حرماں نصیبی میں اضافے کا سبب بنے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں آنے والی نسلوں کیلئے نشان عبرت بنا دیا اگر آج بھی کوئی شخص نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرے اور پھر اسے آزادی اظہار رائے کا نام دے تو اس کی جگہ بھی بالآخر جہنم کے اس گڑھے میں ہے جہاں اسکے پیش رو جا چکے ہیں اللہ تعالیٰ جب کسی ظالم وگستاخ کی رسی دراز کرتا ہے تو وہ اپنے سیاہ اعمال پر ناز کرتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ وہ گستاخان انبیاء کو نشان عبرت ضرور بناتا ہے۔

باب......3

اقوامِ عالم اور مرکزیتِ سیدِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

آسمان کو ابھی تاروں سے مزین نہیں کیا گیا تھا سورج کو ابھی روشنی نہیں ملی تھی چاند ابھی کرنوں کا متلاشی تھا ہواؤں اور فضاؤں کو ابھی خنکی چاہیے تھی دریاؤں اور سمندروں کو ابھی موجوں اور لہروں کی ضرورت تھی زمین اپنی آرائش کی منتظر تھی جنت کو حور وغلماں سے سجانا باقی تھا انسان کو ابھی جسم ودیعت نہیں کیا گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مقدس و محتشم جماعت انبیاء کرام علیہم السلام سے عالم ارواح میں مقصود کائنات، مرکز جہاں، جانِ عالمین، حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے لختِ جگر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے نورِ نظر اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد و نصرت کے عہد و پیمان لیے اور اس پر انبیاء کرام علیہم السلام کو ایک دوسرے پر گواہ بنایا۔

اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں ارشاد فرماتا ہے۔

وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَ اَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ○ ﴿ال عمران: 81﴾

”اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا

فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں"

اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے یہ میثاق اور پختہ عہد لیا کہ ہر نبی حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے گا آپ کی رسالت کی تصدیق کرے گا اور آپ کی نُصرت و مدد کرے گا اور پھر مزید تاکید کیلئے یہ اقرار لیا کہ تم آپس میں ایک دوسرے کے گواہ ہو جاؤ مفسرین نے زیر آیت مختلف توجیہات بیان کی ہیں کہ یہ میثاق اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام سے لیا کہ ہر نبی بعد میں آنے والے نبی کی تصدیق کرے یا تمام نبیوں سے سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا عہد لیا گیا یا اللہ تعالیٰ کے اس میثاق کو انبیاء کرام علیہم السلام نے اپنی قوموں سے لیا کہ جب ان کی قوم کے پاس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئیں تو وہ آپ کی تصدیق کریں اور آپ کی نبوت کا اقرار کر کے آپ کی مدد واعانت کریں توجیہ کوئی بھی ہو اس آیت کریمہ سے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مرکزیت روز روشن کی طرح عیاں ہے انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قوموں کو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائل وفضائل بتاتے رہے اور آپ کی جلوہ گری کا تذکرہ کرتے رہے کہ جب آپ تشریف لے آئیں تو آپ پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اور اسی طرح انبیاء کرام علیہم السلام کو جو کتب اور صحائف عطاء ہوئے ان میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف و کمالات اور آپ کی تشریف آوری کا تذکرہ موجود ہے۔

تورات میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بشارتیں:

اگرچہ یہودیوں نے تورات میں اپنی من مانی تحریفات کر کے اس میں تغیر وتبدل کر دیا

لیکن موجودہ تورات میں بھی حضور سید کائنات ﷺ کی بعثت کے متعلق بشارتیں موجود ہیں۔

اور اس نے کہا کہ خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے ان پر طلوع ہوا فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آیا اور اس کے دہنے ہاتھ ایک آتشیں شریعت ان کے لئے تھی۔ ﴿استثناء باب 33 فقرہ 2 صفحہ 192﴾

حضور نبی اکرم ﷺ فتح مکہ کے موقع پر مکہ مکرمہ میں دس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ داخل ہوئے تھے اور یوں یہ آیت نبی مکرم ﷺ پر پوری طرح منطبق ہوتی تھی تو نیا عہد نامہ میں اس کو تبدیل کر کے دس ہزار کی جگہ لاکھوں قدسیوں میں سے آیا لکھ دیا گیا۔

دیکھو میرا خادم جس کو میں سنبھالتا ہوں میرا برگزیدہ جس سے میرا دل خوش ہے میں نے اپنی روح اس پر ڈالی وہ قوموں میں عدالت جاری کرے گا وہ نہ چلائے گا نہ شور کرے گا اور نہ بازاروں میں اس کی آواز سنائی دے گی وہ مسلے ہوئے سرکنڈے کو نہ توڑے گا اور ٹمٹماتی بتی کو نہ بجھائے گا وہ راستی سے عدالت کرے گا وہ ماندہ نہ ہوگا اور ہمت نہ ہارے گا جب تک کہ عدالت کو زمین پر قائم نہ کرے جزیرے اس کی شریعت کا انتظار کریں گے جس نے آسمان کو پیدا کیا اور تان دیا جس نے زمین کو اور ان کو جو اس میں سے نکلتے ہیں پھیلایا جو اس کے باشندوں کو سانس اور اس پر چلنے والوں کو روح عنایت کرتا ہے یعنی خداوند یوں فرماتا ہے میں خداوند نے تجھے صداقت سے بلایا میں ہی تیرا ہاتھ پکڑوں گا اور تیری حفاظت کروں گا اور لوگوں کے عہد اور قوموں کے نور کیلئے تجھے دوں گا تو اندھوں کی آنکھیں کھولے اور اسیروں کو قید سے نکالے اور ان کو جو اندھیرے میں بیٹھے ہیں قید خانہ سے چھڑائے یہوہ میں ہوں یہی میرا نام ہے میں اپنا جلال کسی دوسرے کے لئے اور اپنی حمد کھودی ہوئی مورتیوں کے لئے روا نہ رکھوں گا دیکھو پرانی باتیں پوری ہو گئیں اور نئی باتیں بتاتا ہوں اس سے پیشتر کہ واقع ہوں میں تم سے بیان کرتا ہوں۔ ﴿تورات یسعیاہ باب 42 فقرات 1-9 صفحہ 694﴾

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ﷛ نے حضرت عطاء بن یسار کو حضور ﷺ کی تورات میں لکھی ہوئی جو صفات بیان کیں حضرت امام بخاری اسے یوں بیان کرتے ہیں۔

عن عطاء بن یسار لقیت عبداللہ بن عمرو بن عاص قلت اخبرني عن صفة رسول اللہ ﷺ في التوراة قال اجل واللہ انه لموصوف في التوراة ببعض صفته في القران یاایھاالنبی انا ارسلنک شاھدا و مبشرا و نذیرا وحرزا للامیین انت عبدی ورسولی سمیتك المتوکل لیس بفظ ولا غلیظ ولا صخاب في الاسواق ولا یدفع بالسیئة السیئة ولکن یعفوو یغفرولن یقبضه اللہ حتی یقیم به الملة العوجاء بان یقولوا لا اله الا اللہ وتفتح بھا اعین عمي واٰذان صم و قلوب غلف۔

﴿بخاری باب کراھیة الصخب فی السوق جلد 1 صفحہ 285﴾

حضرت عطاء بن یسار سے روایت ہے:

''حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ﷛ سے میری ملاقات ہوئی میں نے کہا مجھے رسول اللہ ﷺ کی اس صفت کے متعلق بتایئے جو تورات میں ہے انہوں نے کہا اچھا اللہ کی قسم تورات میں آپ کی ان بعض صفات کا ذکر ہے جو قرآن پاک میں مذکور ہیں وہ یہ ہیں اے نبی بے شک ہم نے بھیجا آپ کو حاضر ناظر اور خوشخبری سناتا اور ڈر سناتا اور آپ امیین کی پناہ ہیں آپ میرے بندے اور رسول ہیں میں نے آپ کا نام متوکل رکھا آپ سخت مزاج اور درشت خو نہیں اور نہ بازار میں شور کرنے والے ہیں اور نہ برائی کا جواب برائی سے دیتے ہیں لیکن معاف کرتے ہیں اور بخش دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس وقت تک

آپ کی روح قبض نہیں کرے گا یہاں تک کہ آپ کے سبب ٹیڑھی قوم کو سیدھا کردے گا یہ کہ وہ لا الہ الا اللہ کہیں گے اور آپ کے سبب اندھی آنکھوں بہرے کانوں اور پردہ پڑے ہوئے دلوں کو کھول دے گا"

حدیث شریف سے ماقبل تورات کے اقتباس کو اگر غور سے پڑھیں تو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات اس میں واضح طور پر نظر آئیں گی اور حدیث پاک سے اس اقتباس کی مماثلت بھی نظر آئے گی جس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ تورات کے اس اقتباس میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا ذکر ہے۔

خداوند تیرا خدا تیرے لیے تیرے ہی درمیان سے یعنی تیرے بھائیوں میں سے میری مانند ایک نبی برپا کرے گا تم اس کی سننا یہ تیری اس درخواست کے مطابق ہوگا جو تو نے خداوند اپنے خدا سے مجمع کے دن خواب میں کی تھی کہ مجھ کو نہ تو خداوند اپنے خدا کی آواز پھر سننی پڑے اور نہ ایسی بڑی آگ ہی کا نظارہ ہو تا کہ میں مر نہ جاؤں اور خداوند نے مجھ سے کہا کہ وہ جو کچھ کہتے ہیں سو ٹھیک کہتے ہیں میں ان کے لیے ان ہی کے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اسے حکم دوں گا وہی وہ ان سے کہے گا جو کوئی میری ان باتوں کو جن کو وہ میرا نام لے کر کہے گا نہ سنے گا تو میں ان کا حساب اس سے لوں گا۔ ﴿تورات استثناء باب 18 فقرات 15-19 صفحہ 184﴾

انجیل میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بشارتیں:

یہودیوں کی طرح عیسائیوں نے بھی انجیل میں تحریف وتبدیلی کی لیکن تورات کی طرح موجودہ انجیل کے متن میں بھی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری اور بعثت کا تذکرہ موجود ہے۔

میں تم کو توبہ کے لیے پانی سے بپتسمہ دیتا ہوں لیکن جو میرے بعد آتا ہے وہ مجھ سے زور آور ہے میں اس کی جوتیاں اُٹھانے کے لائق نہیں۔

﴿انجیلِ متی باب 3 فقرہ 12 صفحہ 4﴾

انجیل کے اس اقتباس میں عزت وتوقیر مصطفیٰ ﷺ بیان کی گئی اور حضور سید عالم ﷺ کے بلند اور اعلیٰ منصب کی طرف اشارہ ہے۔

دیکھو یہ میرا خادم ہے جسے میں نے چُنا میرا پیارا جس سے میرا دل خوش ہے میں اپنا روح اس پر ڈالوں گا اور یہ غیر قوموں کو انصاف کی خبر دے گا یہ نہ جھگڑا کرے گا نہ شور اور نہ بازاروں میں کوئی اس کی آواز سُنے گا یہ کچلے ہوئے سرکنڈے کو نہ توڑے گا اور دھواں اٹھتے ہوئے سن کو نہ بجھائے گا جب تک کہ انصاف کی فتح نہ کرائے اور اُس کے نام سے غیر قومیں امید رکھیں گی۔

﴿انجیل متی باب 12 فقرات 18-21 صفحہ 22﴾

انجیل کے اس اقتباس پر نظر ڈالیں تو حضور ﷺ کی صفات یہ ہیں نہ جھگڑا کرے گا نہ شور ڈالے گا اور نہ بازاروں میں کوئی اس کی آواز سُنے گا تو یہی صفات ماقبل تورات کے اقتباس میں بھی نظر آتی ہیں جس سے یہ بات واضح ہوئی ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام اپنی قوموں کو حضور سید عالم ﷺ کی صفات بیان کر کے آپ پر ایمان لانے کی ترغیب دیتے رہے جو حضور سرورِ عالم ﷺ کی اکملیت اور مرکزیت کی واضح دلیل ہے۔

یسوع نے ان سے کہا تم نے کتاب مقدس میں کبھی نہیں پڑھا کہ جس پتھر کو معماروں نے رد کیا وہی کونے کے سرے کا پتھر ہو گیا یہ خداوند کی طرف سے ہوا اور ہماری نظر میں عجیب ہے اس لیے میں تم سے کہتا ہوں کے خدا کی بادشاہی تم سے لے لی جائے گی اور اس قوم کو جو اس کے پھل لائے دے دی جائے گی۔

﴿انجیل متی باب 21 فقرات 42-43 صفحہ 42﴾

انجیل کی اس عبارت میں اس بات کی طرف اشارہ ہے حضور سید عالم ﷺ بنو اسماعیل سے ہوں گے اور نبوت بنی اسرائیل سے منتقل ہو کر بنو اسماعیل کے پاس چلی جائے گی۔

میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ جو مجھ پر ایمان رکھتا ہے یہ کام جو میں کرتا ہوں وہ بھی کرے گا بلکہ ان سے بھی بڑے کام کرے گا کیونکہ میں باپ کے پاس جاتا ہوں اور جو کچھ تم میرے نام سے چاہو گے میں وہی کرونگا تا کہ باپ بیٹے میں جلال پائے اگر میرے نام سے مجھ سے کچھ چاہو گے تو میں وہی کروں گا اگر تم مجھ سے محبت رکھتے ہو تو میرے حکموں پر عمل کرو گے اور میں باپ سے درخواست کروں گا تو وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے۔ ﴿انجیل یوحنا باب 14 فقرات 12-17 صفحہ 188﴾

اس اقتباس میں یہ بات کہ ''وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے گا'' حضور ﷺ کی بعثت وجلوہ گری کے ساتھ ساتھ آپ کی ختم نبوت پر بھی دلیل ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا جب پیشن گوئی کے مطابق ابد تک حضور ﷺ اقوام عالم کے مددگار ہیں تو پھر کسی دوسرے نبی کی ضرورت ہی نہیں اور خود رسول مکرم ﷺ نے بھی لا نبی بعدی فرما کر جھوٹے مدعیان نبوت کا قلع قمع فرما دیا۔ اور دوسری بات کہ جو تبلیغ و تعلیم توحید و نبوت کی میں تمہیں دے رہا ہوں وہ نبی بھی معرفت الٰہی کے نور سے مخلوق کے قلوب و اذہان کو روشن فرمائے گا۔

اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہ کروں گا کیونکہ دُنیا کا سردار آتا اور مجھ میں اس کا کچھ نہیں۔ ﴿انجیل یوحنا باب 15 فقرہ 13 صفحہ 189﴾

لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لیے فائدہ مند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار تمہارے پاس نہ آئے گا لیکن اگر جاؤں گا تو اسے تمہارے پاس بھیج دوں گا اور وہ آکر دنیا کو گناہ اور راست بازی اور عدالت کے بارے میں قصوروار ٹھہرائے گا گناہ

کے بارے میں اس لیے کہ وہ مجھ پر ایمان نہیں لائے راست بازی کے بارے میں اس لیے کہ میں باپ کے پاس جاتا ہوں اور تم مجھے پھر نہ دیکھو گے عدالت کے بارے میں اس لیے کہ دنیا کا سردار مجرم ٹھہرایا گیا مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنا ہیں مگر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے لیکن جب وہ یعنی سچائی کا روح آئے گا تو تم تمام کو سچائی کی راہ دکھائے گا اس لیے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا لیکن جو کچھ سنے گا وہی کہے گا اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا۔ ﴿انجیل یوحنا باب 16 فقرات 8-14 صفحہ 191﴾

عہد نامہ قدیم میں اس طرح تھا کہ جب وہ فارقلیط آئے گا فارقلیط یونانی زبان کا لفظ ہے جس کا عربی میں ترجمہ احمد بنتا ہے تو اب نیا عہد نامہ میں فارقلیط کو تبدیل کر کے اس کی جگہ سچائی کا روح لکھ دیا گیا ہے اس اقتباس کی تائید قرآن حکیم کی اس آیت کریمہ سے بھی ہوتی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَاِذْ قَالَ عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ ﴿الصف: 6﴾

"اور یاد کرو جب عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اپنے سے پہلی کتاب توریت کی تصدیق کرتا ہوا اور ان رسول کی بشارت سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہے"

ہر دور، ہر زمانے میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف کے نغمات گونجتے رہے اور آپ کی مرکزیت کا تذکرہ زبان زد عام رہا، لوگ آپ کی تشریف آوری کا انتظار کرتے رہے تورات و انجیل میں نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے کسی شاعر نے بہت خوب کہا۔

کتاب حضرت موسیٰ میں وصف ہیں ان کے
کتاب عیسیٰ میں ان کے فسانے آئے ہیں
انہیں کی نعت کے نغمے زبور سے سن لو
زبان قرآن پہ ان کے ترانے آئے ہیں

ہندوؤں کی کتب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت:

جس طرح تورات وانجیل میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جلوہ گری کا تذکرہ ہے اسی طرح ہندوؤں کے ویدا اور پران ہیں ان میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف حمیدہ کا ذکر موجود ہے۔

سام وید:

پر پھاٹک 3 رشتی 6 منتر 8

"احمد نے اپنے رب سے پر حکمت شریعت کو حاصل کیا میں سورج کی طرح روشن ہو رہا ہوں یعنی میں (رشی دتسہ کنو) اس بشارت کو دیکھتے وقت آفتاب رسالت کے نور سے منور ہو رہا ہوں"

قرآن شریف اس منتر کے راز کو اس طرح کھولتا ہے

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا ○ وَّ دَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا ○ ﴿الاحزاب: 45تا46﴾

"اے نبی ہم نے تجھے شاہد مبشر اور نذیر بنا کر بھیجا ہے اور تو اللہ کی طرف سے اس کے حکم سے بلانے والا اور روشن کرنے والا سورج ہے"

تشریح: روشنی دو طرح کی ہوتی ہے اجرام فلکی کی ایک وہ اجرام جو بذات خود روشن

ہیں جیسے سورج دوسرے وہ اجرام جو اس سے روشن ہوتے ہیں جیسے رات کے وقت چاند ستارے سورج کی روشنی کی گواہی دیتے ہیں اس لیے رشی دتسہ کا کہنا کہ میں سورج کی مانند روشن ہوں درحقیقت سِرَاجًا مُّنِیْرًا کے لیے ایک گواہی ہے اور وہ سِرَاجًا مُّنِیْرًا احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ﴿نقوش رسول نمبر جلد 4 صفحہ 555﴾

کنتاپ سوکت کا پہلا منتر:

"اے لوگو یہ بشارت احترام سے سنو محمد صلی اللہ علیہ وسلم تعریف کیا جائے گا ساٹھ ہزار اور نوے دشمنوں میں اس ہجرت کرنے والے (امن پھیلانے والے) کو ہم (حفاظت میں) لیتے ہیں"

تشریح نِراشَنسَہ یعنی لوگوں میں تعریف کیا گیا کَوَرم یعنی امن پھیلانے والا یا مہاجر شیسٹی سہسر مکہ کی آبادی اس وقت ساٹھ ستر ہزار تھی جیسا کہ ابن اثیر کامل وغیرہ نے لکھا ﴿حوالہ مذکور﴾

اتھروید:

کانڈ 20 سوکت 21 منتر 6

"اے صادقوں کے رب تجھے ان سرور دینے والوں نے اپنے بہادرانہ کارناموں اور مستانہ ترانوں سے دشمن کی جنگ میں مسرور کیا کہ جب حمد کرنے والے نیز عبادات کرنے والے کے لیے تو نے دس ہزار دشمنوں کو بغیر مقابلہ شکست خوردہ کر دیا"

تشریح : برترجے شوتجے بمعنی صادقوں کے رب اَمْـــدَنْ بمعنی مسرور کیا وِر سنسٹر یاتے ان بہادرانہ کارناموں سے سوماسہ یعنی مستانہ ترانوں نے وِرِتر بمعنی دشمن کَاروِ

ے بمعنی حمد کرنے والے کے لیے وَرْ ھشــمتے سے بمعنی بغیر مڈ بھیڑ نی ورہستیہ یعنی تو نے شکست خوردہ کردیا ہیتشو یعنی جنگ میں۔

﴿حوالہ مذکور﴾

اس منتر میں جنگ احزاب کی فتح کا تذکرہ ہے کہ جب کفار کو بغیر جنگ کیے ہی سخت ہزیمت اُٹھا کرنا کام ونامراد واپس لوٹنا پڑا اور ان کے اسلام اور مسلمانوں کو ختم کرنے کے ارادے خاک میں مل گئے اور ان کے دل مایوس ہو گئے۔ منتر میں ہے ان سرور دینے والوں نے اپنے بہادرانہ کارناموں مستانہ ترانوں سے دشمن کی جنگ میں مسرور کیا۔

یہ صحابہ کرام ﷡ کا تذکرہ ہے جس میں صحابہ کرام کی جرأت و بہادری اور ان کے کارنامے بیان ہوئے کہ انہوں نے کس جوانمردی کے ساتھ کفار کا مقابلہ کیا اور دین اسلام کی سربلندی کے لیے کتنی قربانیاں پیش کیں۔

قرآن حکیم میں غزوہ احزاب کے ذکر میں صحابہ کرام ﷡ کی جرأت و بہادری کا تذکرہ یوں کیا گیا ہے۔

وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّآ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا ○ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ...... ○

﴿الاحزاب :22تا23﴾

”اور جب مسلمانوں نے کافروں کے لشکر دیکھے بولے یہ ہے وہ جو ہمیں وعدہ دیا تھا اللہ اور اس کے رسول نے اور سچ فرمایا اللہ اور اس کے رسول نے اور اس سے نہیں بڑھا مگر ایمان اور اللہ کی رضا پر راضی ہونا مسلمانوں میں کچھ وہ مرد ہیں جنہوں نے سچا کردیا جو عہد اللہ سے کیا تھا“

کلکی پران:

ہندوؤں کے عقائد کے مطابق اس دنیا میں دُنیا اور دُنیا والوں کی مدد اور ہدایت کے لیے چوبیں (24) اوتاروں کا تشریف لانا یقینی اور قطعی ہے جو نمونہ خداوندی یا حامل بعض اوصاف خداوندی ہوں گے جن کا ذکر شری مد بھاگوت میں موجود ہے ان میں سے تیئس (23) اوتار تو اس کتاب کلکی پران کے زمانہ تصنیف تک تشریف لا چکے۔ اب صرف ایک چوبیسویں آخری اوتار کا انتظار ہے جن کا ذکر کئی کتابوں میں ہے اور ان کا نام کلکی اوتار یعنی سیاہی دور کرنے والا اوتار بتایا گیا ہے انہیں اوتار کے تذکرے میں ایک وید کو چار وید اور اٹھارہ پران بنانے والے اکیسویں اوتار وید ویاس جی نے ایک کتاب لکھی جس کا نام کلکی پران رکھا اس کتاب کے صفحہ (9) پر ہے کہ کلکی پران کے پتا کا نام وشنو لیس اور ماتا کا نام سوم وتی ہوگا۔

تشریح: نبی آخرالزماں ﷺ کے باپ کا نام عبداللہ اور ماں کا نام آمنہ ہوگا اس لیے کہ وشنو اللہ کے ناموں میں ایک نام بمعنی حاضر ناظر ہے یعنی اللہ اور **"یس"** بمعنی عبد یعنی عبداللہ اور سوم وتی بمعنی امن و امان والی یعنی آمنہ اور صفحہ (12) پر ہے کہ کلکی اوتار کے تین بھائی ہوں گے۔ (1) کوی (2) سمت (3) پراک

تشریح: کوی بمعنی بہت بڑی عقل والے یعنی عقیل اور **"سمت"** بمعنی بہت بڑے علم والے یعنی جعفر اور **"پراک"** بمعنی بہت بڑے مرتبے والے یعنی علی مطلب یہ ہوا کہ نبی آخرالزماں ﷺ کے تین بھائی بنام عقیل و جعفر طیار اور علی مرتضی ہوں گے صفحہ (15) پر ہے کہ پرس رام کلکی اوتار کو گپھا میں لے جا کر تعلیم دیں گے۔

تشریح: **"پرس"** بمعنی روح اور **"رام"** اللہ کے ناموں میں سے ایک نام

بمعنی اللہ یعنی روح الحق، روح القدس حضرت جبریل علیہ السلام **"گپھا"** بمعنی غار یعنی غار حرا میں جبریل علیہ السلام نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی الٰہی سنائیں گے اور صفحہ 18 پر ہے کہ شیو کلکی اوتار کو ایک گھوڑا دیں گے جو عجیب و غریب ہو گا بمعنی براق یعنی حضور براق پر سفر معراج فرمائیں گے۔

نوٹ: شری مد بھاگوت میں اوتاروں کی تصویریں دی گئی ہیں اور ہر اوتار کی تصویر کے سامنے اس کی خاص چیز کی تصویر دی گئی ہے یعنی اسپیشل مارک شری رام چندر جی کی تصویر کے سامنے تیر کمان کی تصویر اور شری کرشن جی کی تصویر کے سامنے سدرشن چکر اور کنس کے سر کی تصویر اور کلکی اوتار کی تصویر کے سامنے دو پروں والے گھوڑے کی تصویر دی گئی ہے اور یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ بعض پنڈت دو پروں والے گھوڑے کی ایک چھوٹی سی تصویر اندر کی جیب میں سینے کے برابر رکھتے ہیں۔

اور صفحہ (24) پر ہے کہ کلکی اوتار اپنے پہلے آنے والے بزرگوں کی تعریف کریں گے۔

تشریح: نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پہلے تشریف لانے والے پیغمبروں کی تصدیق فرمائیں گے اور صفحہ 26 پر ہے کہ سنگل دیپ کے راجہ کی بیٹی کلکی اوتار کو بیاہ کا پیغام دے گی

تشریح: مال دار باعزت و شہرت عورت خدیجۃ الکبریٰ اپنی طرف سے شادی کا پیغام دیں گی۔

بشارتوں کی وضاحت:

نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے باپ کا نام عبداللہ اور ماں کا نام آمنہ ہوگا۔

ان کے تین بھائی بنام عقیل، جعفر طیار و علی ہوں گے

جبریل غار حرا میں وحی الٰہی سنائی گے

براق پر سفر معراج فرمائیں گے

خدیجۃ الکبریٰ ی شادی کا پیغام اپنی طرف سے دیں گی

سیاہی دور کرنے والے نور مجسم ہوں گے۔

خاتم النبیین ہوں گے آپ کے بعد کوئی نبی تشریف نہیں لائیں گے۔

﴿بحوالہ ایمانی آیات﴾

کھلی آنکھوں نے دیکھ لیا اور بے تعصب ایمان دار دلوں نے اور دماغوں نے مان لیا کہ مذکورہ بالا تمام پیش گوئیوں اور بشارتوں کے حامل صرف محمد رسول ﷺ ہیں اور دوسرا کوئی نہیں ایک ایک علامت دیکھتے جاؤ کہ یہی نبی آخر الزماں ﷺ ہیں جو مقصود کائنات ہیں اپنے نور ہدایت سے کائنات میں روشنی پھیلانے والے ہیں کائنات کو امن اور یک جہتی کا پیغام دینے والے ہیں۔

باب 4

تاجدارِ انبیاء ﷺ اور غیر مسلم

یہود و نصاریٰ کا اسلام اور پیغمبر اسلام کے ساتھ بغض و عناد کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں انہوں نے حضور سید عالم ﷺ اور اسلام کے خلاف جو زہر اگلا تاریخ کے صفحات ان سازشوں اور حربوں سے بھرے ہوئے ہیں مغربی علماء، دانشور اور مصنفین نے پیغمبر اسلام اور اسلام کے خلاف گمراہ کن اور جھوٹے مفروضے پھیلائے کہیں اسلامی معاشرت اور قوانین کے متعلق غلط تصورات رواج پا گئے تو کہیں مسلمانوں کو دہشت گرد اور جنگجو دکھایا گیا جس سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔ اور کہیں براہ راست حضور سرور کائنات ﷺ کی ذات اقدس پر حملے کیے گئے لیکن اس حقیقت کے ادراک پر قلب و جان فرط مسرت سے جھوم اُٹھتے ہیں اور اس افتخار سے ہر صاحب ایمان کا سر بلند ہونے لگتا ہے کہ ہر صدی ہر عہد اور ہر دور کے اصحاب ادب و فن نے اپنا بہترین اثاثہ فکر بارگاہ نبوی کی نذر کیا ہے اور ہر قرن میں چشم فلک نے تمام مذاہب کے اہل قلم کے قافلوں کو ارض طیبہ کی جانب بڑھتے دیکھا مسلم ہی نہیں غیر مسلم بھی، اپنے ہی نہیں بیگانے بھی، سرور کونین ﷺ کی بارگاہ میں نذر عقیدت پیش کرتے نظر آتے ہیں اور روہندر جین کا شعر اس بات کی عکاسی کرتا نظر آتا ہے۔

آپ کے ماننے والوں میں ضروری تو نہیں
صرف شامل ہوں مسلمان رسول اکرم

حضور سید عالم ﷺ کی ذات اقدس کو اپنی جان، مال اور اولاد سے عزیز تر جاننا ایک

مسلمان کے ایمان کی دلیل تو ہے مگر ایک غیر مسلم کا بارگاہ نبوت کے ساتھ اظہار عقیدت ثبوت اس امر کا ہے کہ اس کا ذوق پاکیزہ اور بصیرت بے عیب ہے آفتاب کو اگر کوئی آفتاب کہہ کر پکارے تو آفتاب پر کوئی احسان نہیں بلکہ اس بات کا ثبوت ہے کہ دیکھنے والے کی بصیرت صحیح وسالم ہے پیغمبر کے جوہر پیغمبری کو پہچان کر اگر کوئی وارفتگی کا اظہار کرے تو صرف یہ ثبوت ہے کہ اس شخص کی بصیرت بے عیب اور اس کا حاسہ باطنی زندہ و بیدار ہے۔

تھامس کارلائل:

اس شخص نے Hero And Hero Worship کے عنوان سے ایک کتاب لکھی جو 1841ء میں شائع ہوئی اس کتاب میں دوسرے مشہور لوگوں کے علاوہ کارلائل نے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے انقلابی کردار پر بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ وہ اپنے مقالہ میں لکھتا ہے۔

آپ کہتے ہیں کہ اس مذہب (اسلام) کی عمارت جھوٹ پر کھڑی کی گئی ہے میں کہتا ہوں کہ جھوٹا آدمی اینٹوں کی معمولی سی عمارت بھی تیار نہیں کر سکتا چہ جائیکہ وہ ایک مذہب کا بانی ہو اور جس نے ایک تہذیب کی بنیاد رکھی ہو معمولی عقل کا آدمی بھی یہ بات سمجھ سکتا ہے کہ اینٹ اور چونے کا مکان اس وقت تک نہیں بن سکتا جب تک تعمیر کرنے والے شخص کو مٹی چونے اور اس کام میں استعمال ہونے والی اشیاء کے خواص کا علم نہ ہو ایسے شخص کا بنایا ہوا مکان، مکان نہیں بلکہ مٹی کا ڈھیر ہوگا جو دھڑام سے نیچے آگرے گا ایسا مکان بارہ صدیوں تک قائم نہیں رہ سکتا اور نہ ہی اٹھارہ کروڑ انسان اس میں سما سکتے ہیں مگر یہ مکان (یعنی اسلام کی عمارت) تو اتنے طویل عرصے سے قائم ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت ان کے اقوال وہدایت کی صداقت پر یقین رکھنے والے انسان ہماری طرح ہی ذی شعور اور صاحب

فراست ہیں اور ہماری طرح دست قدرت کی صناعی کا نمونہ ہیں ان بندگان خدا کی تعداد مسلسل بڑھتی جارہی ہے جو کسی بھی اور شخص کی بہ نسبت اپنے اس قائد کے اقوال پر زیادہ اعتماد رکھتی ہے۔

ایک دوسرے مقام پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر لگنے والے الزامات کا جواب دیتے ہوئے لکھتا ہے۔

اگر ہم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سازشی اور حریص قرار دیں اور ان کی تعلیمات کو بے بصیرتی اور نادانی قرار دیں تو یہ ہماری سخت حماقت اور جہالت ہوگی انہوں نے سادہ اور غیر مرصع جو پیغام دیا وہ برحق تھا وہ پردہ غیب سے اُبھرنے والی حیران کن آواز تھی ان کا نہ کوئی قول جھوٹ نکلا اور نہ کوئی فعل غلط ثابت ہوا ان کی کوئی گفتگو نہ بے معنی تھی اور نہ ان جیسی کوئی مثال پہلے موجود تھی وہ زندگی کا ایک روشن جلوہ تھا جو سینہ فطرت سے اس لیے ظہور پذیر ہوا کہ دنیا کو منور کر ڈالے کیونکہ اس کائنات کا خالق اس کے ذریعہ دنیا کو اندھیروں سے نجات دلانا چاہتا تھا وہ جو پیغام سرمدی لے کر آئے تھے اس کی اہمیت وعظمت اپنی جگہ قائم ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسا کوئی الزام ثابت نہیں کیا جاسکا۔ نبی کے منہ سے جو بات نکلتی ہے ہمارا ضمیر گواہی دیتا ہے کہ وہ غیر معمولی بات ہے اس جیسے الفاظ کسی عام انسان کی زبان سے نکل ہی نہیں سکتے اس کی زندگی کا مقصد ومدعا اس کے ہر لفظ اور حرکت سے عیاں ہوتا ہے سنی سنائی باتوں سے وہ قطعاً بیگانہ ہوتا ہے اس کا دل سچائیوں کا امین اور حقائق کی روشنیوں سے منور ہوتا ہے اس کی باتیں الہامی ہوتی ہیں بالالفاظ دیگر وہ کائنات کے حقیقی اسرار سے آگاہی رکھتا ہے اس کی ہر بات ترجمان حقیقت ہوتی ہے اس سے پہلے بھی انبیائے کرام علیہم السلام پر وحی آتی رہی ہے لیکن اب کی بار وحی آخری اور تازہ ترین ہے کیا یہ نبی اس خدا کا بندہ نہیں؟ ہم اس کی باتوں کو کیسے سنی ان سنی کر سکتے ہیں۔ ﴿بحوالہ پیغمبر اسلام غیر مسلموں کی نظر میں صفحہ 32-34﴾

مائیکل ہارٹ:

مائیکل ہارٹ ایک امریکی ادیب اور عیسائی مذہب سے تعلق رکھنے والا شخص تھا اس نے "THE 100" کے نام سے عہد ساز شخصیات کے کارناموں پر مشتمل ایک کتاب لکھی جس میں اس نے حضرت محمد ﷺ کو سرفہرست رکھا اس کی وجہ مائیکل ہارٹ یوں لکھتے ہیں۔

اگر مارکونی ریڈیو ایجاد نہ کرتا تو آئندہ چند سالوں میں کوئی دوسرا شخص یہ کارنامہ انجام دے سکتا تھا سپین کا برنانڈو کروینٹر اگر منظر پر نہ اُبھرتا تب بھی سپین میکسیکو پر قبضہ کر لیتا ماہر حیاتیات چارلس ڈارون سائنسی تحقیق و جستجو نہ کرتا تب بھی نظریہ ارتقاء چند سالوں میں دنیا کے علم میں آجاتا لیکن حضرت محمد ﷺ وہ شخصیت ہیں کہ جو کارنامے انہوں نے انجام دیئے وہ کسی اور کے ہاتھ سے انجام نہ پاسکتے تھے۔

﴿بحوالہ پیغمبر اسلام غیر مسلموں کی نظر میں صفحہ 71﴾

ہمفرے:

یہ ایک برطانوی جاسوس تھا اور سلطنت اسلامیہ کا شیرازہ منتشر کرنے کے لیے اس نے بھی کوششیں کیں اور ایک مسلمان کا روپ دھار کر ملت اسلامیہ کے اندر زہر گھولنے کی کوشش میں مصروف رہا اس کے باوجود حضور سید عالم ﷺ کی ذات اقدس کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار یوں کرتا ہے۔

بہر حال میں حضرت محمد ﷺ کی قدر و منزلت اور بزرگی کا قائل ہوں بے شک آپ کا شماران با فضیلت افراد میں ہوتا ہے جن کی کوششیں تربیت بشر کے لیے نا قابل انکار ہیں اور تاریخ اس بات پر شاہد ہے۔ ﴿ہمفرے کے اعترافات صفحہ 22﴾

نپولین بونا پارٹ:

یہ 1799ء میں فرانس کا صدر منتخب ہوا اور 1804ء میں شہنشاہ بن گیا تاریخ اسے فاتح اعظم کے طور پر یاد کرتی ہے حضور سید عالم ﷺ کو ان الفاظ کے ساتھ خراج تحسین پیش کرتا ہے۔

حضرت محمد ﷺ کی ذات گرامی ایک مرکز ثقل تھی جس کی طرف لوگ کھچے چلے آتے تھے ان کی تعلیمات نے لوگوں کو اپنا گرویدہ بنالیا اور ایک گروہ پیدا ہو گیا جس نے چند ہی سالوں میں اسلام کا غلغلہ نصف دنیا میں بلند کر دیا اسلام کے ان پیروکاروں نے دنیا کو جھوٹے خداؤں سے چھڑا لیا انہوں نے بت سرنگوں کر دیئے۔ حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کے پیروؤں نے پندرہ سو سال میں کفر کی نشانیاں اتنی منہدم نہ کی تھیں جتنی ان متبعین اسلام نے صرف پندرہ سال میں کر دیں حقیقت یہ کہ حضرت محمد ﷺ کی ہستی بہت ہی بڑی تھی۔

﴿بحوالہ پیغمبر اسلام غیر مسلموں کی نظر میں صفحہ 80﴾

ڈاکٹر ڈی رائٹ:

محمد ﷺ اپنی ذات اور قوم کے لیے نہیں بلکہ دنیائے ارضی کے لیے ابر رحمت تھے تاریخ میں کسی ایسے شخص کی مثال موجود نہیں جس نے احکام خداوندی کو اس مستحسن طریقہ سے انجام دیا ہو۔

﴿اسلامک ریویو اینڈ مسلم انڈیا فروری 1920ء﴾

مسز اینی بسنٹ:

مسز اینی اپنے لیکچر میں رسول اللہ ﷺ کو زمانے میں درپیش حالات کا موازنہ کرتے ہوئے کہتی ہیں۔

جو شخص ایسے ملک میں پیدا ہوا ہو جس کا میں نے تذکرہ کیا جس کو ایسے لوگوں سے پالا پڑا ہو جس کے ناگفتہ بہ حالات کا نقشہ کھینچا ہے اور جس نے ان کو مہذب ترین اور متقی بنا دیا ہو، ہو نہیں سکتا کہ وہ خدا کا رسول نہ ہو۔ ﴿مدینہ جولائی 1933ء﴾

کونٹ ٹالسٹائی:

اس میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں کہ محمد ﷺ ایک عظیم المرتبت مصلح تھے جنہوں نے انسانوں کی خدمت کی آپ کے لیے یہ فخر کیا کم ہے کہ آپ اُمت کو نورِ حق کی طرف لے گئے اور اسے اس قابل بنا دیا کہ وہ امن وسلامتی کی دلدادہ ہو جائے زہد وتقوی کی زندگی کو ترجیح دینے لگے آپ نے اسے انسانی خون ریزی سے منع فرمایا اس کے لیے حقیقی ترقی وتمدن کی راہیں کھول دیں اور یہ ایک ایسا عظیم الشان کام ہے جو اس شخص سے انجام پا سکتا ہے جس کے ساتھ کوئی مخفی قوت ہو اور ایسا شخص یقیناً عام اکرام واحترام کا مستحق ہے۔

﴿حمایت اسلام لاہور 1935﴾

ڈاکٹر ای۔ اے فریمن:

اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت محمد ﷺ بڑے پکے اور سچے راست باز ریفارمر تھے

﴿معجزات اسلام صفحہ 67﴾

مسٹر سار مستشرق:

قرونِ وسطٰی میں جب کہ تمام یورپ میں جہل کی موجیں آسمان سے باتیں کر رہی تھیں عربستان کے ایک شہر سے نیر تاباں کا ظہور ہوا جس نے اپنی ضیاباریوں سے علم وہنر اور ہدایت کے چھلکتے ہوئے نوری دریا بہا دیئے اسی کا طفیل ہے کہ یورپ کو عربوں کے توسط

سے یونانیوں کے علوم اور فلسفے نصیب ہو سکے۔ ﴿صوت الحجاز ذی قعدہ 1353ء﴾

ڈاکٹر لین پول:

اگر محمد ﷺ سچے نبی نہ تھے تو کوئی نبی دنیا میں برحق آیا ہی نہیں۔

﴿ہسٹری آف دی مورش ایمپائر یورپ﴾

ڈاکٹر بدھ ویر سنگھ دہلوی:

محمد صاحب ﷺ ایک ایسی ہستی تھے اس میں ذرہ بھر بھی شک نہیں کہ مسلمانوں کو چھوڑ کر جن کے عقیدہ کے لحاظ سے حضرت ایک پیغمبر تھے دوسرے لوگوں کے لیے محمد صاحب ﷺ کی سوانح عمری ایک نہایت ہی دل بڑھانے والی اور سبق آموز ثابت ہوئی ہے۔ ﴿رسالہ مولوی ربیع الاول 1351ء﴾

سوامی برج نارائن جی سنیاسی بی۔اے:

حقیقت بہر حال حقیقت ہے اگر بغض وعناد کی پٹی آنکھوں پر سے اُتار دی جائے تو پیغمبر اسلام کا نورانی چہرہ ان تمام داغ دھبوں سے پاک وصاف نظر آئے گا جو بتلائے جاتے ہیں سب سے پہلی چیز یہ ہے کہ خدا نے پیغمبر اسلام کو تمام کائنات کے لیے سراپا رحمت بنا کر بھیجا ہے اور اس کائنات میں عالم انسان۔ عالم حیوان۔ عالم نباتات اور عالم جمادات سب شامل ہیں۔ ﴿نقوش رسول نمبر صفحہ 487﴾

کملا دیوی بی۔اے بمبئی:

اے عرب کے مہاپرش آپ وہ ہیں جن کی شکشا سے مورتی پوجا مٹ گئی اور ایشور کی بھگتی کا دھیان پیدا ہوا۔ بے شک آپ نے دھرم سیوکوں میں وہ بات پیدا کر دی کہ ایک ہی

سے کے اندر وہ جرنیل کمانڈر اور چیف جسٹس بھی تھے اور آتما کے سدھار کا کام بھی کرتے تھے آپ نے عورت کی مٹی ہوئی عزت کو بچایا اور اس کے حقوق مقرر کیے آپ نے اس دکھ بھری دنیا میں شانتی اور امن کا پرچار کیا اور امیر و غریب سب کو ایک سبھا میں جمع کیا۔

﴿الامان دھلی 17 جولائی 1932ء﴾

بابو جگل کشور کھنہ:

حضرت محمد ﷺ کی لائف اور آپ کی تعلیم کی بنیادی چیزوں کو دیکھ کر ہر شخص آسانی سے اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ حضرت محمد ﷺ نے دنیا پر بہت کچھ احسانات کیے ہیں اور دنیا نے بہت کچھ آپ کی تعلیمات سے فائدہ اُٹھایا صرف ملک عرب پر ہی حضرت محمد ﷺ کے احسانات نہیں بلکہ آپ کا فیض تعلیم و ہدایت دنیا کے ہر گوشے میں پہنچا غلامی کے خلاف سب سے پہلی آواز حضرت محمد ﷺ نے بلند کی اور غلاموں کے بارے میں ایسے احکام جاری کیے کہ ان کے حقوق بھائیوں کے برابر کر دیئے آپ نے عورتوں اور استریوں کے درجہ کو بلند کر دیا سود کو قطعاً حرام کر کے سرمایہ داری کی جڑ پر ایسا کلہاڑا مارا کہ اس کے بعد پھر یہ درخت اچھی طرح پھل پھول نہ سکا سود خوری ہمیشہ کے لیے ایک لعنت رہی ہے مساوات کی طرف ایسا عملی اقدام کیا کہ اس سے قبل دنیا اس سے بالکل ناآشنا اور ناواقف تھی حضرت محمد ﷺ نے نہایت پرزور طریقے سے توہمات کے خلاف جہاد کیا اور نہ صرف اپنے پیروں کے اندر سے اس کی بیخ و بنیاد اُکھاڑ کر پھینک دی بلکہ دنیا کو ایک ایسی روشنی عطا کی کہ توہمات کے بھیانک چہرے اور اس کی ہیبت کے خدوخال سب کو نظر آگئے ﴿رسالہ مولوی ربیع الاول 1351ء﴾

بی۔ ایس رندھاوا ہوشیار پوری:

حضرت محمد ﷺ کو جتنا ستایا گیا اتنا کسی ہادی اور پیغمبر کو نہیں ستایا گیا ایسی حالت میں

کیوں نہ محمد صاحب ﷺ کی رحم دلی اور شفقت و مروت علی المخلوقات کی داد دوں جنہوں نے خود تو ظلم وستم کے پہاڑ اپنے سر پر اُٹھا لیے مگر اپنے ستانے والے اور دُکھ دینے والوں کو اُف تک نہ کہا بلکہ ان کے حق میں دعائیں مانگیں اور طاقت و اقتدار حاصل ہو جانے پر بھی ان سے کوئی انتقام نہیں لیا بانیان مذاہب میں سے سب سے زیادہ ناانصافی اور ظلم کسی پر کیا گیا ہے تو بانی اسلام پر اور کوشش کی گئی ہے کہ پیغمبر اسلام کو ایک خونخوار اور بے رحم انسان دکھایا جائے اور خواہ مخواہ دوسروں کو ان سے نفرت دلائی جائے اس کا بڑا سبب یہ ہوا ہے کہ محمد ﷺ کی لائف پر تنقید کرنے والوں نے اسلامی تاریخ اور بانی اسلام کی سیرت کا صحیح طور پر مطالعہ کرنے کی تکلیف گوارا نہیں کی بلکہ سُنی سُنائی اور بے بنیاد باتوں کو سرمایہ بنا کر اعتراضات کی بوچھاڑ شروع کر دی اگر وہ اسلامی روایات کو سمجھ لیتے اور سچائی کے اظہار کے لیے اپنے اندر کوئی جرأت و ہمت پاتے۔ تو وہ یقیناً اپنی رائے تبدیل کرنے پر مجبور ہو جاتے۔

﴿حوالہ مذکور﴾

سوامی لکشمن رائے:

مفسر راز حیات سرور عالم ﷺ کے سوا تاریخ عالم کے تمام صفحات زندگی اس قدر صحیح تفسیر کرنے والی دوسری شخصیت عظمیٰ کے بیان سے خالی ہیں وہ کون سی اذیتیں تھیں جو کفرستان عرب کے کافروں نے اپنے عقائد باطلہ کی حفاظت کے لیے اس بت شکن پیغمبر کو نہیں دیں وہ کون سے انسانیت سوز مظالم تھے جو عرب کے درندوں نے اس رحم و ہمدردی کے مجسمہ پر نہیں توڑے وہ کون سے زہرہ گداز ستم تھے جو جہالت کے گہوارے میں پلنے والی قوم نے اپنے سچے ہادی پر روا نہیں رکھے مگر انسانیت کے اس محسن اعظم کی زبان فیض ترجمان سے بجائے بددعا کے دعا ہی نکلی غیر مسلم مصنفوں کا برا ہو جنہوں نے قسم کھالی ہے کہ

قلم ہاتھ میں لیتے وقت عقل کو چھٹی دے دیا کریں گے اور آنکھوں پر تعصب کی ٹھیکری رکھ کر ہر واقعہ کو اپنی کج فہمی اور کج نگاہی کے رنگ میں رنگ کر دنیا کے سامنے پیش کریں گے آنکھیں چکا چوند ہو جاتی ہیں اور ان کے گستاخ اور کج رقم قلموں کو اعتراف کرتے ہی بنتی ہے کہ واقعی اس نفس کش پیغمبر نے جس شان استغنا سے دولت، عزت، شہرت اور حسن کی طلسمی طاقتوں کو اپنے اصول پر قربان کیا وہ ہر کس و ناکس کا کام نہیں عرب کے سربرآوردہ بزرگوں نے اپنے عقائد باطلہ کی حفاظت کے لیے اس آفتاب حقانیت کے سامنے جس کی ہر کرن کفر سوز تھی ایک دوسرے سے بالکل متضاد اور مخالف راستے رکھ دیئے اور ان کو اختیار دے دیا گیا کہ ان میں سے اپنی حسب مرضی جو راستہ چاہیں منتخب کر لیں ایک طرف ریگستان عرب کی حسین سے حسین عورتیں دولت کے انبار عزت و شہرت کی دستار قدموں پر نثار کرنے کو تیار تھیں اور دوسری طرف ذرہ ذرہ مخالفت کے طوفان اُٹھا رہا تھا قتل کی دھمکیاں دی جاتی تھیں آوازے کسے جاتے تھے۔ نجاستیں پھینکی جاتی تھیں راستے میں کانٹے بچھائے جاتے تھے تاریخ عالم اس حقیقت غیر مشتبہ پر شاہد عادل ہے کہ اس کے اوراق کو تزکیہ نفس کے ایسے فقید المثال مظاہرہ کا بیان کبھی میسر نہیں ہوا اس حق کوش پیغمبر کو جس کا مدعا نفس پروری سے کوسوں دور تھا دولت کی جھنکار اپنی طرف متوجہ نہ کر سکی شہرت کی طلسمی طاقت اس کے دل کو فریب نہ دے سکی۔ حسن اپنی تمام دل آویزیوں کے ساتھ نظر التفات سے محروم رہا۔ انہوں نے بلا تامل فیصلہ کن لہجہ میں کہہ دیا کہ اگر آپ لوگ چاند اور سورج کو میری گود میں لاکر ڈال دیں تو بھی میں تبلیغ حق سے باز نہ آؤں گا۔ ﴿بحوالہ نقوش رسول نمبر صفحہ 453﴾

وشوا نرائن:

دولت وعزت، جاہ وحشمت کی خواہش سے آنحضرت ﷺ نے اسلام کی بنیاد نہیں

ڈالی شاہی تاج ان کے نزدیک ایک ذلیل وحقیر شے تھی تختِ شاہی کو آپ ٹھکراتے تھے دنیاوی وجاہت کے بھوکے نہ تھے ان کی زندگی کا مقصد تو موت اور حیات کے متعلق اہم زاویوں کا پرچار تھا۔ ﴿مدینہ جولائی 1932ء﴾

لالہ سرداری لال:

زمانہ جاہلیت کی زہریلی آب وہوا اور ایسے ہلاکت خیز ماحول میں ایک شخص پرورش پاکر جوان ہوتا ہے اور اس کی یہ حالت ہے کہ اس کے مقدس ہاتھوں نے کبھی شراب کو نہیں چھوا اس کی پاک نگاہ کبھی نسوانی حسن وجمال کی دلفریبیوں کی طرف متوجہ نہیں ہوئی وہ کبھی قتل وغارت میں شریک نہیں ہوا۔ کسی کو برا نہیں کہا کسی کی دل آزاری نہیں کی کبھی قمار بازی میں حصہ نہیں لیا اور لوگ جن گناہوں میں مبتلا تھے ان میں سے ایک بھی اس نے اختیار نہیں کیا۔ ﴿حوالہ مذکور﴾

گاندھی جی:

وہ (رسول کریم ﷺ) روحانی پیشوا تھے بلکہ ان کی تعلیمات کو سب سے بہتر سمجھتا ہوں کسی روحانی پیشوا نے خدا کی بادشاہت کا پیغام ایسا جامع اور مانع نہیں سنایا جیسا کہ پیغمبر اسلام نے۔ ﴿ایمان پٹی ضلع لاہور اگست 1936ء﴾

میجر آرتھر گلن لیونارڈ:

حضرت محمد ﷺ نہایت عظیم المرتبت انسان تھے حضرت محمد ﷺ ایک مفکر اور معمار تھے انہوں نے اپنے زمانہ کے حالات کے مقابلہ کی فکر نہیں کی اور جو تعمیر کی وہ صرف اپنے ہی زمانہ کے لیے نہیں کی بلکہ رہتی دنیا تک کے مسائل کو سوچا اور جو تعمیر کی وہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے کی۔

﴿نقوش رسول نمبر صفحہ 447﴾

حکم چند کمار بی۔اے:

عالم شباب میں آپ کی یہ حالت تھی کہ آپ تازہ شادی کے بعد کئی روز تک گھر سے غیر حاضر رہ کر تزکیہ نفس اور ریاضت کشی میں مشغول رہتے تھے بی بی عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے سوا جتنی عورتیں آپ کے عقد میں آئیں سب کی سب بیوہ تھیں ان حالات پر فرداً غور کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ شادیاں نکاح کی خاطر نہ تھیں بلکہ کسی اخلاقی ذمہ داری کی ادائیگی کی خاطر تھیں۔ ﴿مدینہ جولائی 1932ء﴾

راجا رادھا پرشاد سنہا:

آپ کا (رسول کریم ﷺ) ہر قول و فعل۔ استقامت اور راستی کے سانچہ میں ڈھلا ہوا تھا اور آپ کا کوئی قدم بھی اخلاق کے جادہ مستقیم سے منحرف نہ تھا۔

﴿رسالہ ایمان پٹی ضلع لاہور 1935ء﴾

ڈاکٹر شیلے:

محمد ﷺ گزشتہ اور موجودہ لوگوں میں سب سے اکمل اور افضل تھے اور آئندہ ان کی مثال پیدا ہونا محال اور قطعاً غیر ممکن ہے۔ ﴿نقوش رسول نمبر صفحہ 491﴾

سر فلیکڈ:

محمد ﷺ کی عقل ان عظیم ترین عقلوں سے تھی جن کا وجود دنیا میں عنقاء کا حکم رکھتا ہے وہ معاملہ کی تہہ تک پہلی ہی نظر میں پہنچ جایا کرتے تھے اپنے خاص معاملات میں نہایت ہی ایثار اور انصاف سے کام لیتے دوست و دشمن، امیر و غریب، قوی و ضعیف ہر ایک کے ساتھ عدل و مساوات کا سلوک کرتے۔ ﴿حوالہ مذکور﴾

جان ڈیون پورٹ:

حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال کے بارے میں رقم طراز ہیں

آپ کی شکل شاہانہ تھی خط و خال باقاعدہ اور دل پسند تھے آنکھیں سیاہ اور منور تھیں بینی ذرا اُٹھی ہوئی، دہن خوب صورت تھا دانت موتی کی طرح چمکتے تھے رخسار سُرخ تھے آپ کی صحت نہایت اچھی تھی آپ کا تبسم دل آویز اور آواز شیریں و دلکش تھی۔

﴿نقوش رسول نمبر صفحہ 530﴾

یوکمباؤ مائنٹ (بدھ لیڈر):

میں حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو خراج عقیدت ادا کرتا ہوں اور کہتا ہوں کہ کوئی شخص جو حضرت پیغمبر اسلام کے حالات زندگی پڑھے۔ وہ آپ کے شاندار کارناموں پر جوش تحسین کا اظہار کیے بغیر نہیں رہ سکتا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ازحد مصروف زندگی تھی اور قابل تحسین کارناموں سے لبریز۔ ﴿پیشوا ربیع الاوّل 1356ھ﴾

پیشوا بدھ مذہب مانگ تو نگ:

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور بنی نوع انسان پر خدا کی ایک رحمت تھا لوگ کتنا انکار کریں۔ مگر آپ کی اصلاحات عظیمہ سے چشم پوشی ممکن نہیں ہم بدھی لوگ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے ہیں اور ان کا احترام کرتے ہیں۔ ﴿معجزات اسلام صفحہ 66﴾

نوٹ: ڈاکٹر ڈی رائٹ کے اظہار خیال سے یہاں تک تمام عبارات نقوش رسول نمبر سے اخذ کی گئی ہیں۔

نثر کے ساتھ ساتھ غیر مسلم شعراء نے بھی بارگاہ نبوی میں منظوم خراج عقیدت پیش کیا

ان اشعار میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عقیدت و وارفتگی کا اقرار بھی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آفاقی اور دائمی نبوت کا دلکش اظہار بھی ہے اور اسلام کی عظمتوں کا اعتراف بھی

پنڈت بال مکند عرش ملیسانی:

یہ جوش ملیسانی کے بیٹے تھے اور ضلع جالندھر کے قصبے ملیسان میں پیدا ہوئے۔ علامہ اقبال اور حفیظ جالندھری کے ہم عصر تھے۔ عرش کے تخلص سے مشہور تھے انہوں نے اپنا دیوان آہنگ حجاز کے نام سے لکھا جس میں گیارہ نعتیں بھی شامل ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

زمانے بھر میں مسلم پیمبری ہے تری
جو نقش قلب جہاں ہے وہ برتری ہے تری

ترا گدا ہوں غرض کیا ہے بادشاہوں سے
مجھے شہی سے بھی افضل گداگری ہے تری

جسے دوام میسر وہ تیری دارائی
نہیں زوال جسے وہ سکندری ہے تری

بسیط فرش سے تا عرش تیری شان بلند
زمانے بھر میں مسلم پیمبری ہے تری

ایک اور نعت میں یوں رقم طراز ہیں

طوفان زندگی کا سہارا تمہی تو ہو دریائے مغفرت کا کنارا تمہی تو ہو
لطف خدائے پاک شفاعت کے بھیس میں فیض عمیم کا وہ اشارا تمہی تو ہو

جاتی ہے عرش پر یہ تمہارے ہی فیض سے
میری دعائے دل کا سہارا تمہی تو ہو

چرن سرن ناز مانک پوری:

یہ ہندوستان کے رہنے والے تھے اور حفیظ جالندھری کی شاہنامہ اسلام اور منظور حسین منظور کی جنگ نامہ اسلام کی طرز پر ایک ایمان افروز نعتیہ دیوان رہبر اعظم کے نام سے تصنیف کیا جس میں حضور سید عالم ﷺ کی سیرت طیبہ کو بصورت نظم مرتب کیا گیا ہے وہ حضور رسالت مآب کی بارگاہ اقدس میں اس طرح عقیدت کے پھول نچھاور کرتے ہیں۔

عشق نے کفر کو ایماں کے سکھائے انداز　　مرکزِ عشق پہ مل جاتے ہیں ہند اور حجاز
ربطِ شوق کی ہے ایک ہی ہر سو آواز　　چاہیے عشقِ حقیقی کے لیے عشقِ مجاز
بے وسیلہ کہیں بندے کو خدا ملتا ہے

آج ناکام محبت ہوں تو شکوہ کیسا　　کشتہ رنج و مصیبت ہوں تو شکوہ کیسا
وقت کی تلخ حقیقت ہوں تو شکوہ کیسا　　ناز محرومِ عنایت ہوں تو شکوہ کیسا
حاصلِ عشق نبی روزِ جزا ملتا ہے

حضور سرورِ عالم ﷺ کے حسن و جمال کے حوالے سے ناز مانک پوری اپنے قلم کو یوں حرکت دیتے ہیں۔

حور و فرشتہ آسماں پر محو نظارہ ہوئے
اُترا زمین پر سوئے کعبہ کا روان قدسیاں
پھر اس کے جسم پاک سے ایسی چمک پیدا ہوئی
لگتی تھی نورافشاں زمیں لگتا تھا روشن آسماں
اس طرح محبوب خدا محبوب دُنیا ہو گیا
ہر اِک نظر اخلاص تھی ہر اِک ادا رحمت نشاں

حضور سید عالم ﷺ آخری نبی ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ پر نبوت کو ختم فرمادیا ناز مانک پوری اس کا تذکرہ بھی نہ بھولے لکھتے ہیں۔

یہ آخری اعزاز ہے اس پر نبوت ختم ہے
اس پر سیاست ختم اس پر شریعت ختم ہے

﴿رہبر اعظم ناز مانکپوری﴾

مہاراجہ سرکشن پرشاد:

یہ حیدر آباد کے رہنے والے تھے اور شادؔ تخلص لکھتے تھے حضور ﷺ کی مدحت سرائی کرتے ہوئے نعتیہ کلام جمع کیا اور اسے ہدیہ شاد کے نام سے موسوم کیا۔ بارگاہ نبوی میں یوں نذر عقیدت پیش کرتے ہیں۔

کیوں میری شفاعت میں بھلا دیر لگے گی
کیا مجھ کو نہیں جانتے سلطانِ مدینہ
کافر ہوں کہ مومن ہوں خدا جانے میں کیا ہوں
پر بندہ ہوں ان کا جو ہیں سلطانِ مدینہ
مومن جو نہیں ہوں تو میں کافر بھی نہیں ہوں
اس رمز سے آگاہ ہیں سلطانِ مدینہ
بلوائیں مجھے شادؔ جو سلطانِ مدینہ
جاتے ہی میں ہو جاؤں گا قربان مدینہ

﴿ہدیہ شاد سرکشن پرشاد﴾

رویندر جین رویندر:

روزِ اول کے ہیں عنوان رسول اکرم
اور محشر کے ہیں سلطان رسول اکرم
آپ تکمیل مساوات امین وصادق
آپ ہیں افضل الانسان رسول اکرم
آپ کے ماننے والوں میں ضروری تو نہیں
صرف شامل ہوں مسلمان رسول اکرم
آپ اکرام ہی اکرام عطائے اول
آپ احسان ہی احسان رسول اکرم
آپ کا ذکر ہے وہ ذکر کہ جس کو سن کر
پختہ ہو جاتا ہے ایمان رسول اکرم

﴿غیر مسلم نعت خواں صفحہ 36﴾

جان رابٹ جان:

ہے عرش پر قوسین کی جا، جائے محمد — رشک ید بیضا ہے کف پائے محمد ﷺ
عیسٰی سے ہے بڑھ کر لب گویائے محمد — یوسف سے بڑھ کر رُخ زیبائے محمد ﷺ
والشمس تھے رخسار تو واللیل تھیں زلفیں — اک نور کا سورہ تھا سراپائے محمد ﷺ
اندھیرا ہوا کفر کا سب دور جہاں سے — روشن ہوا عالم جو یہاں آئے محمد ﷺ
عصیاں سے بری ہو کے قیامت میں اُٹھے گا — بے شک ہے بہشتی جو ہے شیدائے محمد ﷺ

﴿غیر مسلم نعت خواں صفحہ 19﴾

پنڈت جگن ناتھ پرشاد آنند:

دشت فاراں تک جو میر کارواں پہنچا نہیں معرفت کی منزلوں تک وہ جواں پہنچا نہیں
ایک قطرہ مل سکا اس کو نہ جام عشق تشنہ لب جو تا در پیر مغاں پہنچا نہیں
دل سلگتا ہی رہا فرقت میں ان کی عمر بھر
گنبد خضراء تلک لیکن دھواں پہنچا نہیں
مدح حسن مصطفی ہے ایک بحر بیکراں اس کے ساحل تک کوئی شیریں بیاں پہنچا نہیں
نیک و بد کی بے خبر تو واقف کونین ہے ہے پہنچ تیری جہاں وہم وگماں پہنچا نہیں
کیا خطا ایسی ہوئی آنند جو محروم ہے
اب تک ان کے گوش تک شور فغاں پہنچا نہیں

﴿ہندو شعراء کا نعتیہ کلام﴾

کالکا پرشاد:

چاند سورج کو کوئی ہاتھوں پر مرے لادے
کونین کی دولت میرے دامن میں چھپادے
پھر کالکا پرشاد سے پوچھے کہ تو کیا لے
نعلین محمد ﷺ کو وہ آنکھوں سے لگالے

﴿نور سخن نور احمد میرٹھی﴾

پنڈت رگھوندر راؤ تخلص جذب:

لکھتا ہوں ثنائے رخ نیکوئے محمد ﷺ
ہے روکش خورشید فلک روئے محمد ﷺ

اوصاف محمد کے ہوں ظاہر نہیں ممکن

ہے غیرت خورشید فلک روئے محمد ﷺ

مکہ سے مدینہ سے ہے پہنچی سر افلاک

بوئے گل ورخسار گیسوئے محمد ﷺ

معراج میں سب چیزیں انہیں دیکھ رہی تھیں

پر حق کے سوا تھا نہ وہاں روئے محمد ﷺ

حوران جناں سب ہوئیں قربان شب معراج

دیکھا جو نہال قد دل جوئے محمد ﷺ

اس جذب دل افگار کو رویا میں کسی شب

یارب تو دکھا دے رخ نیکوئے محمد ﷺ ﴿ماہنامہ آئینہ صفحہ 111 اکتوبر 1960﴾

لالہ امر چند جالندھری تخلص قیس:

کچھ ایسے فیض کے دریا بہا دیے تو نے　　جہاں تھے خار وہاں گل کھلا دیے تو نے

وہ رنگ و نور کے دریا بہا دیے تو نے　　عرب کے دشت بھی جنت بنا دیے تو نے

بس اک جھلک میں وہ جلوے دکھا دیے تو نے

کہ شرک و کفر کے قصے چکا دیے تو نے

فسوں بتوں کے فسانہ بنا دیے تو نے　　دلوں پہ سکے خدا کے جما دیے تو نے

وہ جام بادہ وحدت پلا دیے تو نے　　نشان دوئی کے جہاں سے اڑا دیے تو نے

جہاں کے خود سر و سرکش جہاں کے ہر جائی

حضور رب دو عالم جھکا دیے تو نے

دلوں سے مٹ کے رہے سب نقوش تیرہ کفر　　ضیائے دیں کے دیے وہ جلا دیے تو نے

سنا دے قیس کو اپنا وہ نعرہ تکبیر کہ جس سے دشت عرب کے ہلا دیئے تو نے

﴿ماھنامہ مسلمہ صفحہ 5 جولائی 1940﴾

اودھے ناتھ لکھنوی تخلص نشتر:

بنائے کن فکاں نور خدا کی بات کرتے ہیں
ادب کے ساتھ ختم الانبیاء کی بات کرتے ہیں

سلامی دیتی ہیں پلکیں نگاہیں جھوم جاتی ہیں
خوشی میں جب حبیب کبریا کی بات کرتے ہیں

غرض تسنیم وکوثر سے نہ ہم کو کام جنت سے
کہ ہم دل سے محمد مصطفیٰ کی بات کرتے ہیں

مٹائیں ظلمتیں جس نے دکھائی راہ حق جس نے
ہم اس نور خدا اس راہنما کی بات کرتے ہیں

نہ کیوں حسن سخن پر ہوں ہمارے رحمتیں صدقے
زبان کوثر سے دھوکر مصطفیٰ کی بات کرتے ہیں

ہمیں دوزخ کی کیا پرواہ ہمیں کیوں ڈر ہو محشر کا
ہیں عاصی شافع روز جزا کی بات کرتے ہیں

سلام اس ذات عالی پر درود اس نور اقدس پر
پڑھو صل علیٰ ہم مصطفیٰ کی بات کرتے ہیں

یہ ہیں جن و بشر کیا خدا کے ہم زبان ہو کر
فرشتے بھی در خیر الوریٰ کی بات کرتے ہیں

﴿غیر مسلم نعت خواں﴾

چودھری دلورام کوثری:

جس دم دبایا مجھ کو گناہوں کے بارنے میں شافع گناہ کو لگا پھر پکارنے

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آکے مجھ کو سبکدوش کر دیا

رحمت بڑی کی شافع روز شمار نے

دیکھا بنا کے جبکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن و نور محبوب اپنا کر لیا پروردگار نے

ہے نام دلورام تخلص ہے کوثری

دیر و حرم کی سیر کی اس خاکسار نے

نوٹ: غیر مسلم کے لیے حرم میں جانا ممنوع ہے دلورام بعد میں دولت اسلام سے مشرف ہوئے تو حرم پاک میں حاضری کا شرف حاصل کیا۔

امرناتھ ساحر:

میرا قلب مطلع نور ہے کہ حرم میں جلوہ یار ہے

دل و دید محو نظارہ ہیں کہ نہ گرد ہے نہ غبار ہے

تیرے جلوؤں کا تیری رحمتوں کا حساب ہے نہ شمار ہے

کہ صفاتِ کون و مکان کی تیری ذات دارو مدار ہے

جو فدا ہوا تیرے نام پر جو فنا ہوا تیرے عشق میں

اسے تو نے اپنا بنا لیا کہ تیرا یہی قول و قرار ہے

تیرا نور شاہ نظام ہے تیرا حسن خسرو دلبراں

تیرا جلوہ بزم ہے خسروی کہ تیرے چمن کی بہار ہے

جو نہ حرف و صوت میں آسکے جو دو کون میں نہ سما سکے

رگِ جان ساحر خستہ میں وہ مکین لیل و نہار ہے

اس کے علاوہ دنیا کی عظیم غیر مسلم شخصیات میں جارج برناڈ شاہ، رابندر ناتھ ٹیگور، الیس مارگولیوتھ، مسٹر سکاٹ، جارج سیل، کونسٹن ورجیل جارجیو، کرنل سائکس، شیو پرشاد، وہبی لکھنوی، رگھوناتھ خطیب سرحدی، جوش ملیسانی، تلوک چند محروم، نریش کمار شاد، دیا شنکر نسیم، عزت سنگھ عیش دہلوی، پنڈت ہری چند اختر، نردیو سنگھ اشک دہلوی، بی ڈی اہلیہ بوڑ سنگھ، رام پیار لکھنوی، اروڑہ رائے، سالک رام سالک، شنکر لال ساقی، کنور مہندر سنگھ بیدی سحر، سردار شیر سنگھ شمیم، بابا افضل کاشی، لالہ شنکر داس جی، فراق گھورکھپوری اور دیگر سینکڑوں اشخاص شامل ہیں جنھوں نے بارگاہ نبوی میں دلی عقیدت کے اظہار کے ساتھ اقوام عالم کو یہی سبق دیا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم صرف مسلمانوں کے ہی رہبر و راہنما نہیں بلکہ آپ عالم انسانیت کے تاجدار اور ہر دور کے پیشوا ہیں اور ان اشخاص کی عقیدت سے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی آفاقیت اور مرکزیت بھی ثابت ہوتی ہے کہ آپ پوری کائنات کے مرکز نگاہ ہیں اور ہر شخص آپ کی دادرسی کا منتظر رہتا ہے۔ ان لوگوں نے جس ہستی والا صفات کو خراج عقیدت پیش کیا اس کی عزت و عظمت کا سورج ابد تک روشن رہے گا بلکہ آنے والے ہر دور میں جو شخص بھی ہٹ دھرمی تعصب اور بغض سے ہٹ کر سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مطالعہ کرے گا وہ عظمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پاسباں بن جائے گا اور سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی مرکزیت اور آفاقیت کا قائل نظر آئے گا۔

باب......5

آدابِ بارگاہِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و الفت ایک مومن کے لیے سرمایہ جان ہے اور حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے نسبت و تعلق ایک مسلمان کے روحانی تشخص کو اجاگر کرتا ہے انسان کے روحانی تشخص کے لیے ایمان ایک اساس ہے اور ایمان کے لیے دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستگی شرط ہے حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و عقیدت اس لیے بھی ضروری ہے کہ عقائد اسلامیہ میں عقیدہ رسالت مرکزی اہمیت کا حامل ہے اور پورا دین ذات رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر انحصار کرتا ہے حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات نہ صرف وجہ تخلیق کائنات ہے بلکہ نبوت کی لڑی کی تکمیل کا سہرا بھی آپ کے سر ہے جس کا آغاز حضرت آدم علیہ السلام سے ہوا۔ خالق کائنات قرآن حکیم میں ارشاد فرماتا ہے۔

پہلی آیت کریمہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ ﴿البقرہ:104﴾

”اے ایمان والو راعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی سے بغور سنو اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے“

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو راعنا کہنے سے منع فرمایا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جب بات سمجھنے میں دقت پیش آتی تو وہ عرض کرتے راعنا یا رسول اللہ

اے اللہ کے رسول ہماری رعایت فرمایئے یہودیوں کی لغت میں اس کے معانی غلط تھے۔

امام رازی فرماتے ہیں

وروی ان سعد بن معاذ سمعها منهم فقال یا اعداء الله علیکم لعنة الله والذی نفسی بیده لئن سمعتها من رجل منکم یقولها لرسول الله لاضربن عنقه فقالوا اولستم تقولونها فنزلت هذه الآیة

﴿تفسیر کبیر جلد 1 صفحہ 634 تفسیر کشاف جلد 1 صفحہ 200﴾

"روایت ہے کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے ان (یہودیوں) سے یہ کلمہ سنا تو آپ نے کہا اے اللہ کے دشمنوں تم پر اللہ کی لعنت ہو قسم ہے مجھے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر یہ کلمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تمہارے کسی آدمی نے کہا تو میں اسے قتل کردوں گا تو وہ بولے کیا تم یہ جملہ نہیں کہتے تو یہ آیت نازل ہوئی"

اس آیت کریمہ کی تشریح سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ بارگاہ نبوی کا ادب کتنا ضروری واہم ہے کہ یہودی جس لفظ کا بطور توہین استعمال کرتے تھے۔ حالانکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تصور میں بھی یہ بات نہ تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی اس کلمہ کے استعمال سے منع فرمادیا۔

دوسری آیت کریمہ

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ۭ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ ﴿الفتح 8-9﴾

"بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر وناظر اور خوش خبری اور ڈر سناتا تاکہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو اور صبح وشام اللہ کی پاکی بولو"

امامِ اہلِ سنت مجددِ دین وملت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کریمہ کی تشریح کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

مسلمانو دیکھو دینِ اسلام بھیجنے، قرآن مجید اُتارنے کے مقصود میں تمہارا مولیٰ تبارک وتعالیٰ تین (3) باتیں بتاتا ہے۔

اول یہ کہ لوگ اللہ ورسول پر ایمان لائیں۔

دوم یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کریں۔

سوم یہ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت میں رہیں۔

مسلمانو! ان تینوں جلیل باتوں کی جمیل ترتیب تو دیکھو سب سے پہلے ایمان کو فرمایا اور سب سے پیچھے اپنی عبادت اور درمیان میں اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کو اس لیے کہ بغیر ایمان تعظیم کارآمد نہیں بہت سے نصاریٰ ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتکریم اور حضور پر سے دفع اعتراضات کافرانِ لئیم میں تصنیفیں کر چکے لیکچر دے چکے مگر جبکہ ایمان نہ لائے کچھ مفید نہیں کہ یہ ظاہری تعظیم ہوئی دل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی عظمت ہوتی تو ضرور ایمان لاتے۔ پھر جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی تعظیم نہ ہو عمر بھر عبادتِ الٰہی میں گزارے سب بیکار ومردود۔ بہت سے جوگی اور راہب ترکِ دنیا کر کے اپنے طور پر ذکر وعبادتِ الٰہی میں عمر کاٹ دیتے ہیں بلکہ ان میں بہت وہ ہیں کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا ذکر سیکھتے اور ضربیں لگاتے ہیں مگر از انجا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم نہیں۔ کیا فائدہ اصلاً قابلِ قبول بارگاہِ الٰہی نہیں اللہ عزوجل ایسوں ہی کو فرماتا ہے۔

وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا

''جو کچھ اعمال انہوں نے کیے ہم نے سب برباد کر دیئے''

ایسوں کو ہی فرماتا ہے

عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً

"عمل کریں مشقتیں بھریں اور بدلہ کیا ہوگا یہ کہ بھڑکتی آگ میں جائیں گے"

العیاذ باللہ مسلمانو! کہو محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم مدار ایمان و مدار نجات و مدار قبول اعمال ہوئی یا نہیں؟ کہو ہوئی اور ضرور ہوئی۔ ﴿تمہید ایمان صفحہ 12-11﴾

علامہ ابن تیمیہ:

الصارم المسلول میں رقم طراز ہیں:

اوجب اللہ من تعزیرہ ونصرہ بکل طریق و ایثارہ بالنفس والمال فی کل موطن وحفظہ وحمایتہ من کل موذ ﴿الصارم المسلول صفحہ 22﴾

"اللہ تعالیٰ نے ہر طریقہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر واجب کی ہے ہر جگہ پر جان و مال کی قربانی واجب کی ہے اور ہر موذی و گستاخ سے آپ کی حفاظت لازم وضروری قرار دی"

امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ویعزروہ ای یجلونہ وقیل تنصرونہ وقیل تبالغون فی تعظیمہ ویوقروہ ای یعظمونہ ﴿شفا شریف صفحہ 42﴾

"ویعزروہ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کریں اور بعض نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کریں اور بعض نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم میں مبالغہ کریں ویوقروہ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توقیر کریں"

علامہ جلال الدین محلی یوں رقم فرماتے ہیں:

وتعزروہ تنصروہ قری بزائین مع الفوقانیۃ ویوقروہ تعظموہ وضمیر ھما للہ و رسولہ ﴿تفسیر جلالین صفحہ 1669﴾

"مدد کریں اللہ و رسول کی اور تعززوہ کی قرأت بھی ہے اور تعظیم کریں اللہ اور اس کے رسول کی اور دونوں ضمیریں اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹتی ہیں"

عارف باللہ الشیخ احمد صاوی:

ویو خذ من هذه الآیة انّ من اقتصر علی تعظیم اللّٰه وحده اوعلی تعظیم الرسول وحده فلیس بمومن بل المومن من جمع بین تعظیم اللّٰه تعالیٰ و تعظیم رسوله ولکن التعظیم فی کل بحسبه فتعظیم اللّٰه تنزیهه عن صفات الحوادث ووصفه بالکمالات و تعظیم رسوله اعتقاد انه رسول اللّٰه حقاوصدقا لکافة الخلق بشیرا ونذیرا الی غیر ذالك من اوصافه السنیة وشمائله المرضیة ﴿صاوی علی الجلالین جلد 5 صفحه 1969﴾

"اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ جو صرف تعظیم خدا کرے یا صرف تعظیم رسول کرے وہ مومن نہیں بلکہ مومن وہ ہے جو تعظیم خدا اور تعظیم رسول ﷺ دونوں کرے لیکن ہر ایک کی تعظیم اس کی شان کے مطابق ہو گی پس اللہ تعالیٰ کی تعظیم اسے صفات حوادث سے پاک اور وصف کمالات سے متصف ماننا ہے اور رسول ﷺ کی تعظیم یہ ہے کہ یہ اعتقاد رکھے حضور ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں تمام مخلوق کے لیے خوشخبری دینے والے اور ڈر سنانے والے اس کے علاوہ آپ کے بلند مرتبہ اوصاف اور پسندیدہ خصلتوں کا اعتقاد رکھے"

علامہ علاؤ الدین خازن:

اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

الکنایات فی قوله و تعزروه وتوقروه راجعة الی رسول اللّٰہ ﷺ وعندها تم الکلام فالوقف علی ویو قروه وقف تام۔

﴿تفسیر خازن جلد 4 صفحہ 156﴾

"اللہ تعالیٰ کے قول و تعزروه و توقروه میں ضمائر حضور ﷺ کی طرف لوٹتی ہیں اور ویو قروه پر کلام مکمل ہوا پس ویو قروه پر وقف تام ہے"

علامہ خازن رحمۃ اللہ علیہ نے جو تفسیر بیان فرمائی تعزروه و توقروه کی ضمیریں رسول اللہ ﷺ کی طرف لوٹتی ہیں یعنی مراد یہ کہ تم رسول اللہ ﷺ کی تعظیم و توقیر کرو یہی تفسیر امام جلال الدین سیوطی، امام بغوی اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہم نے بھی کی اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ترجمہ میں اسی تفسیر کو ترجیح دی۔

علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ

وَمَا کَانَ لَکُمْ اَنْ تُؤْذُوْرَسُوْلَ اللّٰهِ کے تحت فرماتے ہیں۔

والحاصل انه یجب علی الامة ان یعظموه علیه الصلوة والسلام و یو قروه فی جمیع الاحوال فی حال حیاته و بعد وفاته فانه ازدیاد تعظیمه و توقیره فی القلوب یزداد نور الایمان

﴿تفسیر روح البیان جلد 7 صفحہ 216﴾

"حاصل کلام یہ ہے کہ حضور ﷺ کی حیات دنیاوی اور بعد از وفات ہر حال میں حضور ﷺ کی تعظیم و توقیر اُمت پر لازم ہے اس لیے کہ دلوں میں جتنی تعظیم و توقیر بڑھے گی اتنا ہی نور ایمان زیادہ ہوگا"

علامہ حقی رحمۃ اللہ علیہ وتعزروه وتوقروه کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

وتعظموه باعتقادانه متصف بجميع صفات الكمال منزه عن جميع وجوه النقصان

﴿روح البیان جلد 9 صفحہ 18﴾

''اور حضور ﷺ کی تعظیم کرو یہ یقین کرتے ہوئے کہ آپ تمام صفات کمال سے متصف ہیں اور تمام نقائص سے مبرا ہیں''

اس آیت کریمہ سے اہل ایمان پر حضور سید عالم ﷺ کی تعظیم وتوقیر کا لازم ہونا ثابت ہوتا ہے اور یہ ایمان کی مضبوطی کی دلیل ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ سے جتنی محبت زیادہ ہوگی اس شخص کا ایمان اتنا ہی کامل ومضبوط ہوگا۔

تیسری آیت کریمہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝

﴿الحجرات:1﴾

''اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ سنتا جانتا ہے''

علامہ سید نعیم الدین مراد آبادی اس آیت کی تفسیر یوں کرتے ہیں۔

یعنی تمہیں لازم ہے کہ اصلاتم سے تقدیم واقع نہ ہو نہ قول میں نہ فعل میں کہ تقدم کرنا رسول اللہ ﷺ کے ادب واحترام کے خلاف ہے بارگاہ رسالت میں نیاز مندی وآداب لازم ہیں۔

﴿خزائن العرفان﴾

قاضی ثناء اللہ پانی پتی:

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے یوں رقم طراز ہیں

المراد بين يدى رسول الله و ذكر الله تعالىٰ تعظيماله واشعارا بان التقديم على رسول الله كان التقديم على الله تعالىٰ فانه من الله

بمكان يوجب اجلاله اجلالا به و سوء الا دب به سوء ادب الله

﴿تفسیر مظهری جلد 9صفحه6﴾

"اصل مقصود یہاں یہ ہے کہ تم رسول اللہ سے تقدیم نہ کرو اور اللہ تعالیٰ کا ذکر محض تعظیم کے لیے ہے اور اِس بات کو سمجھانے کے لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تقدیم کرنا گویا اللہ تعالیٰ سے تقدیم کرنا ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ مقام حاصل ہے کہ آپ کی تعظیم اللہ تعالیٰ کی تعظیم ہے اور آپ کی بے ادبی اللہ تعالیٰ کی بے ادبی شمار ہوگی"

ابو عبداللہ محمد بن احمد قرطبی رحمۃ اللہ علیہ:

اس آیت کریمہ کے تحت فرماتے ہیں

ومن قدّم قوله اوفعله علی الرسول فقد قدّمه علی الله تعالیٰ لانّ الرسول انما يامر عن امر الله عزّ وجلّ ﴿تفسیر قرطبی جلد 16صفحه255﴾

"اور جس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول یا فعل پر تقدیم کی تحقیق اس نے اللہ تعالیٰ پر تقدیم کی اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرمان ارشاد کرتے ہیں"

ناصر الشریعہ علامہ خازن رحمۃ اللہ علیہ:

اس آیت کریمہ کے متعلق لکھتے ہیں

لاينبغي لكم ان يصدر منكم تقديم اصلا و قيل لاتقدموا فعلا بين يدی الله ورسوله والمعنٰی لا تقدموا بين يدی امر الله ورسوله ولا نهيهما وقيل لا تجعلوا لا نفسكم تقدما عندالنبی

ﷺ وفیہ اشارۃ الی احترام رسول اللّٰہ ﷺ والا نقیاد لا وامرہ ونواھیہ۔ ﴿تفسیر خازن جلد 4 صفحہ176﴾

''تمہیں یہ لائق نہیں کہ تم سے کسی قسم کی پہل صادر ہو اور بعض نے کہا اللہ اور رسول کے سامنے کسی کام میں پہل نہ کرو اور معنی یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ اور حضور ﷺ کے امر ونہی سے پہلے کوئی فعل نہ کرو اور بعض نے کہا کہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں اپنے نفوس کے لیے تقدم مقرر نہ کرو اور اس میں رسول اللہ ﷺ کے احترام اور آپ کے اوامر ونواہی کی تابعداری کی طرف اشارہ ہے''

فاضل اجل علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ:

اس آیت کریمہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

فیکون التقدم بین یدی اللّٰہ ورسولہ منا فیا للا یمان (وقال) و الظاھر انّ الایۃ عامۃ فی کل قول و فعل ولذا حذف مفعول لا تقدموا لیذھب ذھن السامع کل مذھب مما یمکن تقدیمہ من قول او فعل مثلا اذا جرت مسئلۃ فی مجلسہ علیہ الصلوۃ والسلام لا تسبقوہ بالجواب واذا حضر الطعام لا تبتدوا بالا کل قبلہ واذا ذھبتم الی موضع لا تمشوا امامہ الا لمصلحۃ دعت الیہ ونحو ذلك مما یمکن فیہ التقدیم (وقال) کمافی کشف الا سرار واکثر ھذہ الروایات یشعر بان المراد بین یدی رسول اللّٰہ وذکر اللّٰہ لتعظیمہ والا یذان بجلالۃ محلہ عندہ حیث ذکر اسمہ تعالیٰ توطئۃ وتمھیدا لذکر اسمہ علیہ السلام لیدل علی قوۃ اختصاصہ علیہ السلام برب

العزّۃ و قرب منزلتہ من حضرتہ تعالیٰ ﴿تفسیر روح البیان جلد 9 صفحہ 62﴾

''اللہ اور رسول سے تقدم کرنا ایمان کے منافی ہے اور ظاہر یہ ہے کہ یہ آیت ہر قول اور فعل کے لیے عام ہے اور اسی عموم کے لیے لا تقدموا کے مفعول کو حذف کیا گیا تاکہ سامع کا ذہن ہر طرف جائے قول یا فعل جس جس چیز میں تقدیم ممکن ہے مثلاً جب حضور ﷺ کی مجلس میں کوئی مسئلہ جاری ہو تو جواب میں پہل نہ کرے جب کھانا آجائے تو کھانا کھانے میں پہل نہ کرے جب کسی طرف چلیں تو حضور کے آگے نہ چلے مگر کسی مصلحت کے تقاضے کے تحت (یہ جائز ہے) اور اسی طرح اور چیزیں جن میں تقدیم ممکن ہے جیسا کہ کشف الاسرار اور دوسری اکثر روایات اس طرف اشارہ کرتی ہیں یہاں مراد صرف حضور ﷺ کی ذات پر تقدم ہے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر تو حضور کی تعظیم کے لیے ہوا اور اللہ تعالیٰ کے ہاں حضور ﷺ کی قدر و منزلت بتانے کے لیے وہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ کا نام حضور ﷺ کے نام کے لیے بطور توطیۃ اور تمہید ذکر کیا گیا تاکہ حضور ﷺ کی اپنے رب سے قوی خصوصیت اور اس کی بارگاہ میں قرب منزلت پر دلالت کرے''

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ:

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں

والا صح انہ ارشاد عام یشمل الکل ومنع مطلق یدخل فیہ کل الافتات و تقدم واستبداد بالا مرو اقدام علی فعل غیر ضروری من غیر مشاورۃ

"صحیح یہ ہے کہ ارشاد عام ہے سب کو شامل ہے اور منع مطلق ہے اس میں ہر اثبات اور تقدم اور معاملے میں اپنے آپ کو آگے کرنا اور بغیر مشورہ کے غیر ضروری فعل میں اقدام کرنا یہ سب داخل ہیں"

اس کے بعد تفسیری نکات بیان کرتے ہوئے مزید فرماتے ہیں۔

ذکر اللّٰہ اشارة الی وجوب احترام الرسول ﷺ والا نقیاد لا و امرہ وذلك لان احترام الرسول قد یترك علی بعد المرسل وعدم اطلاعہ علی مایفعل برسولہ فقال بین یدی اللّٰہ ای انتم بحضرة من اللّٰہ تعالیٰ وھو ناظر الیکم وفی مثل ھذہ الحالة یجب احترام رسولہ۔ ﴿تفسیر کبیر جلد 10 صفحہ 91﴾

"اس آیت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر رسول ﷺ کے احترام اور آپ کے اوامر کی تابعداری کی طرف اشارہ ہے اس لیے کہ کبھی رسول (قاصد) کا احترام ترک کیا جاتا ہے مرسل (بھیجنے والے) کے دور ہونے کے سبب کہ جو کچھ رسول (قاصد) سے کیا جائے مرسل کو اس کی اطلاع نہیں ہوتی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا بین یدی اللّٰہ یعنی تم اللہ کے سامنے ہو اور وہ تمہیں دیکھ رہا ہے ایسی حالت میں تو احترام رسول واجب ہے"

قال سھل لا تقولو قبل ان یقول فاذا قال فاقبلوا منہ منصتین لہ مستمعین الیہ واتقوا اللّٰہ فی اھمال حقہ وتضییع حرمتہ ان اللّٰہ سمیع لما تقولون علیم بما تعملون وقال بعضھم لا تطلبوا وراء منزلتہ منزلة فانہ لا یوازیہ احد بل لا یدانیہ۔ ﴿تفسیر روح البیان جلد 9 صفحہ 63﴾

"امام سہل تستری نے فرمایا حضور کے ارشاد سے قبل نہ بولو جب آپ کچھ

فرمائیں خاموشی سے کان لگا کر سنو اور اسے قبول کرو حضور کے حق کو ترک کرنے اور آپ کی حرمت کے ضائع کرنے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو بے شک اللہ سنتا ہے جو کہتے ہو جانتا ہے جو کرتے ہو بعض نے اس کی تفسیر میں کہا کہ حضور کے مقام سے اوپر کوئی مقام طلب نہ کرو اس لیے کہ حضور کے موازی کوئی درجہ نہیں بلکہ درجہ اور منزلت میں قریب بھی کوئی نہیں“

چوتھی آیت کریمہ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ﴿الحجرات:2﴾

”اے ایمان والو اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور ان کے حضور چلّا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلّاتے ہو کہ کہیں تمہارے اعمال اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو“

حکیم الامت مولانا احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ:

آیت کریمہ کی تفسیر لکھتے ہیں

معلوم ہوا حضور ﷺ کی ادنیٰ بے ادبی کفر ہے کیونکہ کفر ہی سے نیکیاں برباد ہوتی ہیں جب ان کی بارگاہ میں اونچی آواز سے بولنے پر نیکیاں برباد ہیں تو دوسری بے ادبی کا ذکر ہی کیا ہے آیت کا مطلب یہ ہے کہ نہ ان کے حضور چلا کر بولو نہ انہیں عام القاب سے پکارو جن سے ایک دوسرے کو پکارتے ہو چچا، ابا، بھائی، بشر نہ کہو۔ رسول اللہ۔ شفیع المذنبین کہو۔

﴿تفسیر نور العرفان﴾

علامہ محمد بن احمد قرطبی رحمۃ اللہ علیہ

ومعنى الاية الامر بتعظيم رسول الله صلى الله عليه وسلم وتوقيره وخفض الصوت بحضرته وعند مخاطبته۔ ﴿تفسیر قرطبی جلد 16 صفحہ 260﴾

اس آیت کے معنی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر اور آپ کی مجلس میں اور آپ کو مخاطب کرتے وقت آواز پست رکھنے کا حکم ہے۔

مفسر قرآن قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

يعني لاترفعوا اصواتكم عنده ولا تنادوه كما ينادي بعضكم بعضا بان تخاطبوه باسمه او كنيته بل يجب عليكم بتجمله وتعظيمه ومراعاة آدابه وخفض الصوت بحضرته وخطابه بالنبي والرسول ونحوذلك۔ ﴿تفسیر مظہری جلد 7 صفحہ 09﴾

"یعنی آپ کے پاس اپنی آوازوں کو بلند نہ کرو جس طرح تم آپس میں ندا کرتے ہو اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے نام اور کنیت سے مخاطب نہ کرو بلکہ تم پر آپ کی تعظیم بجالانا آپ کے آداب کا خیال رکھنا اور آپ کی موجودگی میں آواز کو پست رکھنا واجب ہے اور جب آپ سے بات کرو تو یا نبی اللہ اور یا رسول اللہ جیسے باعث تکریم الفاظ سے خطاب کرو۔"

قدوۃ العلماء امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ کے آداب اور آپ کی تعظیم و توقیر کے ضروری ہونے کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے زیر آیت فرماتے ہیں۔

ولو علم العبدان بموته ينجو لسيده لا يلزمه ان يلقي نفسه في التهلكة لا نجاء سيده ويجب لا نجاء النبي ﷺ وان الحكمة تقتضي ذلك كما ان العضو الرئيس اولى بالرعاية من غيره لان عند خلل القلب مثلا لا يبقى للمدين والرجلين استقامة فلو حفظ الانسان نفسه وترك النبي ﷺ لهلك ﴿تفسیر کبیر جلد 10 صفحہ 93-94﴾

''اگر غلام کو یہ معلوم ہو کہ آقا کو بچاتے ہوئے اس کی موت واقع ہو جائے گی تو اس کے لیے ضروری نہیں کے آقا کو بچانے کے لیے اپنے نفس کو ہلاکت میں ڈالے لیکن نبی پاک ﷺ (کی عزت وحرمت) کو بچانے کے لیے ضروری ہے (جان کی پرواہ نہ کرے) اور عقل کا تقاضا بھی یہی ہے۔ جیسا کہ عضو رئیس (دل) کی حفاظت دوسرے اعضاء سے زیادہ ضروری ہے اس لیے کہ قلب کی بیماری کی وجہ سے ہاتھ پاؤں بھی مستقیم نہ رہیں گے پس اگر انسان نے نبی پاک ﷺ (کی عزت وحرمت) کو چھوڑ کر اپنے آپ کو بچایا تو ہلاک ہو گیا''

قاضی شوکانی:

اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

المراد من الآية تعظيم النبي ﷺ توقيره وان لا ينادوه كما ينادى بعضهم بعضا (وقال) المراد بقوله لا تجهروا له بالقول لا تقولوا يا محمد ويا احمد ولكن يا نبي الله ويا رسول الله توقيرا له۔ ﴿فتح القدير جلد 5 صفحہ 59﴾

"اس آیت سے مراد یہ ہے کہ حضور ﷺ کی تعظیم وتوقیر کی جائے اور جس طرح آپس میں ایک دوسرے کو ندا کی جاتی ہے حضور ﷺ کو اس طرح نہ پکارا جائے لا تجهروا له بالقول سے یہ مراد ہے کہ تم یا محمد اور یا احمد نہ کہو (یعنی آپ کا نام لے کر نہ پکارو) بلکہ آپ کی تعظیم کرتے ہوئے یا نبی اللہ یارسول اللہ کہو"

سید مودودی:

اس ارشاد سے معلوم ہوتا ہے کہ دین میں ذات رسول ﷺ کی عظمت کا کیا مقام ہے رسول پاک ﷺ کے سوا کوئی شخص بجائے خود کتنا ہی قابل احترام ہو بہر حال یہ حیثیت نہیں رکھتا کہ اس کے ساتھ بے ادبی خدا کے ہاں اس سزا کی مستحق ہو جو حقیقت میں کفر کی سزا ہے وہ زیادہ سے زیادہ ایک بدتمیزی ہے خلاف تہذیب حرکت ہے مگر رسول اللہ ﷺ کے احترام میں ذرا سی کمی بھی اتنا بڑا گناہ ہے کہ اس سے آدمی کی عمر بھر کی کمائی غارت ہوسکتی ہے اس لیے کہ آپ کا احترام دراصل اس خدا کا احترام ہے جس نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے اور آپ کے احترام میں کمی کے معنی خدا کے احترام میں کمی کے ہیں۔

﴿تفہیم القرآن جلد 5 صفحہ 72﴾

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے دومرتبہ آواز پست رکھنے کا حکم دیا دونوں مرتبہ بلند آواز کے ساتھ کلام کرنے کی ممانعت کے الگ الگ محمل ہوسکتے ہیں لا ترفعو اصواتکم فوق صوت النبی سے مراد یہ کہ جب تم نبی پاک ﷺ سے کلام کررہے ہو تو اپنی آواز حضور سید عالم ﷺ کی آواز سے بلند نہ کرو اور لا تجهروا له بالقول سے مراد یہ ہے کہ جب نبی پاک ﷺ خاموش ہوں اور تم کوئی بات سنا رہے ہو تو ادب کا لحاظ رکھو عامیانہ انداز

میں اور اونچی آواز سے آپ کی بارگاہ میں گفتگو نہ کرو جیسا کہ تم ایک دوسرے سے مخاطب ہوتے ہو بعض مفسرین کے نزدیک علماء کے سامنے بھی بلند آواز سے بولنا ناپسندیدہ ہے خصوصاً جب کوئی عالم، قرآن وحدیث کا درس دے رہا ہو۔

قال سلیمان بن حرب ضحك انسان عند حماد بن زید وھو یحدث بحدیث عن رسول اللہ ﷺ فغضب حماد و قال انی اری رفع الصوت عند حدیث رسول اللہ ﷺ وھو میت کرفع الصوت عندہ وھو حیّ وقام وامتنع من الحدیث ذلك الیوم۔

﴿تفسیر روح البیان جلد 9 صفحہ 66﴾

''سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہ کوئی شخص حضرت حماد بن زید کے ہاں ہنسا جب کہ وہ حدیث پاک بیان کر رہے تھے تو حضرت حماد غضب ناک ہو گئے اور فرمایا کہ حضور ﷺ کی پردہ پوشی کے بعد حضور کی حدیث پر بلند آواز سے ہنسا ایسا ہے کہ حضور کے قرب میں بحالت دنیاوی آواز بلند کی جائے پھر وہ کھڑے ہو گئے اور اس دن حدیث بیان نہیں کی''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور صلحائے اُمت:

حضور سید عالم ﷺ کے فضائل و کمالات کا احاطہ طاقت بشری سے خارج ہے، حضور سرور کائنات ﷺ کے اخلاق حمیدہ فضائل شریفہ اور کمالات عدیدہ کا معاملہ بہت وسیع ہے حقیقت یہ ہے کہ کوئی فہم اور کوئی ادراک حضور ﷺ کے مقام کی حقیقت اور حضور ﷺ کے حال کی کنہ کو نہیں پہنچ سکتا وہ تمام کمالات جو انبیائے سابقین کی ذوات قدسیہ کو عنایت کیے گئے وہ سب کے سب حضور سرور عالم ﷺ کی ذات اقدس میں موجود ہیں امت کے افراد

نے اپنی قوت وبساط کے مطابق حضور سید عالم ﷺ کی تعظیم وتوقیر کی آپ کا ادب واحترام بجا لائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں حضور سید عالم ﷺ کی تعظیم، ادب اور احترام کا حکم ارشاد فرمایا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ:

قال عبداللہ رضی اللہ عنہ صلیت مع رسول اللہ ﷺ فاطال حتیٰ هممت بامر سوء قال قلت وما هممت به قال هممت ان اجلس وادعه۔

﴿مسلم شریف کتاب صلوۃ المسافرین جلد 1 صفحہ 264﴾

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ”میں نے ایک شب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی آپ نے طویل قیام فرمایا یہاں تک کہ میں نے ایک بری بات کا ارادہ کرلیا راوی نے پوچھا آپ نے کس چیز کا ارادہ کیا تھا حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے ارادہ کیا تھا کہ میں حضور کو قیام میں چھوڑ کر خود بیٹھ جاؤں“

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے قیام کی طوالت کی وجہ سے بیٹھنا چاہا مگر یہ خیال کر کے کہ آپ کھڑے ہوں اور میں بیٹھ جاؤں یہ بری بات ہے باوجود اس کے کہ نفل نماز میں بیٹھنا جائز ہے کھڑے رہے یہ فعل حالت نماز میں حضور ﷺ کی تعظیم اور ادب کی وجہ سے تھا

عن ابن عباس قال استوی النبی ﷺ علی المنبر یوم الجمعة فقال الناس اجلسو فسمعه ابن مسعود رضی اللہ عنہ وهو علی باب المسجد فجلس فقال له النبی ﷺ تعال یا ابن مسعود۔

﴿مستدرک کتاب الجمعه جلد 1 صفحہ 393﴾

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جمعہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور لوگوں سے فرمایا بیٹھ جاؤ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ الفاظ سنے تو وہ مسجد کے دروازہ پر ہی بیٹھ گئے حضور نے انہیں فرمایا اے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آگے آجاؤ''

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر اور ادب واحترام اس طرح بجالاتے حضرت براء بن عازب فرماتے ہیں۔

لقد کنت ارید ان اسأل رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الامر فاوخر سنین من هیبته

﴿شفا شریف صفحہ 259﴾

''میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی معاملہ کے بارے میں سوال کرنا چاہتا تھا لیکن آپ کے وقار کی وجہ سے دوسال تک سوال نہ کرپایا''

حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ:

حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ مجھے مذی کثرت سے آتی تھی چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی میرے نکاح میں تھی۔

انا استحی ان اسأله قال المقداد فسألت رسول صلی اللہ علیہ وسلم عن ذلك

''اس لیے مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرنے میں شرم آتی تو میں نے مقداد بن اسود سے کہا تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں پوچھا آپ نے فرمایا وضو کافی ہے (غسل کی ضرورت نہیں)''

﴿ابوداؤد کتاب الطهارة جلد 1 صفحہ 31﴾

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی بنوا کر پہنی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی انگوٹھیاں پہن لیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر وہ انگوٹھی پھینک دی اور فرمایا۔

لا البسه ابدا فنبذ الناس خواتيمهم

"میں اسے کبھی نہیں پہنوں گا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی اپنی انگوٹھیاں اُتار کر پھینک دیں" ﴿البداية والنهاية جلد 5 صفحه 516﴾

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے گھر تشریف لے جاتے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کو کبھی باہر تشریف لانے کی تکلیف نہ دیتے بلکہ کبھی کوئی مجبوری پیش آتی تو پھر ناخن کے ساتھ دروازہ پر دستک دیتے۔

كان اصحاب رسول ﷺ يقرعون بابه بالا ظافر ﴿شفا شريف صفحه 259﴾

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے دروازہ پر ناخنوں کے ساتھ دستک دیتے (ادب واحترام کی وجہ سے)"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مثالی ادب:

حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ صلح حدیبیہ کے موقع پر حالت کفر پر تھے اور کفار مکہ کی طرف سے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مذاکرات کرنے کے لیے آئے تو واپس جا کر اپنی قوم کو جو کچھ بتایا وہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی زبان میں سنیئے۔

فرجع عروة الى اصحابه فقال اى قوم والله لقد وفدت على الملوك ووفدت على قيصر و كسرى والنجاشي والله ان رايت

ملكا قطّ يعظمه اصحابه مايعظم اصحاب محمد محمداً والله ان تنخم نخامة الا وقعت في كفّ رجل منهم فدلك بها وجهه وجلده واذا امر هم ابتدروا امره واذا توضأ كادوا يقتتلون على وضوئه واذا تكلم خفضوا اصواتهم عنده وما يحدون اليه النظر تعظيما له۔ ﴿بخاری کتاب الشروط جلد 1 صفحہ379﴾

''پس عروہ اپنے ساتھیوں کے پاس لوٹا اور کہا اے قوم میں بادشاہوں کے پاس گیا ہوں اور میں قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے دربار میں گیا ہوں اللہ کی قسم میں نے کسی بادشاہ کو نہیں دیکھا کہ اس کے اصحاب اس کی اتنی تعظیم کرتے ہوں جتنی صحابہ کرام ﷺ محمد ﷺ کی کرتے ہیں واللہ اگر وہ ناک صاف کرتے ہیں تو اس کی رطوبت ان میں سے کسی نہ کسی کے ہاتھ میں آتی ہے تو وہ اسے اپنے چہرے اور جسم پر مل لیتا ہے اور وہ جب کسی کو کچھ کرنے کا حکم ارشاد فرماتے ہیں تو لوگ دوڑ پڑتے ہیں اور جب وہ وضو کرتے ہیں تو اس کے پانی کے لیے لڑ پڑتے ہیں اور جب وہ بولتے ہیں تو سب لوگ خاموش ہو جاتے ہیں اور عظمت کی بنا پر ان سے آنکھیں چار نہیں کر پاتے''

عروہ بن مسعود نے اپنی قوم کو پہلے قیصر و کسریٰ کی بات اس لیے سنائی تا کہ قوم جان لے کہ عروہ سفارتی آداب سے بالکل واقف ہیں اور ہمیں مسلمانوں اور ان کے نبی ﷺ کے بارے میں جو کچھ بتائیں گے وہ بالکل مبنی بر حقیقت ہوگا اس میں نہ تو مبالغہ آرائی ہوگی اور نہ ہی مرعوبیت کی کوئی جھلک ہوگی اس کے بعد عروہ بن مسعود نے اس حقیقت کا اعتراف کیا کہ کائنات میں سب سے زیادہ جاںنثاران مصطفیٰ ﷺ حضور سید کائنات کی تعظیم کرتے ہیں۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ:

قال عبداللّٰہ بن المبارک کنت عند مالک وھو یحدثنا فلدغتہ عقرب ستّ عشرۃ مرّۃ وھو یتغیر لونہ ویصفر ولا یقطع حدیث رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما فرغ من المجلس و تفرّق عنہ الناس قلت لہ یا ابا عبداللّٰہ لقد رایت منک الیوم عجبا قال نعم انما صبرت اجلالا لا لحدیث رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم

﴿شفا شریف صفحہ 260﴾

”حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھا اور وہ ہمیں حدیث شریف پڑھا رہے تھے آپ کو بچھو نے سولہ مرتبہ کاٹا اور آپ کا رنگ متغیر و زرد ہو گیا لیکن حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو قطع نہ کیا جب آپ مجلس سے فارغ ہوئے اور لوگ چلے گئے تو میں نے کہا اے ابو عبداللہ میں نے آج آپ سے ایک عجیب بات دیکھی فرمایا ہاں میں نے حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر صبر کیا“

امام شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ:

دَعْ مَا ادَّعَتْہُ النَّصَارٰی فِیْ نَبِیِّہِمٖ
وَاحْکُمْ بِمَا شِئْتَ مَدْحاً فِیْہِ وَاحْتَکِمٖ

فَانْسُبْ اِلٰی ذَاتِہٖ مَاشِئْتَ مِنْ شَرَفٍ
وَانْسُبْ اِلٰی قَدْرِہٖ مَاشِئْتَ مِنْ عِظَمٖ

فَاِنَّ فَضْلَ رَسُوْلِ اللّٰہِ لَیْسَ لَہٗ
حَدٌّ فَیُعْرِبَ عَنْہُ نَاطِقٌ بِفَمٖ ﴿قصیدہ بردہ شریف﴾

جو نصاریٰ نے کہا عیسیٰ کے حق میں تو نہ کہہ جس قدر ممکن ہو کر مدح نبی محترم
جو شرف ہو ذاتِ اقدس کی طرف منسوب کر جتنی عظمت چاہے کر شانِ والا میں رقم
حد نہیں ہے کوئی حضرت کے کمال و فضل کی
ہو بیاں کس منہ سے توصیفِ شہِ خیر الامم ﷺ

فخر العلماء امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ:

لا خفاء علی من مارس شیئا من العلم ارخص بادنی لمحۃ من الفہم بتعظیم اللہ قدر نبینا علیہ السلام و خصوصہ ایاہ بفضائل و محاسن و مناقب لا تنضبط لزمام و تنویہہ من عظیم قدرہ بما تکل عنہ الالسنۃ والاقلام۔ ﴿شفا شریف صفحہ 19﴾

"یہ بات اس شخص پر جس کو ذرہ برابر علم سے لگاؤ ہے یا فہم کے ادنیٰ لمحہ سے مخصوص ہے بالکل مخفی نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی ﷺ کے مرتبہ اور شرف کو بلند فرمایا اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو اتنے فضائل محاسن اور مناقب سے مخصوص فرمایا کہ ضبط کی کوشش کرنے والا حصر نہیں کر سکتا اور آپ کی قدر عظیم کو اتنا بلند کیا کہ زبان و قلم اس کے بیان سے عاجز ہیں"

مزید فرماتے ہیں:

وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْماً حارت العقول فی تقدیر فضلہ علیہ وخرست الالسن دون وصف یحیط بذلک او ینتہی الیہ ﴿شفا شریف صفحہ 76﴾

"(اے حبیب) اللہ کا آپ پر بڑا فضل ہے (اللہ تعالیٰ کا جو فضل حضور پر

ہے) اس کا اندازہ کرنے سے عقول حیران ہیں زبانیں گنگ ہیں اس وصف سے پہلے جو ان کا احاطہ کرے یا ان تک پہنچے۔"

کسی کے تصور میں یہ خیال پیدا ہوسکتا ہے کہ شاید یہ ادب واحترام اور تعظیم وتوقیر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات دنیوی کے ساتھ لازم ہے قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ اس شبہ کا ازالہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

واعلم ان حرمة النبي صلی اللہ علیہ وسلم بعد موته وتوقيره وتعظيمه لازم كما كان حال حياته وذلك عند ذكره وذكر حديثه وسنته وسماع اسمه وسيرته ومعاملة اله وعترته وتعظيم اهل بيته وصحابته

﴿شفا شریف صفحہ 259﴾

"جان کہ بے شک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر پردہ پوشی کے بعد بھی لازم ہے جیسے حالت دنیوی میں لازم تھی (اس لیے کہ حضور اب بھی زندہ ہیں) اور اسی طرح آپ کے ذکر کے وقت ذکر حدیث وسنت، نام پاک سنتے وقت، ذکر سیرت، آل وعترت کے معاملہ میں اہل بیت اور آپ کے صحابہ کی تعظیم بھی ضروری ہے"

فاضل اجل امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ:

اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ خیر کثیر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو علی سبیل الاستحقاق نہیں عطا فرمائی بلکہ اپنے فضل وکرم سے آپ کو خیر کثیر عطا کی۔

اما التفضل فانه نتيجة كرم الله وكرم الله غير متناه فيكون تفضله ايضا غير متناه فلما دل قوله اعطيناك على انه تفضل لا

استحقاق اشعر ذلك بالدوام والتزايد ابدا ﴿تفسیر کبیر جلد 11 صفحہ 312﴾

''بہر حال بطور فضل عطا کرنا کرم خداوندی کا نتیجہ ہے اور اللہ تعالیٰ کا کرم غیر متناہی ہے تو اس کا فضل بھی غیر متناہی ہو گا پس جب اللہ تعالیٰ کے قول اَعْطَيْنٰكَ نے اس بات پر دلالت کی کہ یہ عطیہ محبوب کے لیے تفضیلاً ہے نہ کہ استحقاقاً تو اس میں اشارہ ہے دوام اور ہمیشہ زیادہ ہونے کی طرف''

مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کی کوئی حد نہیں تو پھر اس نے اپنے محبوب کو جو عطیہ بطور فضل عطا فرمایا وہ ہمیشہ زیادہ ہوگا اور بڑھتا رہے گا تو ثابت یہ ہوا کہ حضور سید عالم ﷺ کے فضائل ومناقب اور خصائص وکمالات بھی اعداد وشمار سے باہر ہیں ان کا حصر نہیں کیا جا سکتا ہے۔

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ:

فضائل سید المرسلین کے متعلق رقم طراز ہیں:

اعلم ان تفصيل فضائله وتحصيل شمائله ﷺ شرف وكرم مما لا يحد ولا يحصى بل ولا يمكن ان يعد ويستقصى ﴿مرقاۃ شرح مشکوۃ جلد 10 صفحہ 419﴾

''یقین کرلو کہ حضور ﷺ کے فضائل کی تفصیل اور شمائل کی تحصیل ان چیزوں سے ہے جن کی حد اور شمار نہیں بلکہ یہ بھی ممکن نہیں کہ ان کا شمار ہو یا ان کی تہہ تک رسائی ہو سکے''

امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ:

اعلم ان من تمام الایمان به ﷺ الایمان بان الله تعالی جعل خلق

بدنه الشريف على وجه لم يظهر قبله ولا بعده خلق آدمي مثلهﷺ

﴿وسائل الوصول صفحه 59﴾

"جان تو کہ حضور ﷺ پر ایمان لانے کی تکمیل سے ہے کہ اس بات پر ایمان ہو اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے بدن مبارک کی تخلیق اس طرح فرمائی کہ آپ سے پہلے اور آپ کے بعد کسی آدمی کی خلقت اس طرح نہ ہوئی"

امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ:

اعلم ان كلما مال الى تعظيم رسول اللهﷺ لا ينبغي لاحد البحث فيه ولا المطالبة بدليل خاص فيه فان ذلك ادب فقل ماشئت في رسول اللهﷺ سبيل المدح لاحرج

﴿كشف الغمه كتاب النكاح جلد 2 صفحه 56﴾

"یقین کر کہ ہر (قول وفعل) چیز جو حضور ﷺ کی تعظیم کی طرف مائل ہو کسی کے لیے مناسب نہیں کہ وہ اس میں بحث کرے اور نہ ہی کسی خاص دلیل کا مطالبہ کرے کیونکہ یہ بے ادبی ہے پس تو جو چاہے حضور ﷺ کے حق میں بطریق مدح بیان کر اس میں کوئی حرج نہیں"

علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ:

فحقيقة فضله لا يدركها انسان وحسبك انهﷺ حبيب الرحمن ونتيجة جميع الاكوان فقل في حقه هو عبدالله ورسوله ثم لاحرج عليك مهما بالغت فلن تبلغ مايجب له عليه الصلوة والسلام من الاوصاف الحسان۔

﴿جواهر البحار جلد 1 صفحه 6﴾

"کوئی انسان حضور ﷺ کے فضل کی حقیقت کو نہیں پا سکتا تجھے اتنا ہی کافی ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے حبیب ہیں اور تمام مخلوق کا نتیجہ ہیں پس تو آپ ﷺ کو عبداللہ اور رسول اللہ کہنے کے بعد آپ کی تعریف میں جتنا بھی مبالغہ کرے تیرے لیے کوئی حرج نہیں کیونکہ تو ہرگز ان اوصاف حسنہ تک نہیں پہنچے گا جو حضور ﷺ کے لیے ثابت ہیں"

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ:

حضور اکرم سید عالم ﷺ کی ذات بابرکات، عالی صفات، منبع برکات اپنے تمام اخلاق و خصائل، صفات جمال و جلال میں اس قدر اعلیٰ و اشرف، اتم و اکمل، احسن و اجمل اور خوب روشن و اقویٰ ہیں جو حدودِ عدد اور حیطۂ ضبط و حصر سے باہر ہیں اور کمالات میں جو کچھ خزانہ قدرت اور مرتبہ امکان میں متصور ہے وہ تمام آپ کو حاصل ہیں اور تمام انبیاء و مرسلین آپ کے آفتاب کمال کے چاند اور انوار جمال کے مظاہر ہیں۔

﴿مدارج النبوت اردو جلد 1 صفحہ 58﴾

حضور سرور عالم ﷺ قائد المرسلین ہیں آپ کے فضائل و خصائل شمار نہیں کیے جا سکتے آپ کے مناقب و محاسن کی انتہا نہیں ہاں حضور کے ذکر سے ایمان کو حلاوت میسر آتی ہے اور آپ کا ذکر قلوب و اذہان کو نور عرفان سے منور کرتا ہے آپ قرب الٰہی کا وسیلہ ہیں اُخروی نجات کے لیے دامن مصطفیٰ ﷺ کا سہارا ضروری ہے اور دنیا کا کوئی بھی نظام چشمہ نبوت سے اکتساب کیے بغیر نہیں رہ سکتا ہے اُسے اپنی تر و تازگی کے لیے دروازہ نبوت پر ضرور دستک دینا پڑتی ہے۔

باب......6

مسئلہ توہینِ رسالت

حضور سید عالم ﷺ کے حق میں ہر مدح کم ہے اگرچہ تعریف کرنے والا مبالغہ کرے اللہ تعالیٰ نے حضور سرور عالم ﷺ کی تعریف فرمائی جس کے حضور ﷺ اہل تھے قیامت کے روز آپ کو لواء حمد عطا ہوگا اور شفاعت عظمیٰ بھی آپ کے لیے ہی ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں حضور سرور عالم ﷺ کی ذات اقدس کے متعلق نازیبا کلمات کہنے والوں یا ایسے کلمات جن سے اہانت اور تنقیص کا پہلو نکلتا ہو ان کے لیے عذاب مہین کی وعید شدید فرمائی ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

پہلی آیت کریمہ

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا ○ ﴿الاحزاب: 57﴾

"بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے"

بعض مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی ایذاء کو اپنی ایذا اقرار دیا جیسے حضور ﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا یہ بات حضور مکرم ﷺ کے مقام ومرتبہ اور آپ کے احترام پر دلالت کرتی ہے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ:

ان الذین یوذون رسول اللہ ﷺ وذکر اللہ لتعظیم الرسول کانّ

من آذی الرسول فقد آذی اللّٰہ۔ ﴿تفسیر مظهری جلد نمبر 7 صفحه 381﴾

''بے شک وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے رسول کو ایذا پہنچاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ذکر فقط رسول اللہ ﷺ کی عظمت کے اظہار کے لیے ہے یعنی جس نے رسول اللہ ﷺ کو ایذا دی گویا اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی''

یہ آیت کریمہ حضور نبی اکرم ﷺ کو ایذا دینے والے کے کفر پر دلالت کرتی ہے۔

پہلی دلیل

آیت کریمہ میں حضور ﷺ کو ایذا دینے والے کے لیے فرمایا لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ دنیا وآخرت کی لعنت قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لیے بیان فرمائی۔

اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِيْنَ وَاَعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا ۝ ﴿الاحزاب: 64﴾

''بے شک اللہ نے کافروں پر لعنت فرمائی اور ان کے لیے بھڑکتی آگ تیار کر رکھی ہے''

حضرت ہود علیہ السلام کی قوم نے جب کفر کیا اور اپنے نبی کی نافرمانی کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کافر قوم کے متعلق فرمایا۔

وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ...... ۝ ﴿ہود: 60﴾

''اور ان کے پیچھے لگی اس دنیا میں لعنت اور قیامت کے دن''

قوم فرعون جب اپنی ضد اور عناد سے بعض نہ آئی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مخالفت کی تو اللہ تعالیٰ ان کافروں کے لیے فرماتا ہے۔

وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهِ لَعْنَةً وَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ...... ۝ ﴿ہود: 99﴾

''اور ان کے پیچھے پڑی اس جہان میں لعنت اور قیامت کے دن''

جن لوگوں کے سینے نور ایمان سے خالی رہے بدبختی ان کا مقدر بنی اور وہ اس دنیا

سے حالت کفر میں رخصت ہوئے ان کے متعلق ارشاد ہوتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَھُمْ کُفَّارٌ اُولٰٓئِکَ عَلَیْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِکَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ﴿البقرہ:161﴾

"بے شک وہ جنہوں نے کفر کیا اور کافر ہی مرے ان پر لعنت ہے اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں سب کی"

دنیا و آخرت میں جن کے لیے اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے وہ کافر ہیں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذاء پہنچانے والے پر بھی دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے تو ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینے والا بھی کافر ہے۔

دوسری دلیل

آیت کریمہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینے والے کے لیے فرمایا واعدلھم عذابا مھینا قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لیے عذاب مہین کی وعید فرمائی

...... فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰی غَضَبٍ ط وَلِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابٌ مُّھِیْنٌ ﴿البقرہ: 90﴾

"تو غضب پر غضب کے سزاوار ہوئے اور کافروں کے لیے ذلت کا عذاب ہے"

2- وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَیَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ یُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِیْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّھِیْنٌ ﴿النساء:14﴾

"اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرتے اور اس کی کل حدوں سے بڑھ جائے اللہ اسے آگ میں داخل کرے گا جس میں ہمیشہ رہے گا اور اس کے لیے خواری کا عذاب ہے"

3- ......وَاَعْتَدْنَا لِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابًا مُّھِیْنًا ﴿النساء:37﴾

"اور کافروں کے لیے ہم نے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے"

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوٓا اَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ ؕ اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْٓا اِثْمًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ○ ﴿ال عمران:178﴾

"اور ہرگز کافر اس گمان میں نہ رہیں کہ جو ڈھیل ہم اُنہیں دیتے ہیں کچھ ان کے لیے بھلا ہے ہم تو اسی لیے انہیں ڈھیل دیتے ہیں کہ اور گناہ میں بڑھیں اور ان کے لیے ذلت کا عذاب ہے"

حضور سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذاء دینے والے کے لیے بھی عذاب مہین کی سزا ہے جو اسکے کفر کی بیّن دلیل ہے۔

امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

فرّق بين اذاهما واذى المومنين وفي اذى المومنين مادون القتل من الضرب والنكال فكان حكم موذى الله ونبيه اشدّ من ذلك وهو القتل ۔ ﴿الشفا صفحہ 372﴾

"اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اذیت اور مومنوں کی اذیت میں فرق کیا گیا مومنوں کو اذیت پہنچانے کی سزا قتل سے کم ہے جیسے درے مارنا اور جلا وطن کرنا پس اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دینے کی سزا اس سے شدید چاہیے اور وہ قتل ہے"

ابن تیمیہ:

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت، رضا اور اطاعت کو اپنی محبت، رضا اور اطاعت قرار دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت، اذیت اور نافرمانی کو اپنی مخالفت، اذیت اور نافرمانی قرار

دیا پس وہ شخص جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دے اس نے اللہ کو اذیت دی ایسا شخص مستحق لعنت ہے اور لعنت بعد رحمت پر دلالت کرتی ہے اور مومن اللہ کی رحمت سے دور نہیں ہوتا مگر کافر لہٰذا ایسا شخص قتل کیا جائے گا۔ ﴿الصارم المسلول صفحہ 52﴾

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ:

مَلْعُوْنِیْنَ اَیْنَمَا ثُقِفُوْا کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں

ملعونین مطرودین من باب اللہ وبابك واذا خرجوا لاینفکون عن المذلة ولا یجدون ملجا بل اینما یکونون یطلبون ویوخذون ویقتلون ۔ ﴿تفسیر کبیر جلد 9 صفحہ 187﴾

"لعنت کیے گئے دھتکارے گئے اللہ تعالیٰ کے دروازے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے سے جب وہ نکلیں تو ذلت سے نہ بچ پائیں گے اور نہ کوئی ٹھکانہ پائیں گے وہ جہاں بھی ہوں طلب کیے جائیں اور پکڑ کر قتل کیے جائیں"

دوسری آیت کریمہ

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ○ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ...... ﴿التوبۃ: 65-66﴾

"اور اے محبوب اگر تم ان سے پوچھو تو کہیں کہ ہم تو یونہی ہنسی کھیل میں تھے تم فرماؤ کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنستے ہو بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر"

یہ آیت کریمہ غزوہ تبوک کے موقع پر نازل ہوئی جب منافقین نے ایسی گفتگو کی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اذیت کا باعث تھی۔ امام سیوطی تفسیر درمنثور میں نقل کرتے ہیں کہ حضرت

مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ منافقین میں سے ایک آدمی نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں بتاتے ہیں کہ فلاں کی ناقہ فلاں دن فلاں وادی میں تھی کیا وہ اس طرح غیب جانتے ہیں تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی امام رازی تفسیر کبیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک کے لیے تشریف لے جا رہے تھے تو منافقین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کہا کہ اس شخص کا گمان ہے یہ روم کے محل اور قلعے فتح کرلے گا جب ان سے اس بابت پوچھا گیا تو انہوں نے کہا ہم تو مذاق کر رہے تھے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اس کے علاوہ بھی منافقین کی گفتگو ہے جو انہوں نے شان رسالت کے متعلق کی تو ثابت یہ ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے متعلق توہین آمیز کلمات کہنا اگرچہ وہ بطور مذاق ہی ہوں یہ کفر ہے اہل تفسیر بیان کرتے ہیں کہ ان کا کفر یہ تھا کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایسے کلمات کہے جو آپ کے شایان شان نہ تھے۔

وجہ استدلال:

قد کفرتم بعد ایمانکم یہ الفاظ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ ایذاء رسول صلی اللہ علیہ وسلم کفر ہے یعنی تمہارا کفر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دینے کی وجہ سے خوب ظاہر ہو گیا اور کفرتم سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کفر ہے۔

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ آیت منافقین کے متعلق نازل ہوئی جبکہ وہ پہلے ہی مومن نہ تھے تو پھر قد کفرتم بعد ایمانکم کا کیا معنی ہوگا۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اس کا جواب یوں بیان کرتے ہیں

قد کفرتم بعد ایمانکم یدل علی احکام ......الحکم الثالث یدل علی ان قولھم الذی صدر منھم کفر فی الحقیقۃ وان کانوا منافقین من قبل وان الکفر یمکن ان یتجدد من الکافر حالا فحالا

﴿تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 95-96﴾

''یہ آیت کریمہ چند احکام پر دلالت کرتی ہے۔ تیسرا حکم یہ ہے کہ ان کا قول جس کا ان سے صدور ہوا وہ حقیقت میں کفر ہے اگرچہ وہ اس سے پہلے بھی منافق تھے مگر ممکن ہے کہ کافر سے کفر مختلف اوقات میں تازہ ہوتا رہے''

قال الحسن: المراد كفرتم بعد ايمانكم الذى اظهرتموه وقال آخرون ظهر كفر كم للمومنين بعد ان كنتم عندهم مسلمين

﴿تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 96﴾

''حسن نے کہا کفر تم سے مراد یہ ہے کہ تم کافر ہو گئے اس ایمان کے بعد جس کا تم اظہار کرتے تھے اور بعض نے کہا کہ تم مومنین کے سامنے اسلام کا اظہار کرتے تھے اس بات کے بعد تمہارا کفر مومنین پر بھی ظاہر ہو گیا''

خلاصہ یہ ہوا کہ منافقین جو زبانی اسلام کا اظہار و اقرار کرتے تھے قد كفرتم بعد ايمانكم میں وہی زبانی اقرار مراد ہے کہ جس ایمان کا زبان سے اقرار کرتے رہے وہ بھی ختم ہو گیا اور منافقین کا کفر ظاہر اور واضح ہو گیا۔

علامہ ابن تیمیہ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

وهذا نص في ان الاستهزاء بالله وبآياته وبرسوله كفر فالسب المقصود بطريق الاولى وقد دلت هذه الآية على ان كل من تنقص رسول الله ﷺ جادا او هازلا فقد كفر ﴿الصارم المسلول صفحہ 46﴾

''اس مسئلہ میں یہ آیت نص ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کی آیات اور اس کے رسول ﷺ سے استہزاء کفر ہے اور گالی دینا تو بطریق اولی کفر ہے اور یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کی تنقیص کرے جان بوجھ کر یا بطور مذاق وہ کافر ہے''

صاحب تفسیر البحر المحیط اس آیت کی تشریح بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قد کفر تم اظہر تم الکفر بعد ایمانکم ای بعد اظہار ایمانکم لانھم کانوا یسرون الکفر فاظھروہ باستھزا ئھم ﴿البحر المحیط جلد 5 صفحہ 67﴾

"قد کفر تم تم نے اظہار کفر کیا بعد ایمانکم یعنی ایمان کو ظاہر کرنے کے بعد اس لیے کے وہ اپنے کفر کو چھپاتے تھے پس اس استہزاء کے ذریعے انہوں نے کفر کو ظاہر کر دیا"

تیسری آیت کریمہ

وَاِنْ نَّکَثُوْٓا اَیْمَانَھُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَھْدِھِمْ وَطَعَنُوْا فِیْ دِیْنِکُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْکُفْرِ اِنَّھُمْ لَآ اَیْمَانَ لَھُمْ لَعَلَّھُمْ یَنْتَھُوْنَ ﴿التوبة: 12﴾

"اور اگر عہد کر کے اپنی قسمیں توڑیں اور تمہارے دین پر منہ آئیں تو کفر کے سرغنوں سے لڑو بے شک ان کی قسمیں کچھ نہیں اس امید پر کہ شاید وہ باز آئیں"

اس آیت کریمہ میں یہ حکم دیا گیا ہے اگر کفار عہد و پیمان کرنے کے بعد تمہارے دین میں طعن کریں تو ان کا عہد ٹوٹ جائے گا اور ان سے قتال ضروری ہوگا جس سے قتال ضروری ہو وہ مباح الدم ہوتا ہے حضور نبی اکرم ﷺ کی ذات بابرکات مرکز دین اور جان ایمان ہے اگر کوئی عہد کرنے کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کی شان میں نازیبا کلمات کہے اور آپ کی ذات اقدس کے بارے میں طعن کرے تو اس آیت کریمہ کے مطابق وہ واجب القتل ہے۔

امام ابوبکر جصاص رحمۃ اللہ علیہ تفسیر احکام القرآن میں زیر آیت فرماتے ہیں:

وان اھل الذمۃ ممنوعون من اظھار الطعن فی دین المسلمین وھو یشھد لقول من یقول من الفقھاء ان من اظھر شتم النبی ﷺ من اھل الذمۃ فقد نقض عھدہ ووجب قتلہ

﴿احکام القرآن للجصاص جلد 3 صفحہ 128﴾

"بے شک ذمیوں کے لیے ممنوع ہے کہ وہ مسلمانوں کے دین میں طعن کریں اور یہی بات فقہاء کے اس قول کی بھی دلیل ہے کہ جس ذمی نے حضور اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کی اس کا عہد ختم ہو گیا اور وہ واجب القتل ہے مزید فرماتے ہیں"

ظاهر الآية يدل على ان من اظهر سبّ النبي ﷺ من اهل العهد فقد نقض عهده۔ ﴿احکام القرآن جلد 3 صفحہ 127﴾

"اس آیت سے بداھۃً یہ بات ثابت ہے کہ اگر کوئی ذمی حضور ﷺ کو سب وشتم کرے تو اس کا عہد ختم ہو جائے گا"

امام ابو عبداللہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ:

استدل بعض العلماء بهذه الآية على وجوب قتل كل من طعن في الدين اذ هو كافر وقال ابن المنذر اجمع عامة اهل العلم على ان من سبّ النبي ﷺ عليه القتل ﴿تفسیر قرطبی جلد 8 صفحہ 77﴾

"بعض علماء نے اس آیت سے ہر اس شخص کے قتل کے وجوب پر استدلال کیا جو دین (اسلام) میں طعن کرے اگرچہ وہ کافر ہو اور ابن منذر نے کہا اکثر اہل علم کا گستاخ رسول ﷺ کو قتل کرنے پر اتفاق ہے"

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ:

وان نكثوا ايمانهم الخ کی تفسیر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

وهو قول الاكثرين ان المراد نكثهم لعهد رسول الله ﷺ قال الزجاج هذه الآية توجب قتل الذمي اذا اظهر الطعن في الاسلام لان

عهده مشروط بان لا يطعن فان طعن فقد نكث ونقض عهد هم

﴿تفسير كبير جلد 5 صفحه535﴾

''اکثر علماء کا قول ہے کہ نکثو سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے عہد کو ختم کرنا ہے (یعنی اگر کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کرے) زجاج کہتے ہیں اگر ذمی دین میں طعن کرے تو یہ آیت اس کے قتل کو واجب کرتی ہے اس لیے کہ اس کا عہد مشروط تھا کہ وہ طعن نہیں کرے گا پس جب اس نے طعن کیا تو اپنے عہد کو ختم کر دیا''

علامہ ابن کثیر:

وطعنوافي دينكم اى عابوه وانتقصوه ومن ههنا اخذ قتل من سب الرسول صلوات الله وسلامه عليه اومن طعن فى دين الاسلام او ذكره بنقص

﴿تفسير ابن كثير جلد 2صفحه 350﴾

''وطعنوافي دينكم یعنی اگر وہ تمہارے دین میں عیب نکالیں یا اس میں نقص تلاش کریں (تو ان سے قتال ضروری ہے) اسی سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب وشتم کرنے والے اور دین اسلام میں طعن کرنے والے کے قتل کا حکم اخذ کیا گیا''

کوئی شخص حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے متعلق نازیبا کلمات کہے اور تنقیص رسالت کا مرتکب ہو تو ایسا شخص اگرچہ پہلے سے کافر ہی ہو اس کے بارے میں قتل کا حکم ہے کوئی مسلمان حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ایسے کلمات جو آپ کی شان کے خلاف ہیں ان کا تصور بھی نہیں کر سکتا لیکن اگر کوئی بد بخت دل میں کفر ونفاق چھپائے زبان سے اسلام کا اقرار کرتے ہوئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق نازیبا لفظ کہے تو وہ بھی کافر ہے اور واجب القتل ہے۔

چوتھی آیت کریمہ

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا

يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ○

﴿النساء:65﴾

"تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرما دو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں"

یہ آیت کریمہ اس امر کو واضح کرتی ہے کہ جو شخص حضور ﷺ کے فیصلے کو دل کی گہرائیوں سے تسلیم نہیں کرتا وہ مومن نہیں ایمان و کفر کے فرق کو واضح کرتے ہوئے یہ بتایا گیا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے ہر فیصلے کو دل و جان سے قبول کر لینے کو ایمان کہتے ہیں اور اس کے خلاف اپنے دل میں کسی قسم کا بغض رکھنا ہی کفر ہے اس آیت کریمہ کو شان نزول کے پس منظر میں دیکھنے سے مفہوم مزید واضح ہو جاتا ہے۔

ایک منافق اور ایک یہودی کا جھگڑا ہوا یہودی نے کہا میرے اور تمہارے درمیان ابوالقاسم ﷺ فیصلہ کریں گے منافق نے کہا: کعب بن اشرف فیصلہ کرے گا کیونکہ کعب بن اشرف بہت رشوت خور تھا یہودی اس مقدمہ میں حق پر تھا اور منافق باطل پر تھا اس لیے یہودی رسول اللہ ﷺ کے پاس اور منافق کعب بن اشرف کے پاس مقدمہ لے جانا چاہتا تھا یہودی نے اس بات پر اصرار کیا تو دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے رسول اللہ ﷺ نے یہودی کے حق میں فیصلہ کر دیا منافق اس فیصلہ سے راضی نہ ہوا اور کہا میرے اور تمہارے درمیان حضرت عمر رضی اللہ عنہ فیصلہ کریں گے جب وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو یہودی نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ اس کے حق میں فیصلہ کر چکے لیکن یہ شخص مانتا نہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس منافق سے پوچھا کیا ایسا ہی ہے اس نے کہا ہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ٹھہرو انتظار کرو میں ابھی آتا ہوں گھر گئے تلوار لے کر آئے اور منافق کا سر قلم کر دیا پھر اس منافق کے گھر والوں نے نبی کریم ﷺ

سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شکایت کی رسول ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے تفصیل معلوم کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اس نے آپ کے فیصلے کو مسترد کیا تھا اسی وقت جبریل امین علیہ السلام حاضر ہوئے اور کہا یہ فاروق رضی اللہ عنہ ہیں انہوں نے حق اور باطل کے درمیان فرق کیا نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم فاروق ہو۔ ﴿تفسیر کبیر، تفسیر ابن کثیر وغیرہ﴾

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اِس فیصلے سے یہ بات مترشح اور واضح ہوگئی کہ رسول اللہ ﷺ کے فیصلے کو تسلیم نہ کرنا بھی اہانت رسول ہے اور توہین رسول کے مرتکب شخص کی سزا وہی ہے جو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے تجویز فرمائی اور رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس فیصلے پر مہر تصدیق ثبت فرما کر اس کی توثیق فرمادی۔

شیخ اکبر ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ:

امام ابو عبداللہ قرطبی نے اسی آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے شیخ اکبر کا قول نقل کیا

قال ابن العربی وھو الصحیح فکل من اتھم رسول اللّٰہ ﷺ فی الحکم فھو کافر ﴿تفسیر قرطبی جلد 5 صفحہ 256﴾

''ابن عربی فرماتے ہیں صحیح یہ ہے کہ ہر وہ شخص جو رسول اللہ ﷺ کے فیصلے کے بعد غمگین ہو (یعنی دل میں بغض رکھے) وہ کافر ہے''

پانچویں آیت کریمہ

اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ۝ ﴿الحجر: 95﴾

''بے شک ان ہنسنے والوں پر ہم تمہیں کفایت کرتے ہیں''

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے فرمایا: آپ سے جو لوگ استہزاء کرتے ہیں آپ ان کی فکر مت کیجیے آپ کی مدد کے لیے اللہ تعالیٰ کافی ہے جو روسائے قریش حضور سید عالم ﷺ کی دل آزاری کا اکثر سبب بنتے تھے خالق کائنات نے انہیں

عبرت ناک انجام سے دوچار فرمایا اور وہ عذاب الٰہی میں گرفتار ہو کر واصل جہنم ہوئے۔

علامہ ابن کثیر اس آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

مرّ رسول اللّٰہ ﷺ فغمزہ بعضھم فجاء جبریل احسبہ قال فغمزھم فوقع فی اجسادھم کھیئۃ الطعنۃ فما توا (تفسیر ابن کثیر جلد 2 صفحہ 559)

''چنانچہ ایک دن رسول اللہ ﷺ راستے سے جا رہے تھے تو بعض مشرکین نے آپ ﷺ کو چھیڑا حضرت جبریل علیہ السلام نے آ کر کہا میں انہیں کافی ہوں اور انہیں چوکا مارا جس سے اُن کے جسموں میں ایسا ہو گیا جیسے نیزے کے زخم ہوں اسی میں وہ مر گئے''

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں۔

استہزاء کرنے والے یہ افراد تھے ولید بن مغیرہ، اسود بن عبد یغوث، اسود بن مطلب، حارث بن عیطل السھمی، عاص بن وائل جبریل امین آئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے بارے میں شکوہ فرمایا حضرت جبریل امین نے کہا مجھے وہ دکھایئے پس پہلے آپ نے جبریل کو ولید دکھایا تو انہوں نے اس کی رگ جاں کی طرف اشارہ کیا تو آپ نے فرمایا تو نے کیا کیا جبریل نے کہا میں نے اس کا کام تمام کر دیا پھر آپ نے جبریل امین علیہ السلام کو اسود بن مطلب دکھایا انہوں نے اس کی آنکھوں کی طرف اشارہ کیا پوچھا تو نے کیا کیا حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا میں نے اس کا کام تمام کر دیا پھر جبریل کو اسود بن عبد یغوث دکھایا تو انہوں نے اس کے سر کی طرف اشارہ کیا آپ نے پوچھا تو نے کیا کیا انہوں نے کہا میں نے اس کا کام تمام کر دیا پھر اسے حارث دکھایا تو انہوں نے اس کے پیٹ کی طرف اشارہ کیا پوچھا تو نے اس کو کیا کیا

جبریل امین نے کہا میں نے اس کا کام تمام کر دیا پھر آپ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو عاص بن وائل دکھایا تو انہوں نے اس کے پاؤں کے تلوے کی طرف اشارہ کیا آپ نے پوچھا تو نے اس کا کیا کیا انہوں نے کہا میں آپ کی طرف سے اس کے لیے کافی ہوں پس ولید خزاعہ کے ایک شخص کے پاس سے گزرا جو اپنا تیر تیز کر رہا تھا پس وہ تیر ولید کو رگ جان میں لگ گیا اور اس نے اسے کاٹ دیا اسود بن مطلب ایک درخت کے نیچے اترا اور اولاد کو پکار پکار کر کہہ رہا تھا کیا تم میرا دفاع نہیں کرو گے میں ہلاک ہو رہا ہوں اور میری آنکھوں میں کانٹے مارے جا رہے ہیں بیٹے کہتے ہمیں تو کچھ نظر نہیں آرہا اسی طرح چیختا چلاتا رہا حتی کہ اس کی آنکھیں ضائع ہو گئیں اسود بن عبد یغوث کے سر پر زخم آئے اور وہ ان کی وجہ سے مر گیا حارث کے پیٹ میں زرد پانی پڑ گیا تھا حتی کہ اس کا پیشاب پاخانہ اس کے منہ سے نکلتا تھا عاص بن وائل طائف کی طرف سوار ہو کر جا رہا تھا اس کو بھی پاؤں کے نیچے سے کسی تیز چیز کی نوک لگی تو اس نے اسے قتل کر دیا۔

﴿تفسیر الدر المنثور جلد 5 صفحہ 90﴾

ولید بن مغیرہ ان سب ایذا دینے والوں کا سرغنہ تھا جس نے ان سب کو ایذاء رسانی کے لیے جمع کیا یہ اسلام کا مکی دور تھا مسلمان بے بسی اور کسمپرسی کے حالات سے دوچار تھے اور ظلم وتشدد کے پہاڑ مسلمانوں پر گرائے جا رہے تھے ابھی جہاد کا حکم نازل نہیں ہوا تھا جب یہ اشخاص تضحیک اور اہانت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں بڑھنے لگے تو عذاب خداوندی کے مستحق ٹھہرے اور ہلاکت ان کا مقدر بن گئی۔

ان آیات طیبات سے یہ بات واضح ہو گئی کہ ہر وہ شخص جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات، دین، نسب یا آپ کی صفات میں سے کسی صفت پر طعن کیا یا وجوہ عیب میں سے کسی کے سبب آپ پر اعتراض کرتے ہوئے آپ کو اذیت پہنچائی آپ کے فیصلہ کرنے کے بعد اس نے اس فیصلے کو قبول کرنے سے انکار کیا چاہے اس کا یہ قول صراحتہً ہو یا کنایۃً تصریحاً ہو

یا اشارۃً ایسا شخص اہانت رسول کا مرتکب ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے ایسے آدمی پر اللہ تعالیٰ کی دنیا و آخرت میں لعنت ہے اور اس کے لیے آخرت میں عذاب مھین کی وعید شدید ہے اور یہ بات بھی مترشح ہوتی ہے کہ وہ شخص کوئی بھی ہو مباح الدم ہے اور واجب القتل ہے اس لیے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے جلیل القدر رسول ﷺ کی ذات اقدس کو تنقید کا نشانہ بنائے اسے دوسرے لوگوں کے لیے نشان عبرت بنا دینا ضروری ہے۔

بارگاہ نبوت کے فیصلے:

حضور سید عالم ﷺ نے جب مکہ میں اعلان نبوت فرمایا تو اس کے بعد ابتلاء و آزمائش کا سلسلہ شروع ہو گیا دین اسلام کی تبلیغ میں رکاوٹیں کھڑی کی گئیں جن لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی دعوت پر لبیک کہا کفار مکہ نے ان کی زندگی کو بھی اجیرن بنا دیا نبوت کے تیرھویں (13) سال حضور سید کائنات ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف لے آئے وہاں کے سازگار ماحول میں آپ نے سلطنت اسلامیہ کی بنیاد رکھی اور آپ نے وہاں ایک سلطنت کے بانی ہونے کی حیثیت سے تاریخ ساز فیصلے فرمائے جو قیامت تک ہمارے لیے مینارِ نور کی حیثیت رکھتے ہیں جو لوگ اہانت رسول ﷺ کے مرتکب ہوئے کائنات کے والی نے ان شاتمان رسول ﷺ کے متعلق بھی قرانی دستور کے مطابق فیصلے فرمائے اور وہ جس سزا کے مستحق تھے انہیں وہ سزا بھی ملی خود رسالت مآب ﷺ نے بھی شاتم رسول ﷺ کی سزا قتل مقرر فرمائی۔

ابو رافع کا قتل:

ابو رافع یہود کا سردار اور عرب کے مالدار لوگوں میں سے تھا غزوہ خندق کے لیے اس نے مشرکین مکہ کو اُبھارا اور ان کی مالی امداد بھی کی غطفان بھی اسی کے اکسانے پر آئے یہ حضور سید عالم ﷺ کی ہجو کر کے آپ کو تکلیف پہنچاتا تھا چنانچہ آپ نے اس کے قتل کا فیصلہ فرمایا۔

حضرت براء بن عازب فرماتے ہیں

بعث رسول اللّٰہ ﷺ الی ابی رافع الیھودی رجالا من الانصار و امّر علیھم عبداللّٰہ بن عتیك و کان ابو رافع یوذی رسول اللّٰہ ﷺ ویعین علیه

رسول اللہ ﷺ نے ابورافع یہودی کی جانب انصار کے کچھ لوگوں کو بھیجا اور ان پر عبداللہ بن عتیک کو امیر بنایا ابورافع رسول اللہ ﷺ کو ایذاء دیتا اور حضور کے مخالفین کی مدد کرتا تھا۔

وہ سرزمین حجاز میں اپنے ایک قلعہ میں رہتا تھا جب وہ لوگ اس کے قریب پہنچے تو سورج ڈوب چکا تھا اور لوگ اپنے مویشی لے کر آ چکے تھے عبداللہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا تم لوگ اپنی جگہ بیٹھو اور میں جا کر دربان سے کوئی حیلہ کرتا ہوں ہوسکتا ہے میں اندر داخل ہو جاؤں وہ آگے بڑھے یہاں تک کہ وہ دروازہ کے قریب پہنچ گئے اور اپنے آپ کو کپڑے میں اس طرح چھپایا گویا کہ وہ رفع حاجت کر رہے ہیں سب لوگ اندر داخل ہو چکے تھے دربان نے آواز دی اے اللہ کے بندے اگر تو اندر آنا چاہتا ہے تو آجا میں دروازہ بند کرنے جا رہا ہوں پس میں قلعہ کے اندر چلا گیا اور چھپ گیا جب لوگ اندر آ گئے تو دربان نے دروازہ بند کر کے چابیاں ایک کیل پر لٹکا دیں۔ (حضرت عبداللہ فرماتے ہیں) جب لوگ سو گئے میں نے ان کنجیوں کو لے لیا اور دروازہ کھولا ابورافع کے یہاں رات میں بات چیت کی جاتی تھی ابورافع اپنے بالا خانے میں تھا جب وہ بات چیت کرنے والے لوگ چلے گئے تو میں اوپر چڑھا اور جو دروازہ کھولتا اسے اندر سے بند کر لیتا تا کہ اگر لوگوں کو میرا علم ہو جائے تو بھی مجھ تک اس وقت تک نہ پہنچ پائیں جب تک میں اسے قتل نہ کرلوں میں ابورافع تک پہنچا وہ ایک تاریک کمرے میں اپنے اہل وعیال کے پاس سو رہا تھا مجھے اندازہ نہ ہوسکا کہ وہ کہاں ہے میں نے بلند آواز سے کہا ابورافع اس نے کہا یہ کون ہے؟ تو میں نے آواز کی طرف نشانہ

درست کر کے تلوار سے ضرب لگائی میں گھبرایا ہوا تھا میں کچھ نہیں کر سکا اور وہ چیخا میں کمرے سے باہر نکل آیا تھوڑی دیر رُکا رہا پھر اس کے پاس اندر گیا اور آواز بدل کر کہا یہ کیسی آواز ہے اے ابورافع اس نے کہا تیری ماں کے لیے خرابی ہو کچھ دیر پہلے ایک شخص نے گھر کے اندر مجھ پر تلوار سے حملہ کیا عبداللہ نے کہا اب میں نے اس کو پھر مارا جس سے وہ زخمی ہو گیا لیکن وہ مرا نہیں پھر میں نے تلوار کی نوک اس کے پیٹ پر رکھ کر دبائی جو اس کی پیٹھ تک پہنچ گئی اب مجھے یقین ہوا کہ میں نے اسے قتل کر دیا ہے اب میں ایک ایک دروازہ کھولتا جاتا یہاں تک کہ میں سیڑھی تک پہنچ گیا میں نے اپنا پاؤں رکھا میں سمجھا میں زمین تک پہنچ گیا ہوں میں گر پڑا چاندنی رات تھی میری پنڈلی ٹوٹ گئی جس کو میں نے عمامہ سے باندھا پھر چلا یہاں تک کہ دروازے پر آ کر بیٹھ گیا اور اپنے دل میں سوچا آج رات اس وقت تک نہیں نکلوں گا جب تک یہ معلوم نہ کرلوں کہ میں نے اسے قتل کر دیا ہے جب مرغ بولا تو قلعہ کی دیوار پر ایک پکارنے والے نے اعلان کیا کہ میں اہل حجاز کے تاجر ابورافع کی موت کا اعلان کرتا ہوں اب میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور میں نے کہا نجات حاصل ہوئی اللہ نے ابورافع کو قتل کر دیا چنانچہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور قصہ بیان کیا آپ نے فرمایا اپنا پاؤں پھیلا میں نے پاؤں پھیلایا حضور ﷺ نے اس پر اپنا دست مبارک پھیرا تو وہ ایسے ہو گیا گویا اس میں کبھی کوئی تکلیف نہیں تھی۔ ﴿بخاری کتاب المغازی جلد 2 صفحہ 577﴾

ابورافع جب اہانت رسول کا مرتکب ہوا تو رسول کائنات ﷺ نے اس کے قتل کا فیصلہ فرمایا اور صحابہ کرام کو اس کے قتل کے لیے بھیجا علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

جو از الا غتیال علی من اعان علی رسول اللہ ﷺ بید او مال او رأی و کان ابورافع یعادی رسول اللہ ﷺ و یولب الناس علیه

﴿عمدۃ القاری جلد 14 صفحہ 378﴾

"جو شخص اپنی رائے مال اور ہاتھ سے رسول اللہ ﷺ کے خلاف مدد کرے (یہ حدیث) اس کے قتل کے جواز پر دلیل ہے ابو رافع رسول اللہ ﷺ کا دشمن تھا اور لوگوں کو بھی اس دشمنی پر اُبھارتا تھا"

گستاخِ رسول کا قتل:

ایک شخص رسول اللہ ﷺ کو سب و شتم کیا کرتا تھا آپ ﷺ نے فرمایا مَنْ یَّکْفِیْنِیْ عَدُوِّیْ میرے دشمن کی خبر کون لے گا حضرت خالد نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں حاضر ہوں تو نبی کریم ﷺ نے انہیں بھیجا اور حضرت خالد نے اس شخص کو قتل کر دیا۔ ﴿شفا شریف صفحہ 373﴾

ابن خطل کا قتل:

ابن خطل پہلے مسلمان ہو کر مدینہ طیبہ حاضر ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے زکوٰۃ کی وصولی کیلئے بھیجا اس کے ساتھ ایک خادم تھا ایک جگہ انہوں نے پڑاؤ کیا تو ابن خطل نے کہا بکرا ذبح کر کے کھانا تیار کرو اور خود سو گیا وہ خادم بھی سو گیا ابن خطل جاگا تو دیکھا کہ خادم نے کھانا تیار نہیں کیا تو اسے قتل کر دیا اور خود مرتد ہو کر مشرکین مکہ کے پاس چلا گیا وہاں اس نے لونڈیاں رکھیں جو حضور ﷺ کی ہجو میں وہ اشعار جو ابن خطل کہتا تھا گاتی تھیں ابن خطل کے تین جرم تھے۔

1- ناحق قتل 2- ارتداد 3- رسول اللہ ﷺ کی اہانت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

انّ رسول اللّٰہ ﷺ دخل عام الفتح وعلی رأسه المغفر فلما نزعه جاءہ رجل فقال انّ ابن خطل متعلق باستار الکعبة فقال اقتلوہ

﴿بخاری شریف ابواب العمرۃ جلد 1 صفحہ 249﴾

جب رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے سال (مکہ میں) داخل ہوئے اور حضور ﷺ کے سر اقدس پر خود تھا جب اس کو اتارا تو ایک صاحب حاضر ہوئے اور عرض کیا ابن خطل کعبہ کے پردوں میں چھپا ہوا ہے فرمایا اسے قتل کر دو

اس کے بعد اسے کعبے کے پردوں سے گھسیٹ کر زمزم اور مقام ابراہیم کے درمیان قتل کر دیا گیا اس کے قتل کی سعادت حاصل کرنے والوں میں حضرت زبیر بن عوام حضرت عمار بن یاسر، حضرت ابو برزہ اسلمی، حضرت سعید بن حویرث کا نام آتا ہے۔

گستاخِ رسول اُم ولد کا قتل

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

انّ اعمی کانت له ام ولد تشتم النبیّ ﷺ وتقع فیه فینهاها فلا تنتهی ویزجرها فلا تنزجر قال فلما کانت ذات لیلة جعلت تقع فی النبی ﷺ و تشتمه فاخذ المغول فوضعه فی بطنها واتکأ علیها فقتلها فوقع بین رجلیها طفل فلطخت ماهناك بالدّم فلما اصبح ذکر ذلك للنبی ﷺ فجمع الناس فقال انشد الله رجلا فعل مافعل لی علیه حق الاقام قال فقام الاعمی یتخطّی الناس وهو یتزلزل حتی قعد بین یدی النبیّ ﷺ فقال یا رسول الله انا صاحبها کانت تشتمك وتقع فیك فانها هافلا تنتهی وازجرها فلا تنزجر ولی منها ابنان مثل اللؤلؤتین وکانت بی رفیقة فلمّا کان البارحة جعلت تشتمك وتقع فیك فاخذت المغول فو ضعته فی بطنها واتکات علیها حتّی قتلتها فقال النبی ﷺ الا اشهدوا انّ دمها هدر

﴿ابو داؤد شریف کتاب الحدود جلد 2 صفحہ 251﴾

"ایک نابینا شخص کی ام ولد لونڈی تھی وہ نبی کریم ﷺ کو گالیاں دیتی تھی وہ اسے منع کرتے مگر وہ باز نہ آتی وہ اسے ڈانٹتے مگر وہ نہ رُکتی ایک رات وہ نبی

کریم ﷺ کی بدگوئی کرنے لگی تو اس نے ایک برچھا لے کر اس کے پیٹ پر رکھ کر اس پر اپنا بوجھ ڈال دیا اور اس طرح اسے قتل کر ڈالا اس لونڈی کے پاؤں میں ایک چھوٹا بچہ آ گیا اور اس نے اس جگہ کو خون سے لت پت کر دیا صبح اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ کے پاس کیا گیا اور لوگ اکھٹے ہو گئے تو آپ نے فرمایا میں اس آدمی کو اللہ کی قسم دیتا ہوں جس نے یہ کام کیا ہے اور میرا اس پر حق ہے کہ وہ کھڑا ہو جائے پس وہ نابینا شخص کھڑا ہو گیا اور لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا اضطراب کی کیفیت میں آیا اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا اور کہا یا رسول اللہ ﷺ میں اس کا قاتل ہوں یہ آپ کو برا بھلا کہتی میں اس کو منع کرتا مگر باز نہ آتی تھی میں اسے ڈانتا مگر وہ اس کی پرواہ نہ کرتی اس کے بطن سے میرے دو موتیوں جیسے بچے بھی ہیں وہ میری رفیقہ حیات تھی گزشتہ رات جب وہ آپ کو گالیاں دینے لگی اور برا بھلا کہنے لگی تو میں نے چھرا لیا اس کے پیٹ میں رکھ کر زور سے دبایا یہاں تک کہ وہ مر گئی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا خبردار گواہ ہو جاؤ اس لونڈی کا خون ضائع ہے"

یہودیہ عورت کا قتل: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ان یہودیۃ کانت تشتم النبی ﷺ وتقع فیہ فخنقھا رجل حتی ماتت فابطل رسول اللہ دمھا ﴿ابوداؤد جلد 2صفحہ 252﴾

"ایک یہودی عورت نبی پاک ﷺ کو گالیاں دیا کرتی تھی اور آپ کے بارے نازیبا کلمات کہتی تھی تو ایک آدمی نے اس کا گلا گھونٹ دیا حتی کہ وہ مر گئی تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا خون رائیگاں قرار دے دیا"

امام ابوداؤد رحمہ اللہ علیہ اپنی سنن میں یہ دونوں حدیثیں باب الحکم فیمن سب النبی ﷺ کے تحت لائے جس سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ گستاخ رسول کی سزا قتل ہے۔

حویرث بن نقیذ کا قتل:

واما الحویرث بن نقیذ فانه كان یوذی النبی ﷺ فاھدر دمه فبینا ھو فی منزله یوم الفتح قد اغلق علیه واقبل علیؓ یسأل عنه فقیل ھو فی البادیة فاخبر الحویرث انه یطلب وتنحّٰی علیؓ علی بابه فخرج الحویرث یرید ان یھرب من بیت الی بیت آخر فتلقاہ علیؓ فضرب عنقه ﴿الصارم المسلول صفحه 128﴾

”حویرث بن نقیذ رسول اللہ ﷺ کو ایذاء دیتا تھا آپ نے اس کے خون کو ضائع قرار دیا یوم فتح کو اپنے گھر میں چھپ کر اس نے دروازہ بند کر لیا حضرت علیؓ نے آ کر اس کے بارے میں پوچھا تو کہا گیا وہ گاؤں میں ہے پس حویرث کو بتایا گیا کہ تجھے تلاش کیا جا رہا ہے حضرت علیؓ دروازہ کے ساتھ ہو کر کھڑے ہو گئے حویرث ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف بھاگنے کے ارادے سے نکلا حضرت علیؓ نے اسے پکڑ کر اس کی گردن مار دی“

مشرک گستاخِ رسول کا قتل:

عن عبداللّٰه بن عباس انّ رجلا من المشرکین شتم رسول اللّٰه ﷺ فقال رسول اللّٰه ﷺ من یکفینی عدوی؟ فقام الزبیر بن العوام فقال انا فبارزہ فاعطاہ رسول اللّٰه ﷺ سلبه

﴿الصارم المسلول صفحه 133﴾

''حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مشرکین سے ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کو سب وشتم کرتا تھا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے دشمن کی خبر کون لے گا حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کی میں حاضر ہوں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کر دیا تو رسول ﷺ نے اس کا سامان حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو عطا فرما دیا''

ابوجہل کا عبرت ناک انجام: حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

بینا انا واقف فی الصف یوم بدر نظرت عن یمینی وعن شمالی فاذا انا بغلامین من الانصار حدیثۃ اسنانھما تمنیت ان اکون بین اضلع منھما فغمزنی احدھما فقال یاعم ھل تعرف اباجھل قلت نعم ماحا جتك الیه یا ابن اخی قال اخبرت انه یسب رسول اللہ ﷺ والذی نفسی بیدہ لئن رایتہ لا یفارق سوادی سوادہ حتی یموت الاعجل منا فتعجبت لذلك فغمزنی الآخر فقال لی مثلھا فلم انشب ان نظرت الی ابی جھل یجعل فی الناس فقلت الا ان ھذا صاحبکما الذی سالتمانی عنه فابتدراہ بسیفیھما فضرباہ حتی قتلاہ ثم انصرفاالی رسول اللہ ﷺ فاخبراہ فقال ایکما قتله قال کل واحد منھما انا قتلته فقال ھل مسحتما سیفیکما قالا لا فنظرفی السیفین فقال کلاکما قتله ﴿بخاری کتاب الجهاد جلد 1 صفحہ 444﴾

''بدر کے دن میں صف میں کھڑا تھا میں نے اپنے دائیں بائیں دیکھا میرے دونوں جانب انصار کے دو کمسن بچے تھے مجھے آرزو ہوئی کہ کاش میں ان سے زیادہ طاقت ور کے درمیان ہوتا میں یہ سوچ رہا تھا کہ ایک نے

مجھے دبایا اور پوچھا اے چچا آپ ابوجہل کو پہچانتے ہیں میں نے کہا ہاں اب میں نے پوچھا تمہیں اس کی کیا حاجت ہے اے بھتیجے؟ اس نے کہا مجھے بتایا گیا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے نازیبا الفاظ کہتا ہے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر میں اسے دیکھ لوں گا تو اس سے اس وقت تک جدا نہ ہوں گا جب تک وہ مر نہ جائے جس کی موت ہم میں پہلے ہے میں نے اس پر تعجب کیا اب دوسرے نے مجھے دبایا اور وہی بات کہی تھوڑی دیر کے بعد میں نے ابوجہل کو دیکھا کہ لوگوں کے درمیان تیزی سے آ جا رہا ہے میں نے ان دونوں بچوں سے کہا دیکھو یہ وہ ہے جس کے بارے میں تم نے مجھ سے پوچھا تھا یہ سنتے ہی دونوں اپنی تلواروں کے ساتھ اس پر جھپٹے اور اسے مار کر قتل کر دیا پھر لوٹ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور کو بتایا دریافت فرمایا تم میں سے کس نے اسے قتل کیا ہے ان دونوں نے کہا میں نے اسے قتل کیا ہے دریافت فرمایا کیا اپنی تلواریں صاف کر لیں دونوں نے عرض کیا نہیں اب حضور نے دونوں کی تلواریں ملاحظہ فرمائیں اور ارشاد فرمایا تم دونوں نے اسے قتل کیا"

ابوجہل کا نام عمرو بن ہشام ہے یہ بنی مخزوم کا سردار تھا جنگ بدر میں کفار کا سپہ سالار تھا عہد جاہلیت میں اس کی کنیت ابوالحکم تھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوجہل رکھی وہ اسی سے جانا جاتا ہے اسے اس اُمت کا فرعون بھی کہا جاتا ہے اور دونوں نوجوانوں نے اسے قتل کرنے کی وجہ یہ بیان فرمائی انہ یسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے معلوم ہوا کہ سلطنت مدینہ میں یہ مسئلہ معروف و مشہور تھا کہ اہانت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نا قابل معافی جرم ہے اور تنقیص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مجرم کی سزا قتل ہے اور ابوجہل بھی اسی انجام سے دوچار ہوا طبرانی میں ہے کہ

ابوجہل کے قتل سے آپ خوش ہوئے اور سجدہ شکرادا فرمایا۔

کعب بن اشرف کا قتل:

کعب بن اشرف ایک جاگیردار اور متعصب یہودی تھا اسلام سے سخت دشمنی رکھتا تھا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کیا کرتا تھا فتح بدر کی خبر جب مدینہ طیبہ پہنچی تو اسے بڑا رنج ہوا سردار ان کفار کی ہلاکت کا پتہ چلنے پر کہنے لگا کہ آج کے دن زمین پر رہنے سے زمین کے اندر چلے جانا زیادہ بہتر ہے یعنی مرجانا زندہ رہنے سے اچھا ہے پھر وہ مکہ گیا تو اہل مکہ نے کعب سے پوچھا کہ ہمارا دین بہتر ہے یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اس نے جواب دیا کہ تمہارا دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین سے بہتر ہے (العیاذ باللہ) چونکہ اس نے ایذاء رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جرم کا ارتکاب کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قتل کا حکم ارشاد فرمایا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لکعب بن الاشرف فانه قد آذی اللّٰه ورسوله فقام محمد بن مسلمة فقال یا رسول اللّٰه اتحب ان اقتله قال نعم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کعب بن اشرف کا کام کون تمام کرے گا اس نے اللہ اور اس کے رسول کو تکلیف دی اس پر محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ کو پسند ہے کہ میں اسے قتل کردوں؟ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے۔

محمد بن مسلمہ نے عرض کی پھر آپ مجھے کچھ کہنے کی اجازت عطا فرمائیں (یعنی ایسے ذومعنی الفاظ جنہیں سن کر وہ خوش ہو) آپ نے فرمایا اجازت ہے حضرت محمد بن مسلمہ کعب بن اشرف کے پاس آئے اور اسے کہا کہ یہ شخص (یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم) ہم سے صدقہ مانگتا ہے اور اس نے ہمیں تھکا دیا ہے اس لیے میں تم سے قرض لینے آیا ہوں کعب نے جواباً کہا

اللہ کی قسم ابھی اور بھی اُکتا جاؤ گے محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا چونکہ ہم نے اس کی اتباع کر لی ہے جب تک ہم انجام نہ دیکھ لیں انہیں چھوڑنا مناسب نہیں میں تم سے ایک دو وسق قرض لینے آیا ہوں کعب نے کہا کوئی چیز میرے پاس گروی رکھ دو محمد بن مسلمہ نے کہا تمھارا کیا چیز گروی رکھنے کا ارادہ ہے کعب نے کہا اپنی عورتوں کو گروی رکھ دو تو انہوں نے کہا تم عرب کے خوب صورت نوجوان ہو ہم تمہارے پاس اپنی عورتیں کیسے گروی رکھ سکتے ہیں کعب نے کہا پھر اپنے بیٹے گروی رکھ دو محمد بن مسلمہ نے کہا ہم اپنے بیٹے کیسے گروی رکھ سکتے ہیں کل انہیں ہر کوئی گالی دے گا انہیں ایک یا دو وسق غلے کے عوض گروی رکھا گیا یہ ہمارے لیے عار کی بات ہوگی ہم آپ کے پاس اسلحہ گروی رکھ سکتے ہیں کعب راضی ہو گیا محمد بن مسلمہ دوبارہ آنے کا کہہ کر چلے گئے پس وہ رات کو ابو نائلہ کے ساتھ آئے جو کعب کا رضاعی بھائی تھا اور قلعے کے پاس آ کر اسے بلایا وہ ان کی طرف آنے لگا تو اس کی بیوی نے پوچھا اس وقت کہاں جا رہے ہو تو اس نے کہا یہ محمد بن مسلمہ اور میرا بھائی نائلہ ہیں وہ کہنے لگی مجھے تو آواز ایسے لگی گویا اس سے خون ٹپک رہا ہے کعب نے کہا یہ محمد بن مسلمہ اور میرے بھائی ابو نائلہ ہیں اگر شریف آدمی کو رات کے وقت بھی نیزہ بازی کے لیے بلایا جائے تو وہ تیار ہو جاتا ہے محمد بن مسلمہ اور ابو نائلہ کے ہمراہ ابو عبس بن جبر، حارث بن اوس اور عباد بن بشر بھی تھے محمد بن مسلمہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا جب کعب آئے تو میں اس کے بال ہاتھ میں لے کر سونگھنے لگوں گا جب تم دیکھو میں نے مضبوطی سے اسے پکڑ لیا ہے تو تم اسے قتل کر دینا اور پہلے ایک بار میں اس طرح کروں گا پھر تم اس خوشبو کو سونگھنا کعب ان کے پاس چادر اوڑھ کر آیا اور اس کا جسم خوشبو سے معطر تھا محمد بن مسلمہ نے کہا میں نے آج سے زیادہ عمدہ خوشبو کبھی نہیں سونگھی کعب نے کہا میرے پاس وہ عورت ہے جو ہمہ وقت خوشبو سے معطر رہتی ہے اور عرب کی حسین وجمیل عورت ہے حضرت محمد بن مسلمہ نے کہا کیا میں آپ کے سر کی خوشبو سونگھ

سکتا ہوں کعب نے کہا ہاں حضرت محمد بن مسلمہ نے اسے سونگھا پھر آپ کے ساتھیوں نے بھی اس خوشبو کو سونگھا حضرت محمد بن مسلمہ نے کہا دوبارہ اجازت ہے اس نے کہا ہاں پھر جب حضرت محمد بن مسلمہ نے اسے قابو کر لیا تو آپ کے دوسرے ساتھیوں نے کعب بن اشرف کو قتل کر دیا پھر انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس واقعہ کی خبر دی۔

﴿بخاری شریف کتاب المغازی جلد 2 صفحہ 576﴾

علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث پاک کے ضمن میں لکھتے ہیں

کعب بن الاشرف الیهودی القرظی الشاعر کان یهجو النبی صلی اللہ علیہ وسلم والمسلمین ویظاهر علیهم الکفار ولما اصاب المشرکین یوم بدر ما اصابهم اشتد علیهم و کان یبکی علی قتلی بدرو ینشد الاشعار

﴿عمدۃ القاری جلد 17 صفحہ 176﴾

"کعب بن اشرف یہودی شاعر تھا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کیا کرتا تھا اور مسلمانوں کے خلاف کفار کی مدد کرتا جب بدر کے دن کفار کو بہت بڑی شکست ہوئی تو یہ کفار مقتولین بدر پر رویا اور ان کے لیے مرثیہ لکھا"

گستاخِ رسول پر حملہ آور کی شہادت:

عن حسان بن عطیة قال بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیشا فیهم عبداللہ بن رواحة وجابر، فلما صافّوا المشرکین اقبل رجل منهم یسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقام رجل من المسلمین فقال انا فلان ابن فلان، وامی فلانة فسبّنی وسبّ امی و کف عن سبّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلم یزده الا اغراء فاعاد مثل ذلك و عاد الرجل مثل ذلك فقال فی

الثالثة لئن عدت لا رحلنك بسيفي فعاد فحمل عليه الرجل فولىٰ مدبرا فاتبعه الرجل حتى خرق صف المشركين فضربه بسيفه واحاط به المشركون فقتلوه فقال رسول الله ﷺ اعجبتم من رجل نصر الله ورسوله ﴿الصارم المسلول صفحہ 133﴾

''حضرت حسان بن عطیہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر روانہ کیا جس میں حضرت عبداللہ بن رواحہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے جب صف آرائی ہوئی تو مشرکین میں سے ایک آدمی نے آگے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا تو مسلمانوں میں سے ایک آدمی آگے بڑھا اور کہا میں فلاں بن فلاں ہوں اور میری ماں فلاں عورت ہے تو مجھے اور میری ماں کو گالی دے لے مگر رسول اللہ ﷺ کو برا بھلا کہنے سے اپنی زبان روک لے اس سے وہ کافر مشتعل ہو گیا اور پھر زبان درازی کرنے لگا مسلمان نے اپنے پہلے کلمات دہرائے پھر تیسری مرتبہ اس کافر کو کہا اگر اب تو نے زبان درازی کی تو میں تجھ پر تلوار سے حملہ کردوں گا اس نے پھر وہی بات کی تو وہ اس پر حملہ آور ہوا پس وہ مشرک پیچھے ہٹا مسلمان نے اس کا تعاقب کیا اور مشرکین کی صفوں کو چیرتے ہوئے اس پر تلوار سے وار کیا مشرکوں نے اس مسلمان کو گھیرے میں لے کر شہید کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تمہیں ایسے آدمی پر تعجب ہے جس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مدد کی''

گستاخِ رسول کو زمین نے قبول نہیں کیا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں

كان رجل نصراني فاسلم وقرأ البقرة وآل عمران فكان يكتب

لنبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فعاد نصرانیا فکان یقول ما یدری محمد
الا ما کتبت له فاماته اللہ فدفنوہ فاصبح وقد لفظته الارض
فقالو ھذا فعل محمد واصحابه لمّا ھرب منھم نبشوا عن صاحبنا
فالقوہ فحفر واله فاعمقوا له فی الارض ما استطاعوا فاصبح وقد
لفظته الارض فقالوا ھذا فعل محمد واصحابه نبشوا عن صاحبنا
لمّا ھرب منھم فالقوہ فحفروا له فاعمقوا له فی الارض ما استطا
عوا فاصبح وقد لفظته الارض فعلموا انه لیس من الناس فالقوہ

﴿بخاری شریف کتاب المناقب جلد 1 صفحہ 511﴾

"ایک نصرانی شخص مسلمان ہوا اس نے سورۃ بقرہ اور آل عمران کو پڑھا وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لکھتا تھا پھر وہ مرتد ہو کر نصرانی ہو گیا اور یہ کہتا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہی جانتے ہیں جو میں نے ان کے لیے لکھ دیا پھر وہ مر گیا اس کے آدمیوں نے اس کو دفن کیا صبح ہوئی تو لوگوں نے دیکھا کہ زمین نے اس کو پھینک دیا اس کے ساتھیوں نے کہا یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے اصحاب کا کام ہے یہ جب ان سے بھاگ آیا تو انہوں نے ہمارے ساتھی کی قبر کو اکھاڑ دیا اور اسے پھینک دیا اب پھر اس کے ساتھیوں نے اس کے لیے گڑھا کھودا اور خوب گہرا کیا پھر صبح کو دیکھا تو زمین نے اس کو پھینک دیا تھا اب پھر انہوں نے کہا یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کا کام ہے انہوں نے ہمارے ساتھی کی قبر کو اُکھاڑ کر اسے باہر پھینک دیا کیونکہ یہ ان سے بھاگ آیا تھا پھر اس کے لیے خوب گہرا گڑھا کھودا پھر صبح کو دیکھا کہ زمین نے اس کو پھینک دیا ہے اب وہ جان گئے کہ یہ انسانوں کا کام نہیں انہوں نے بھی اسے پھینک دیا"

یہ حضور ﷺ کا معجزہ تھا چونکہ وہ اسلام قبول کرنے کے بعد مرتد ہو گیا اور حضور سید عالم ﷺ کی ذات گرامی کے بارے میں دریدہ دہنی سے کام لیتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اسے عبرت بنادیا تاکہ مخالفین پر حجت قائم ہو اور دین اسلام کی صداقت کا اظہار ہو جائے۔

گستاخ عورت عصماء کا قتل:

مشہور سیرت نگار امام محمد بن سعد اس بدبخت عورت کے قتل کے بارے میں اپنی کتاب طبقات ابن سعد میں رقم طراز ہیں

كانت عصماء عند يزيد ابن زيد بن حصن الخطمي وكانت تعيب الاسلام وتوذي النبي ﷺ وتحرض عليه وتقول الشعر فجاءها عمير بن عدى في جوف الليل حتى دخل عليها بيتها وحولها نفر من ولدها نيام منهم من ترضعه في صدرها فحسها بيده وكان ضرير البصر ونحى الصبي عنها ووضع سيفه على صدرها حتى انفذه من ظهرها ثم صلى الصبح مع النبي ﷺ بالمدينة فقال له رسول الله ﷺ اقتلت ابنة مروان؟ قال نعم فهل علىّ في ذلك من شي؟ فقال لا ينتطح فيها عنزان فكانت هذه الكلمة اول ماسمعت من رسول الله ﷺ عمير البصير

﴿طبقات ابن سعد جلد 2 صفحہ 27﴾

"عصماء یزید بن زید بن حصن الخطمی کے پاس تھی اسلام میں عیب نکالتی نبی کریم ﷺ کی ہجو کرتی آپ کی مخالفت پر برانگیختہ کرتی اور شعر کہتی تھی عمیر بن عدی رضی اللہ عنہ رات کے وقت آئے اور مکان میں داخل ہو کر اس کے پاس آئے عصماء کے ارد گرد اس

کے بچوں کی ایک جماعت سورہی تھی اس کے پاس چھوٹا دودھ پینے والا بچہ سورہا تھا حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نابینا تھے ہاتھ سے ٹٹول کر بچے کو ماں سے علیحدہ کیا تلوار اس کے سینے پر رکھ دی جو جسم کے پار ہوگئی حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے صبح کی نماز مدینہ طیبہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا تم نے دختر مروان کو قتل کر دیا؟ انہوں نے عرض کی ہاں کیا اس بارے میں میرے ذمہ کچھ اور ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں اس کے بارے میں دو (02) بھیڑیں بھی نہ لڑیں گی یہ کلمہ وہ تھا جو سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عمیر بصیر (بینا) رکھا"

گستاخِ رسول ابوعفک یہودی کا قتل:

ابوعفک یہودی کے قتل کا واقعہ بیان کرتے ہوئے ابن سعد لکھتے ہیں:

کان ابو عفك من بني عمرو بن عوف شيخا كبيرا قد بلغ عشرين ومائة سنة و كان يهوديا و كان يحرض على رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال سالم بن عمير وهو احد البكائين وقد شهد بدرا عليّ نذر ان اقتل اباعفك اواموت دونه فامهل يطلب له غرة حتى كانت ليلة صائفة فنام ابو عفك بالفناء وعلم به سالم بن عمير فاقبل فوضع السيف على كبده ثم اعتمد عليه حتى خش في الفراش وصاح عدوالله فثاب اليه نا س ممن هم على قوله فادخلوه منزله وقبروه

﴿طبقات ابن سعد جلد 2 صفحہ 28﴾

"ابوعفک عمرو بن عوف سے ایک سو بیس (120) سال کا بوڑھا شخص تھا یہودی تھا لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت پر برانگیختہ کرتا اور شعر کہا کرتا تھا

حضرت سالم بن عمیر ﷜ نے جو بکثرت رونے والوں میں سے تھے اور بدر میں حاضر ہوئے تھے کہا کہ مجھ پر یہ نذر ہے میں ابو عفک کو قتل کروں گا یا اس کے لیے مر جاؤں گا وہ ٹھہرے ہوئے اس کی غفلت کے انتظار میں تھے یہاں تک کہ گرمی کی ایک رات کو ابو عفک میدان میں سویا سالم بن عمیر ﷜ کو اس کا علم ہو گیا وہ آئے اور تلوار اس کے جگر پر رکھ دی پھر اسے دبا کر کھڑے ہو گئے یہاں تک وہ بستر میں گھس گئی اللہ کا دشمن چیخا تو اس کے ماننے والے دوڑ کر آئے پس وہ اسے اٹھا کر اس کے گھر لے گئے اور اس کی لاش کو دفن کر دیا"

گستاخ رسول عتیبہ کا انجام:

ابولہب کے بیٹوں کا نام عتبہ اور عتیبہ تھا اعلان نبوت سے پہلے حضور ﷺ کی دو (02) صاحبزادیوں کا رشتہ ان سے طے ہوا مگر جب سورہ لہب نازل ہوئی تو ابولہب کے کہنے سے یہ رشتہ ختم ہو گیا عتیبہ اپنے باپ کی طرح بدزبان تھا اور شام کے سفر پر جانے سے پہلے اس نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے دریدہ دہنی کی تو سرکار نے دعائے غضب فرمائی اور شام کے راستے میں ہی یہ اپنے انجام کو پہنچا امام ابو نعیم دلائل النبوۃ میں فرماتے ہیں۔

واما عتيبة فانه طلقها واتی رسول اللہ ﷺ وكان يريد الخروج الی الشام فقال اللهم سلط عليه كلبا من كلابك فنزلوا حوران فطرقهم الاسد فتخطی الی عتيبة من بين اصحابه فقتله

﴿دلائل النبوۃ جلد 2 صفحہ 613﴾

"اور عتیبہ پس اس نے حضور کی صاحبزادی سے رشتہ ختم کیا اور جب اس نے ملک شام کے لیے سفر کا ارادہ کیا تو رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا (اور

بدکلامی کی) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ اس پر اپنے درندوں میں سے کوئی درندہ مسلط فرما وہ مقام حوران پر اترے (یہ شیروں کی آماجگاہ تھی) رات کے وقت ایک شیر ان کے پاس آیا اور عتیبہ کو اس کے ساتھیوں سے پھاند کر قتل کر دیا"

عبداللہ بن ابی سرح:

حضرت مصعب بن سعد حضرت سعد سے روایت بیان کرتے ہیں:

لمّا کان یوم فتح مکة اختبا عبداللّٰہ بن سعد بن ابی سرح عند عثمان ابن عفان فجاء بہ حتی اوقفہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللّٰہ بایع عبداللّٰہ فرفع راسہ فنظر الیہ ثلاثا کل ذلك یأبیٰ فبایعہ بعد ثلاث ثم اقبل علی اصحابہ فقال اما کان فیکم رجل رشید یقوم الی ھذا حین رأنی کففت یدی عن بیعتہ فیقتلہ فقالوا ماندری یارسول اللّٰہ مافی نفسك الاّ اومات الینا بعینك قال انہ لاینبغی لنبیّ ان تکون لہ خائنة الاعین ﴿ابو داؤد جلد 2 صفحہ 251﴾

"جب فتح مکہ کا دن آیا تو عبداللہ بن سعد بن ابی سرح سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس چھپ گیا پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اسے لے آئے حتی کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لا کھڑا کیا اور درخواست کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ سے بیعت لے لیجیے آپ نے سر مبارک اُٹھا کر اس کی طرف دیکھا تین بار ایسے ہوا ہر مرتبہ آپ نے انکار فرمایا تیسری بار کے بعد آپ نے اس سے بیعت لے لی پھر اپنے صحابہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کیا تم میں کوئی سمجھ دار

آدمی نہیں تھا کہ جب میں نے اس کی بیعت لینے سے اپنا ہاتھ روک رکھا تھا تو وہ اس کی طرف اٹھتا اور اسے قتل کر دیتا؟ صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ہم نہیں جانتے تھے آپ کے جی میں کیا ہے آپ ہمیں اپنی آنکھ سے اشارہ فرما دیتے۔ آپ نے فرمایا کسی نبی کی یہ شان نہیں کہ اس کی آنکھ خیانت والی ہو"

1. اس حدیث شریف سے یہ بات معلوم ہوئی کہ حضور نبی کریم ﷺ کی رضا اس بات میں تھی کہ مرتد کے بارے میں قانون کے مطابق فیصلہ ہو یعنی اُسے قتل کر دیا جائے۔

2. جب اس نے بار بار معافی کا تقاضہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے حسن اخلاق کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کی معافی قبول کر لی اور شانِ نبوت کا اظہار کرتے ہوئے صحابہ کو فرمایا: نبی کی آنکھ خیانت والی نہیں ہوتی۔

3. اہانت رسول کے جرم کا ارتکاب کرنے کے بعد اگر کوئی شخص معافی کا مُتمنی ہو اور توبہ کرنا چاہتا ہو تو چونکہ معافی اور توبہ کا تعلق قلب و خیال کے ساتھ ہے تو دل کی حالت رسول اللہ ﷺ بخوبی جانتے ہیں جیسا کہ حدیث پاک میں ہے۔

فواللہ مایخفی علیّ خشوعکم ولا رکوعکم

یہاں خشوع سے مراد دل اور باطن کے حالات کا علم ہے جو رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا لہذا رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن سعد کی قلبی کیفیت کو معلوم کر کے اس سے بیعت لے لی۔

4. جب کوئی شخص کسی جرم کا ارتکاب کرے اس کا تعلق اگر حقوق العباد سے ہو جیسے کسی کا مال غصب کرنا تو جب تک وہ شخص جس کی مال پر ملکیت ہے اسے معاف نہ کرے اس وقت تک مجرم کو معافی نہیں دی جا سکتی تنقیص رسول ﷺ ایک ایسا جرم ہے جس کا تعلق رسول کریم ﷺ کے ساتھ ہے تو اُمت کے کسی فرد کو یہ کیسے علم ہوگا کہ سرکار دو عالم ﷺ نے

اسے معاف کر دیا ہے لہٰذا اب اہانت رسول اللہ ﷺ کے جرم کے مرتکب شخص کی سزا قتل مقرر ہے۔

جان عالم ﷺ کا حسن اخلاق:

حضور سید عالم ﷺ ساری کائنات سے زیادہ خلیق تھے اور آپ مجرمین کو فراخ دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے معاف فرما دیا کرتے تھے اپنے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل وحشی کو حضرت خبیب بن عدی کے قاتل عقبہ بن حارث کو اور ہندہ جس نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا کلیجہ چبانے کی کوشش کی آپ نے انہیں بھی معاف فرما دیا لیکن توہین رسول اللہ ﷺ کے جرم کا ارتکاب کرنے والوں کو سزا اس لیے دی تا کہ گستاخ رسول کے متعلق قانونی حکم واضح ہو جائے اور اُمت کو علم ہو کہ مقام رسالت ﷺ کیا ہے اور ناموس رسول ﷺ کا تحفظ کتنا ضروری اور اہم معاملہ ہے۔ ان فیصلوں پر مستشرقین اعتراضات کرتے ہیں اور خوب مبالغہ آرائی سے کام لیتے ہوئے اسے اسلام کی غیر منصفانہ کاروائی کا نام دیتے ہیں لیکن یہودیوں کی عہد شکنی، ان کی سازشیں اسلام کی روشنی کو ختم کرنے کے منصوبے ان کی نظروں سے اوجھل کیوں رہتے ہیں؟ کعب بن اشرف، ابو رافع اور اس جیسے دوسرے کافروں کی اسلام کے خلاف سازشیں تو مستشرقین کو نظر نہیں آتیں لیکن رسول کریم ﷺ کے معزز و معتبر فیصلے ان کی نظر میں ضرور کھٹکتے ہیں اہل دانش اسی کو انصاف کا خون کرنا کہتے ہیں۔

باب......7

اقوامِ عالم اور توہینِ مذہب

حضور سرور کائنات ﷺ کی دنیا میں بعثت کے وقت لوگ آزادی نام کی چیز تک کو نہ جانتے تھے، آزادی منوں مٹی تلے دب چکی تھی، عقول پر پردے پڑے ہوئے تھے، جہالت اور تاریکی کے تالے عقل کے دروازوں تک پہنچنے میں حائل تھے، آج جس عقل وعلم پر دنیا نازاں ہے وہ سب انہی کے طفیل ہے جنہیں لوگ محمد ﷺ کے نام سے جانتے ہیں انہوں نے دنیا میں بسنے والے لوگوں کو یہ بتادیا کہ سبقت کا میدان نیکی اور فضیلت ہے بلندی اور فوقیت کی بنیاد اچھائی اور بھلائی ہے باہمی تعاون کی بنیاد مقاصد ہیں نہ کہ قوم، قبیلے، جنسیت اور رنگ جس کے نتیجے میں مختلف ممالک، جنسوں، رنگوں اور نسلوں کے لوگ اکھٹے ہوکر چلے انہوں نے تقوی، اعلیٰ اخلاق، حسن سلوک کے ہزاروں منصوبوں کو پروان چڑھایا اور پھر اس دنیا میں حسین اقدار کی بہار کا آغاز ہوا جب رسول اللہ ﷺ کی ناموس اور حرمت کے حوالے سے کوئی بات ہوتی ہے تو یورپ کے بدمست ہاتھی تڑپ اُٹھتے ہیں اقتدار کے ایوانوں میں ہلچل ہونے لگتی ہے غیظ وغضب کی حالت میں وہ اپنی انگلیوں کے پورے چبانے میں مصروف دکھائی دیتے ہیں اور انہیں آزادی اظہار رائے پر زد پڑتی نظر آتی ہے اور وہ اسے انسانیت پر ظلم قرار دیتے ہیں حالانکہ مذہبی عقیدتیں بڑی حساس اور نازک ہوتی ہیں ہر وہ شخص جو مذہب سے کچھ تعلق رکھتا ہے وہ اپنے مذہب اور بانی مذہب کے خلاف کچھ

سننے کا روادار نہیں۔ اپنی مذہبی اقدار کو تحفظ دینے کے لیے ہر دور کے لوگ اپنے مذہب کے خلاف بات کرنے والوں کیلئے سزائیں مقرر کرتے رہے اور اپنے مذاہب کی مقتدر شخصیات کی توہین کو قابل گردن زنی جرم قرار دیا مذہب کے ساتھ ربط و تعلق شعوری طور پر ہو تو بانیان مذہب کی توہین کی سزا ہر جگہ قتل ہی رہی ہے البتہ اگر ضمیر مُردہ ہو جائے، مال و زر کی چمک آنکھوں کو خیرہ کرنے لگے، عیاشی و بدمستی ہی خیال و قلب میں جاگزیں ہو تو پھر سوچ کے دھارے تبدیل ہو جاتے ہیں مردہ قلوب آزادی اظہار رائے، روشن خیالی اور جدت کے نام پر ہر چیز کو قبول کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے تاریخ کے اوراق میں سے مذاہب کے معروف و مقتدر اشخاص کی توہین کے حوالے سے سزا کا ایک جائزہ پیش خدمت ہے۔

قدیم عراق:

نمرود اپنی سلطنت کی تمام وسعتوں کے ساتھ تخت نشین تھا لوگوں کی محنت کے بعد تمام اجناس اپنے خزانہ میں جمع کر لیتا اور بعد میں اپنے خدا ہونے کا اقرار لینے کے بعد رعایا کو وہ غلہ فراہم کیا کرتا یہ ظلم و تشدد اپنے عروج پر تھا لوگ نمرود کے علاوہ کئی بت بنا کر ان کی پرستش میں مصروف تھے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب ان حالات کو ملاحظہ فرمایا تو قوم کو اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کی دعوت دی اور بتوں کی پوجا سے منع فرمایا۔

اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِیْلُ الَّتِیْۤ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ﴿الانبیاء: 52﴾

”جب اس نے اپنے باپ اور قوم سے کہا یہ مورتیں کیا ہیں جن کے آگے تم آسن مارے ہو“

اور بالخصوص جب آپ نے اپنے چچا کو مخاطب کر کے فرمایا:

اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ یٰۤاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا یَسْمَعُ وَ لَا یُبْصِرُ وَ لَا یُغْنِیْ عَنْكَ شَیْــٴًـا ﴿مریم: 42﴾

''اے میرے باپ کیوں ایسے کو پوجتا ہے جو نہ سنے نہ دیکھے اور نہ کچھ تیرے کام آئے''

چونکہ آپ کا چچا بتوں کی پوجا کرتا اور انہیں برگزیدہ سمجھتا تھا تو اس نے سخت سزا کا اعلان کرتے ہوئے جواب دیا

قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِیْ یٰۤاِبْرٰهِیْمُ ۚ لَىِٕنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِیْ مَلِیًّا ○ ﴿مریم: 46﴾

''بولا کیا تو میرے خداؤں سے منہ پھیرتا ہے اے ابراہیم بے شک اگر تو باز نہ آیا تو میں تجھے پتھراؤ (سنگسار) کروں گا اور مجھ سے زمانہ دراز تک بے علاقہ ہو جا''

صرف حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا ہی نہیں بلکہ آپ نے جب قوم کے بت خانے میں جا کر بتوں کو توڑا اور بعد میں اپنی قوم کو اس معاملے میں لاجواب بھی کر دیا اس کے باوجود جب انہوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ اب ابراہیم علیہ السلام کو کیا سزا دی جائے تو لوگوں نے کہا۔

قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْۤا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِیْنَ ○ ﴿الانبیاء: 68﴾

''بولے ان کو جلا دو اپنے خداؤں کی مدد کرو اگر تمہیں کرنا ہے''

یہ بات انہوں نے نہ صرف کہی بلکہ عملی طور پر آگ جلا کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں پھینک بھی دیا رب قدیر کی قدرت سے وہ آگ ابراہیم علیہ السلام کیلئے سلامتی بن گئی اب دیکھنا یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا وہ کون سا فعل تھا جس وجہ سے قوم نے آپ کو آگ میں پھینکنے کا فیصلہ کیا تو وہ سوائے اس کے کیا ہے کہ آپ نے ان کے بتوں کو توڑ کر انہیں خدائے وحدہ لاشریک کی عبادت کی دعوت دی تو انہوں نے اسے اپنے بتوں کی توہین سمجھا اس سے ثابت ہوا کہ بت پرست اپنے بتوں کی گستاخی کرنے والے کیلئے قتل کی سزا کا تصور رکھتے ہیں۔

قدیم مصر:

فرعون مصر اپنی جلوہ سامانیوں کے ساتھ تخت پر موجود تھا اور بنی اسرائیل سے قبطی خدمت کا کام لے رہے تھے اور فرعون لوگوں سے اپنے خدا ہونے کا اقرار لے رہا تھا لوگ کفر و شرک کی تاریک وادیوں میں گم ہو چکے تھے ان کی عقلیں جہالت و لاعلمی کے پردوں میں لپٹ کر رہ گئی تھیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون اور اس کی قوم کو اللہ تعالیٰ لا یزال ولم یزل کی عبادت کی تبلیغ فرمائی فرعون کی دماغی گندگی آسمان کو چھو رہی تھی وہ ذہنی سطح پر مفلوج ہو چکا تھا شرک کی تاریکی اس کا مقدر بن چکی تھی وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں جادوگر لے آیا جب ان جادوگروں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزہ کا مشاہدہ کیا تو وہ آپ پر ایمان لے آئے فرعون سٹپٹا کر رہ گیا اور اس نے جادوگروں کو سزا دینے کا فیصلہ کیا۔

قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّهٗ لَكَبِیْرُكُمُ الَّذِیْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۬ؕ لَاُقَطِّعَنَّ اَیْدِیَكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّ لَاُوصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِیْنَ ۝ ﴿الشعراء:49﴾

”فرعون بولا کیا تو اس پر ایمان لائے قبل اس کے کہ میں تمہیں اجازت دوں بیشک وہ تمہارا بڑا ہے جس نے تمہیں جادو سکھایا تو اب جانا چاہتے ہو مجھے قسم ہے بے شک میں تمہارے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹوں گا اور تم سب کو سولی دوں گا“

وہ جادوگر فرعون کے کہنے پر مقابلے کے لیے میدان عمل میں آئے تھے پھر فرعون نے انہیں یہ سخت سزا دینے کا فیصلہ کیوں کیا معلوم یہ ہوا کہ فرعون اور اس کی قوم یہ سمجھتی تھی کہ پیشوایان مذہب کی توہین کی سزا قتل ہے جادوگر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت و رسالت پر ایمان لے آئے تو فرعون نے اسے اپنی اور بتوں کی توہین سمجھ کر ان کے قتل کا فیصلہ کیا۔

قوم شعیب:

حضرت شعیب علیہ السلام جس قوم کی طرف مبعوث ہوئے اس قوم میں بگاڑ پیدا ہو چکا تھا وہ ناپ تول کی کمی کو باعث فخر جانتے اور بعض لوگ مسافروں کو لوٹنے میں بھی کوئی شرم محسوس نہ کرتے حضرت شعیب علیہ السلام نے انہیں ایک خدا کی عبادت کی طرف بلایا اور انہیں ان برے کاموں سے روکا تو سرداران قوم نے حضرت شعیب علیہ السلام کو جواب دیا۔

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّكَ يٰشُعَيْبُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ؕ قَالَ اَوَلَوْ كُنَّا كٰرِهِيْنَ ○ ﴿الاعراف: 88﴾

"اس کی قوم کے متکبر سردار بولے اے شعیب قسم ہے کہ ہم تمہیں اور تمہارے ساتھ والے مسلمانوں کو اپنی بستی سے نکال دیں گے یا تم ہمارے دین میں آ جاؤ"

وہ سردار اور ان کی قوم کے افراد اپنے دین کو چھوڑنے کے لیے تیار نہ تھے اور معبود ان باطلہ کی عبادت کو انہوں نے حرز جاں بنا رکھا تھا جس کی بنیاد پر انہوں نے حضرت شعیب علیہ السلام کو اپنے علاقے سے نکالنے کا فیصلہ کر لیا لیکن سوچنا یہ ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام کو کیوں نکالا جا رہا ہے اس سے معلوم ہوا کہ اگر مذہبی عقیدتیں قائم ہوں تو لوگ اپنے جھوٹے پیشواؤں کو بھی چھوڑنے پر تیار نہیں ہوتے بلکہ جو ان کی مخالفت کرے اسے قتل کرنے یا علاقہ بدر کرنے کے بارے میں سوچنے میں مصروف ہو جاتے ہیں۔

قدیم ایران:

قدیم ایران میں مختلف ادوار میں حکومتیں تبدیل ہوتی رہی ہیں آریہ قوم، زرتشت، مزدک اور ساسانی لوگ ایران میں حکومت کرتے رہے نوشیرواں بھی ایران کا حکمران رہا جو

عدل وانصاف کے حوالے سے عالمی شہرت رکھتا تھا اور آج بھی مورخ اسے ایک عادل حکمران کے طور پر پیش کرتا ہے تو ان لوگوں کے ہاں عدل وانصاف کے کیا قوانین تھے اس کے متعلق مشہور مذہبی سکالر پیر محمد کرم شاہ صاحب رقم طراز ہیں

قانون میں تین قسم کے افعال کو جرم قرار دیا گیا تھا۔

1- وہ جرم جو خدا کے خلاف ہوں یعنی جب کہ ایک شخص مذہب سے برگشتہ ہو جائے یا عقائد میں بدعت پیدا کرے۔

2- وہ جرم جو بادشاہ کے خلاف ہوں جب کہ ایک شخص بغاوت یا غداری کرے یا لڑائی میں میدان جنگ سے بھاگ نکلے۔

3- وہ جرم جو آپس میں ایک دوسرے کے خلاف ہوں

پہلی اور دوسری قسم کے جرائم یعنی الحاد، بغاوت، غداری اور میدان جنگ سے فرار کی سزا فوری موت تھی اور تیسری قسم کے جرائم مثلاً چوری، راہزنی اور ہتک ناموس کی سزا بعض صورتوں میں عقوبت اور بعض میں موت ہوتی تھی۔ ﴿ضیاء النبی جلد 1 صفحہ 96﴾

مذکورہ بالا سطور سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ قدیم ایران میں مذہب کی مقتدر شخصیات کی توہین قابل مواخذہ جرم تھا اور اس کی سزا فوری طور پر قتل مقرر تھی یعنی وہ لوگ جو مذہبی طور پر اس قدر پست خیال تھے کہ آگ کی پوجا کرتے اور مورتیوں کو دیوتا بنا رکھا تھا وہ بھی اپنے پیشوایان مذہب کی توہین کو ناقابل معافی جرم سمجھتے تھے۔

قدیم ہندوستان:

ہندوستان کی تاریخ 5000 سال پہلے سے تہذیب کی روشنی پر پھیلی ہوئی تھی ہندوستان کی زیادہ تر آبادی ہندوؤں پر مشتمل تھی اہل مغرب کی اصطلاح کے مطابق ہندوازم (Hinduism) کو مذہب نہیں کہا جا سکتا کیونکہ یہ ہر قسم کے عقیدہ کو اپنانے

کے لیے تیار ہوتا ہے علامہ البیرونی نے اپنی زندگی کا ایک حصہ ہندوستان میں گزار کر تحقیق جستجو کر کے ہندوستان کے حالات لکھنے کیے وہ ہندوؤں کے بارے میں اپنی تحقیق ما للھند میں رقم طراز ہیں۔

''بڑی رکاوٹ یہ ہے کہ وہ اپنے علاوہ سب کو ملیچھ (ناپاک) سمجھتے ہیں کسی غیر کے ساتھ مباحثہ، مناظرہ اور تبادلہ خیال تک ان کے نزدیک ناجائز ہے باہمی نکاح، نشست و برخاست اور خورد ونوش کو بھی حرام قرار دے دیا گیا ہے حتیٰ کہ اگر کوئی اجنبی ان کا مذہب قبول کرنا چاہے تو اس کو بھی اپنے مذہب میں داخل نہیں کرتے''

﴿بحوالہ ضیاء النبی جلد 1 صفحہ 169﴾

مزید آگے جا کر علامہ فرماتے ہیں:

سب سے گھٹیا طبقہ شودروں کا تھا یہ مشہور ہے کہ ان کا باپ شودر (یعنی گھٹیا انسان تھا) اور ان کی ماں برہمن، دونوں نے باہمی زنا کیا اس سے یہ طبقہ پیدا ہوا اس لیے یہ حد درجہ گھٹیا لوگ ہیں اور ان کو اجازت نہیں کہ وہ شہروں میں عام بستیوں میں آباد ہوں ان کے لیے یہ بھی پابندی تھی کہ نہ وہ خود اپنی مذہبی کتب ویدوں کو پڑھ سکتے تھے اور نہ ان کو ایسی محفلوں میں شرکت کی اجازت تھی جن میں وید پڑھا جاتا ہے، مبادا کہ وید کے کلمات شودروں کے کانوں کے پردہ سے ٹکرائیں اگر یہ ثابت ہو جاتا کہ ویش یا شودر نے وید سنا ہے تو برہمن اسے حاکم وقت کے پاس پیش کرتے جو سزا کے طور پر ان کی زبانیں کاٹ دیتا۔

﴿بحوالہ ضیاء النبی جلد 1 صفحہ 192﴾

جو لوگ مذہب کے بارے میں اتنے غیر سنجیدہ ہوں کہ چاند، سورج، پتھر کی مورتیاں اور ہر اعلیٰ چیز کا بت بنا کر ان کی پوجا میں مصروف ہو جائیں اور ان سے اُمیدیں وابستہ رکھیں وہ بھی اپنی مذہبی کتاب کو اتنا متبرک اور مقدس سمجھتے ہیں کہ اپنے ہی ہم مذہب کو کتاب سننے

کی اجازت نہیں دیتے اگر چہ یہ سراسر ظلم و ناانصافی ہے کہ کوئی شخص کسی مذہب پر یقین رکھے لیکن اسے اپنی مذہبی کتب کو پڑھنا تو درکنار چھونے اور سننے کی بھی اجازت نہ ہو اسے مذہبی گراوٹ کے علاوہ اور کیا نام دیا جا سکتا ہے لیکن اس سے یہ بات بھی واضح ہے کہ اگر کوئی شخص ہندوؤں کی مذہبی کتب یا ان کے مذہبی پیشواؤں کے خلاف ریمارکس دے تو ان کا فیصلہ یہی ہوگا کہ اسے قتل کر دیا جائے۔

مہاتما بدھ کے مجسمہ کی توہین کی سزا:

چین کے فوجداری قوانین کے مطابق بدھ مت کے بانی مہاتما بدھ کے مجسمے کی توہین کرنا جرم ہے۔اس جرم کے مرتکب شخص کو موت کی سزا دی جاتی ہے ایسے ہی ایک شخص کو سزائے موت سنا کر اسکا سر قلم کر دیا گیا۔وانگ ہونگ نامی شخص اور اس کا ساتھی صوبہ سی چوان کے اک مندر میں چھپ گئے اور رات کے وقت آری کی مدد سے مہاتما بدھ کے بت کا سر کاٹ کر لے گئے۔جس پر ملزم کو گرفتار کر لیا گیا اور 29 مارچ کو عدالت نے جرم ثابت ہونے پر مذکورہ شخص کو سزائے موت سنا دی اور اس کا سر قلم کر دیا۔

﴿روزنامہ جنگ 6 اپریل 1990﴾

حیرت تو اس بات پر ہے کہ بتوں کاہنوں اور مجسموں کی توہین سزا قتل ہے اس بات پر کوئی اعتراض نہیں ہوتا تو توہین رسالت کی سزا پر یہ واویلا اور تعجب کیوں۔

یہودیت میں توہین مذہب کی سزا:

یہودی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے پیروکار ہونے کا دعویٰ رکھتے ہیں اور اپنی کتب کے الہامی ہونے کے قائل ہیں انہوں نے اپنی خواہشات کے تابع ہو کر آسمانی کتابوں میں تغیر و تبدل بھی کیا اور اپنی مرضی کے قانون بھی بنائے لیکن اس کے باوجود ان کی

کتب میں مذہبی عقائد کی خلاف ورزی کرنے والوں کے خلاف سخت سزائیں متعین ہیں۔

اور بنی اسرائیل سے خطاب کر کے کہہ کہ جس انسان نے اپنے خدا پر لعنت کی گناہ اس کے سر پر ہوگا اور جو کوئی خداوند کے نام پر کفر بکے وہ ضرور قتل کیا جائے گا ساری جماعت اسے ضرور سنگسار کرے خواہ وہ پردیسی ہو یا دیسی جس کسی نے خداوند کے نام پر کفر بکا وہ ضرور قتل کیا جائے گا۔ ﴿کلام مقدس احبار باب 24 فقرات 15-16﴾

خواہ وہ پردیسی ہو یا دیسی اس جملے سے وضاحت ہو رہی ہے کہ توہین کرنے والا شخص کوئی بھی ہو اسے قتل کیا جائے گا حالانکہ یہ ممکن ہے کہ پردیسی شخص یہودی مذہب سے کوئی تعلق نہ رکھتا ہو۔

توہینِ رسالت کی سزا:

عیسائیت کے ایک مبلغ استیفانس پر یہودیوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی توہین کا الزام لگایا اور پھر عدالت میں مقدمہ بھی چلایا گیا اور اسی جرم کی سزا میں اس شخص کو قتل کر دیا گیا۔

اس پر انہوں نے بعض کو سکھایا جو یہ کہیں کہ ہم نے اس کو موسیٰ اور خدا کی نسبت کفر گوئی کرتے ہوئے سنا ہے پھر وہ عوام اور بزرگوں اور فقیہوں کو ابھار کر اس پر چڑھ گئے اور اسے گرفتار کر کے عدالت عالیہ میں لے گئے اور جھوٹے گواہوں کو کھڑا کیا جنہوں نے کہا کہ یہ شخص مقدس مقام اور شریعت کے خلاف باتیں کرنے سے باز نہیں آتا۔

﴿رسولوں کے اعمال باب 4 فقرات 11 تا 14﴾

توہینِ ہیکل کی سزا:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت کی تبلیغ کرنے والے شخص پولوس پر یہودیوں نے مذہبی عقائد اور مذہبی مقامات کی توہین کا الزام لگا کر اس کے قتل کا بھی مطالبہ کیا تھا۔

پولوس ان آدمیوں کو لے کر اور دوسرے دن ان کے ساتھ پاک ہو کر ہیکل میں داخل

ہوا اور خبر دی کہ تطہیر کے ایام پورے نہ ہوں گے جب تک ہم میں سے ہر ایک کی نذر نہ چڑھائی جائے لیکن جب وہ سات دن پورے ہونے کو تھے تو آسیہ (مقام کا نام) کے یہودیوں نے اسے ہیکل میں دیکھ کر سب لوگوں کو ابھارا اور اس پر ہاتھ ڈالے اور چلائے کہ اے اسرائیلی مردو۔ مدد کرو یہ وہی آدمی ہے جو ہر جگہ سب اُمت اور شریعت اور اس مقام کے خلاف تعلیم دیتا ہے اور اس کے علاوہ غیر قوموں کو بھی ہیکل میں لایا اور اس مقدس مقام کو ناپاک کیا ہے کیونکہ انہوں نے ترفمس افسی کو اس کے ساتھ شہر میں دیکھا تھا اور خیال کیا کہ پولوس اس کو ہیکل میں لایا تھا۔ اور تمام شہر میں ہنگامہ ہوا اور لوگ دوڑ کر جمع ہوئے اور پولوس کر پکڑ کر ہیکل کے باہر گھسیٹا اور فوراً دروازے بند کر لیے گئے اور جب وہ اس کے قتل کے درپے تھے تو سپاہ کے قائد کو خبر پہنچی کہ تمام یروشلم میں فساد بپا ہوا ہے وہ اسی دم سپاہیوں اور صوبیداروں کو لے کر ان پر دوڑ آیا اور وہ قائد اور سپاہیوں کو دیکھ کر پولوس کو پیٹنے سے باز آئے تب قائد نے نزدیک آکر اسے گرفتار کیا اور دو زنجیروں سے باندھنے کا حکم دیا اور پوچھا کہ یہ کون ہے اور اس نے کیا کیا ہے اور ہجوم میں سے بعض کچھ چلائے اور بعض کچھ۔ جب وہ شور کے سبب سے کچھ ٹھیک دریافت نہ کر سکا تو حکم دیا کہ اسے قلعہ میں لے جاؤ اور جب سیڑھیوں تک پہنچا تو ہجوم کی زبردستی کی وجہ سے سپاہیوں کو اسے اُٹھا کر لے جانا پڑا کیونکہ عوام کا ہجوم یہ چلاتا ہوا اس کے پیچھے پڑا کہ اس کا کام تمام کر۔

﴿رسولوں کے اعمال باب 21 فقرات 27تا 36﴾

یوم سبت کی توہین کی سزا:

یوم سبت یعنی ہفتہ کا دن دین موسوی میں انتہائی مقدس دن ہے اور یہودیوں کے لیے ہفتہ کے دن کوئی کام وغیرہ کرنا ممنوع ہے وہ اس برکت والے دن عبادات کو اپنے معمولات میں شامل کرنا ضروری جانتے ہیں اور کسی کام کاج کو اس دن میں کرنا برا جانتے

ہیں جو اس دن کوئی کام کرے تو یہ یہودیوں کے نزدیک یوم سبت کی توہین ہے اور اس کی سزا قتل ہے۔

"پس تم سبت کو مانو کیونکہ وہ تمہارے لیے مقدس ہے اور جو کوئی اس کو توڑے ضرور قتل کیا جائے اور جو کوئی اس میں کچھ کام کرے تو وہ شخص اپنی قوم سے خارج کیا جائے۔ چھ (06) دِن تم اپنا کام کاج کرو اور ساتواں دن آرام کا سبت خدا کے لیے مقدس ہے جو کوئی سبت کے دن میں کام کرے وہ ضرور قتل کیا جائے"

﴿کلام مقدس خروج باب 31فقرات 14-15﴾

اور خروج کے ہی دوسرے مقام پر یہی سزا الفاظ کے فرق کے ساتھ یوں بیان کی گئی

تب موسیٰ نے بنی اسرائیل کی تمام جماعت کو اکٹھا کیا اور ان سے کہا وہ باتیں جن کے کرنے کا خداوند نے حکم دیا ہے یہ ہیں چھ دن تو اپنا کام کاج کر۔ ساتواں دن تمہارے لیے مقدس ہوگا خداوند کے لیے آرام کا سبت جو کوئی اس میں کچھ کام کرے گا۔ قتل کیا جائے گا۔ تم سب اپنے مکانوں میں سبت کے دن آگ مت جلاؤ۔

﴿کلام مقدس خروج باب35فقرات 1تا 3﴾

یہودیوں کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر الزام:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام خالق کائنات کے برگزیدہ نبی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے انہیں بنی اسرائیل کی طرف مبعوث فرمایا لیکن یہودیوں نے آپ پر ایمان لانے کے بجائے آپ کے خلاف سازشیں شروع کر دیں اور آپ پر یہ الزام تراشی شروع کی کہ آپ شریعت موسوی کی مخالفت کے مرتکب ہو رہے ہیں انجیل میں اس الزام کو اپنے انداز میں بیان کیا گیا۔

کاہن اعظم نے اس سے کہا میں تجھے زندہ خدا کی قسم دیتا ہوں کہ اگر تو المسیح ہے خدا کا بیٹا تو ہم کو بتا دے یسوع نے اس سے کہا تو نے خود ہی کہہ دیا ہے بلکہ میں تم سے

کہتا ہوں کہ اب سے تم ابن انسان کو القادر کے دائیں بیٹھا اور آسمان کے بادلوں پر آتا دیکھو گے اس پر کاہن اعظم نے یہ کہہ کر اپنے کپڑے پھاڑے کہ اس نے کفر بکا ہے اب ہمیں گواہوں کی کیا ضرورت ہے؟ دیکھو تم نے ابھی یہ کفر سنا ہے اب تمہاری کیا رائے ہے؟ انہوں نے جواب میں کہا وہ قتل کے لائق ہے ﴿مقدس متی باب 26 فقرات 63-66﴾

مقدس یوحنا میں اس بات کو اس طرح نقل کیا گیا ہے۔

جب سردار کاہنوں اور پیادوں نے اسے دیکھا تو چلا کر کہا صلیب دے صلیب پیلاطس نے ان سے کہا کہ تم ہی اسے لے جاؤ اور صلیب دو۔ کیونکہ میں اس میں کچھ قصور نہیں پاتا۔ یہودیوں نے اسے جواب دیا کہ ہماری ایک شرع ہے اور اس شرع کے مطابق یہ قتل کے لائق ہے کیونکہ اس نے اپنے آپ کو خدا کا بیٹا بنایا ہے۔

﴿مقدس یوحنا باب 19 فقرات 6-7﴾

ان اقتباسات سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ابن اللہ ہونے کا الزام لگایا اور یہ بات کہ "اب سے تم ابن انسان کو الی آخرہ" اس لفظ ابن انسان سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے ابن الٰہ ہونے کا انکار فرمایا لیکن بعد میں عیسائیوں نے خود ہی تثلیث کا عقیدہ اختیار کر لیا توحید کے بارے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کا ایک قول منقول ہے۔

کہ تو خداوند اپنے خدا کو اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری عقل سے پیار کر بڑا اور پہلا حکم یہی ہے دوسرا جو اس کی مانند ہے یہ ہے کہ تو اپنے ہمسائے کو اپنی مانند پیار کر ان ہی دو حکموں پر تمام تورات اور صحائف انبیاء کا مدار ہے۔

﴿مقدس متی باب 22 فقرات 37-40﴾

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس قول میں یہ بات بھی ہے کہ ان ہی دو حکموں پر تمام تورات

اور صحائف انبیاء کا مدار ہے تو تورات میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو اس طرح بیان کیا گیا۔

تم اپنے لیے بت یا گھڑی ہوئی مورتیں نہ بناؤ۔ نہ اپنے لیے ستون کھڑے کرو۔ اور نہ اپنی زمین میں کوئی نقش دار پتھر رکھو جس کے سامنے تم سجدہ کرو۔ کیونکہ میں خداوند تمہارا خدا ہوں۔ ﴿احبار باب 26 فقرہ 1﴾

اس اقتباس سے بہت واضح ہو رہا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام نے اپنی قوموں کو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا درس دیا یہ شرکیہ عقائد تو ان قوموں کے اپنے گھڑے ہوئے ہیں انبیاء کرام کی ذوات قدسیہ ان برے عقائد واعمال سے پاک اور منزہ ہیں۔

رومن قوانین:

قانون موسوی کے مطابق قبل مسیح توہین انبیاء، مقدس ایام اور تورات کی بے حرمتی کی سزا قتل مقرر تھی رومن امپائر کے شہنشاہ جسٹنین Justinian کا اقتدار اسلام سے پہلے 528 صدی عیسوی کے زمانہ میں رہا یہ عادل مزاج شخص تھا اس نے رومن لاء کو نئے سرے سے مدون کیا اس نے جب دین مسیحی کو قبول کیا تو قانون موسوی کو منسوخ کر کے انبیاء بنی اسرائیل کی بجائے صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین اور انجیل کی تعلیمات سے انحراف کی سزا سزائے موت مقرر کی اس کے دور سے قانون توہین مسیح یورپ کی حکومتوں کے آئین میں داخل ہو گیا۔ ﴿انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا﴾

رشین لاء:

روس میں بالشویک انقلاب کے بعد جب کمیونسٹ حکومت برسر اقتدار آئی تو سب سے پہلے انہوں نے دین ومذہب کو سیاست اور ریاست سے بالکل خارج کر دیا اس کے بعد یہاں سزائے موت برقرار رہی لیکن اہانت مسیح کے جرم کی پاداش میں نہیں بلکہ مسیح کی جگہ

اشتراکی امپریلزم کے سربراہ نے لے لی اسٹالن جو رشین امپائر کا سربراہ بن بیٹھا تھا اس کی اہانت تو بڑی بات تھی اس سے اختلاف رائے رکھنا بھی ممالک محروسہ روس کا سنگین جرم بن گیا۔ ایسے سرپھرے لوگوں کے یا تو سر کچل دیئے جاتے تھے جس کی مثال لینن کے ساتھی ٹراٹسکی کی خونچکاں موت کی صورت میں موجود ہے، جو اپنی جان بچانے کی خاطر روس سے بھاگ کر امریکہ میں پناہ گزین تھا یا ایسے مجرموں کو سائبریا کے بیگار کیمپوں میں موت کے حوالے کر دیا جاتا تھا۔ ایسی اذیت ناک سزاؤں اور موت کی گرم بازاری نے زار روس کے دور سیاہ کی عقوبتوں کی بھی بھلا دیا۔ ﴿بحوالہ قانون توہین رسالت صفحہ 294﴾

برطانیہ کا قانون:

برطانیہ کے قوانین میں اگرچہ جسمانی سزائے موت موقوف کر دی گئی لیکن کامن لاء کے تحت توہین مسیح قابل تعزیر جرم ہے اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین زبانی ہو تو دو گواہوں کی شہادت ضروری ہے اور اگر اہانت تحریری ہو تو ایسی تحریر ثبوت جرم کے لیے پیش کی جائے گی، جرم ثابت ہو جانے پر حکومت برطانیہ ایسے شخص کے سارے شہری حقوق سلب کر لے گی۔

امریکن قانون:

امریکہ اور اس کی اکثر سیکولر ریاستوں میں ہر شعبہ ہائے زندگی میں بسنے والے لوگ اگرچہ مختلف مذاہب سے تعلق رکھتے ہیں مگر عیسائیوں کی تعداد زیادہ ہے اور حکومتی نظم و نسق بھی تقریباً انہی کے ہاتھوں میں ہے تو امریکہ کی سپریم کورٹ نے سٹیٹ بنام موکس ایک فیصلہ کیا وہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے اس فیصلے کا ایک اقتباس پڑھیے۔

اگرچہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں چرچ اور اسٹیٹ ایک دوسرے سے علیحدہ ہیں اور ان میں باہمی کوئی ربط اور تعلق نہیں لیکن اسلام، بدھ مت اور دیگر مذاہب کے مقابلہ میں

پیروانِ مسیح کی تعداد زیادہ ہے حکومت کی زمام کار بھی ان ہی کے ہاتھوں میں ہونے کی وجہ سے ہر شعبہ زندگی میں ان کا اثر ورسوخ ہے اور عیسائیت ریاست اور ملک کی غالب اکثریت کا مذہب ہے اور یہ بھی ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ دنیا میں تہذیب وتمدن کے آغاز ہی سے کسی ملک کے طرز حکومت کی تشکیل میں دین و مذہب کا نہایت اہم رول رہا ہے اور اس ملک کے استحکام اور بقاء کا انحصار بڑی حد تک اس مذہب کے احترام اور تکریم سے وابستہ ہے جو وہاں کی غالب اکثریت کے دینی شعائر سے علیحدہ نہ ہونے والا لازمی حصّہ ہے۔

﴿بحوالہ قانون توہین رسالت صفحہ 297﴾

قانونِ پاکستان:

پاکستان ایک نظریاتی ریاست ہے جس کی بنیاد کلمہ طیبہ کے سہارے قائم ہے۔ برصغیر کے بسنے والے مسلمانوں نے اپنے اسلامی تشخص کی بقا کے لیے یہ خطۂ ارضی حاصل کیا، ملک پاکستان کے حصول کے لیے لاکھوں لوگوں نے قربانیاں دیں اور اس کی بنیادوں میں اپنا لہو اس لیے نچھاور کیا کہ آئندہ نسلیں دامنِ مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ عشق ومحبت کا رشتہ برقرار رکھ سکیں اور نغماتِ محبوب کی خوشبو سے یہ سارا چمن مہک اُٹھے۔ قیامِ پاکستان کے بعد پہلے مختصر عرصے کو چھوڑ کر اگرچہ حکمران غیروں کے ہاتھ کا کھلونا بنے رہے مگر علمائے دین کی پر خلوص کاوشوں اور عوام کی محنت کے بعد ناموسِ رسول ﷺ کے حوالے سے قانون مرتب کیا گیا جو 295-C کے نام سے مشہور ہے۔

پیغمبر اسلام کی شان میں توہین آمیز الفاظ وغیرہ استعمال کرنا

تفصیل: جو کوئی الفاظ کے ذریعے خواہ زبانی ہوں یا تحریری یا مرئی نقوش کے ذریعے یا کسی تہمت، کنایہ یا درپردہ تعریض کے ذریعے بلاواسطہ یا بالواسطہ رسول پاک حضرت محمد ﷺ کے پاک نام کی توہین کرے گا تو اسے موت کی سزا دی جائے گی اور وہ

جرمانے کی سزا کا مستوجب ہوگا۔ ﴿میجرا یکٹ صفحہ 400 مرتبہ ایس اے حیدر﴾

دنیا کے تمام مذاہب اور ریاستوں میں ان کی مقدس ومحترم شخصیات کی اہانت کے جرم کی پاداش میں سزائیں مقرر ہیں وہ لوگ جو سیکولرازم کے حامی ہیں دین اور مذہب کے ساتھ ان کا کوئی واسطہ اور تعلق نہیں وہ بھی اپنے راہنماؤں کی توہین کو ناقابل برداشت سمجھتے ہیں دنیا کے تمام خطوں میں جرم بغاوت کا قانون موجود ہے جس کی سزا موت مقرر ہے جو لوگ اس الزام کے تحت گرفتار ہوں انہیں گیس چیمبرز اور الیکٹرک چیئرز کے ذریعے اذیت ناک طریقے سے مار دیا جاتا ہے یا انتہائی خوف ناک عقوبت خانوں میں انہیں تڑپ تڑپ کر مرنے کیلئے چھوڑ دیا جاتا ہے نائن الیون کے بعد گوانتانا موبے جیسی بدنام زمانہ جیل میں بے گناہ لوگوں پر جو ظلم وتشدد کے پہاڑ ڈھائے گئے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ لیکن جب تاجدارِ انبیاء، محسنِ کائنات، رسولِ معظم، جانِ عالمین، حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی حرمت و ناموس کے تحفظ کیلئے پاکستان میں قانون بنایا گیا تو اس کے بعد سے یورپ کے صاحبانِ حل وعقد اس قانون پر نشتر زنی کر رہے ہیں اور اسے انسانی حقوق کی خلاف ورزی قرار دے رہے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ پاکستان کے وہ ارباب اختیار اور لبرل ازم کے حامی سکالر جو انگریز کی غلامی کو ایک مقدس فریضہ جانتے ہیں، وہ بھی اس قانون سے خائف نظر آتے ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ جب ہر جگہ جرمِ بغاوت وغیرہ کی سزا موجود ہے تو پھر توہینِ رسالت کے خلاف قانون پر اتنا واویلا اور اعتراض کیوں؟

کیسے ممکن ہے کہ مسلمانوں کے آقا سرکار ختم الرسل ﷺ جن کے نام پر مسلمان اپنی جان، مال، اولاد اور ہر چیز قربان کرنے کو حاصل زندگی سمجھتے ہیں ان کی عزت وحرمت پر کیچڑ اُچھالنے والے لوگ قانون کی گرفت سے آزاد رہیں قانون توہین رسالت پر اعتراض مذہب وملت سے غداری بلکہ خود اپنی عقل وفہم سے انکار ہے۔

باب......8

سازشوں کا تسلسل

کفر و شرک کے طویل ریگستانوں میں انسانیت کے اُجڑتے گلشن کے پھول مرجھا رہے تھے۔ قلوب واذہان کی نرم و نازک کلیاں توحید و رسالت کے شبنمی موتیوں کو ترس رہی تھیں۔ شعور و آگہی کے گلستان اپنے ہی مالی کے ہاتھوں ویران ہو رہے تھے۔ حقوق و مساوات، قوم اور قبیلے کی طوفانی موجوں کے مقابلہ میں شکست خوردہ دکھائی دیتے تھے۔ عورت کے حقوق کی کشتی انانیت کی لہروں کی طغیانی میں ہچکولے کھا رہی تھی۔ علوم وفنون سے بہرہ مند ہواؤں کی خنکی قومی عصبیت کی تمازت سے ختم ہو چکی تھی۔ عدل و انصاف کے گھروندے اقتدار اور مال وزر کے سامنے ریت کی دیوار تھے۔ حق پر ہونے کے دعویدار اور الہامی کتب کے حاملین نے ہوس پرستی، عیش ونشاط اور سونے چاندی کی چمک کے سامنے اپنی آنکھیں موند لیں تھیں۔ عزت و شرف کے اعلیٰ اوصاف کا حامل انسان، اپنے ہاتھوں سے تراشیدہ بتوں کو سجدہ کرنے پر فخر محسوس کر رہا تھا۔ کائنات میں جہالت کی تاریکیاں اوج ثریا کو چھو رہی تھیں۔ انسانیت بے حسی اور بے بسی کے سیلاب کا شکار تھی کہ وادئ بطحا میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے گھر سے چشمۂ نبوت جاری ہوا، جس نے کفر و شرک کے خزاں زدہ گلستان کو توحید و رسالت کے نور کی بہار سے چمنستان میں تبدیل کر دیا۔ قلوب واذہان کی پیاسی کلیاں رخ جمال زیبا سے سیراب ہونے لگیں۔ حقوق و مساوات کی فصلیں سرسبز و شاداب ہو کر لہرانے لگیں۔ مضبوط پائیدار محلاّت پر عدل و انصاف کے جھنڈے گاڑ دیئے

گئے۔ اس چشمۂ علم و حکمت نے انسان کو کفر و شرک کی دلدل سے نکال کر خالقِ ارض و سماء کی توحید سے آشنا فرمایا اور غلاموں کو عزت و وقار دیا۔ ناداروں، خستہ حالوں، بے کسوں، عصیاں شعاروں، خطا کاروں پر ان کا سحابِ جود و کرم برسنے لگا۔ عورت کو ذلت کی پستی سے نکال کر ماں، بہن، بیوی اور بیٹی کا نکھار عطا فرمایا۔ علوم و فنون کی وسعتوں کو آسمان کی بلندیوں تک پہنچایا اور بحرِ جود و سخا کی خنک اور شیریں موجوں سے تشنگانِ ہر دو عالم کو سیراب فرمایا۔ آپ کے فیضانِ نبوت سے، کائنات میں نورِ ہدایت کی کرنوں سے اُجالا ہو گیا۔ ظلمتوں اور تاریکیوں کے بادل چھٹ گئے۔ بعد ازاں آپ کے جانثار اور وفادار غلاموں نے افریقہ کے صحراؤں، یورپ کے کلیساؤں، سپین و قرطبہ کے ساحلوں، جنوبی ایشیا اور ہندوستان کے ریگزاروں کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کرایا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صداقت، فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی عدالت، عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی سخاوت، حیدر کرار رضی اللہ عنہ کی شجاعت، ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی امانت، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی جرأت، خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی تلواروں کی دھاک، بلال و صہیب اور عمار رضی اللہ عنہم کے عشق کی پکار چار دانگ عالم میں پھیل گئی۔ کائنات اسلام کی روشن کرنوں سے منور ہونے لگی۔ شیطانی قوتیں جو ازل سے حق کی مخالف تھیں کبھی بدر و حنین میں حق کے مخالف برسرِ پیکار نظر آئیں، تو کبھی خندق و تبوک میں حق کے مد مقابل شکست خوردہ دکھائی دیں اور یوں اسلام کی عظمتیں وسیع تر ہوتی چلی گئیں۔ اگرچہ ان مہمات میں کفر کے بڑے نامی گرامی جنگجو واصلِ جہنم ہوئے اور فتح مکہ کے بعد کفار کا دور دورہ ختم ہوتا دکھائی دیا، لیکن شیطانی فکر نے شہرت، حرص و لالچ، دجل اور مکر و فریب کے نئے جال پھیلانا شروع کر دیئے اور اسلام کے مدِ مقابل ایک نئے فتنہ نے جنم لیا۔

اسود عنسی:

مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیثِ پاک ہے:

قال رسول اللہ ﷺ بینا انا نائم اتیت خزائن الارض فوضع فی یدی اُسوارین من ذھب فکبرا علیّ واھمانی فاوحی الی ان انفخھما فنفختھما فذھبا فاولتھما الکذابین الذین انا بینھما صاحب صنعاء وصاحب الیمامۃ ﴿مسلم شریف جلد2صفحہ244﴾

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں سویا ہوا تھا میرے پاس زمین کے خزانے لائے گئے، اور میرے ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن پہنائے گئے، وہ مجھے بھاری لگے اور میں متفکر ہوا، مجھے وحی کی گئی میں انہیں پھونک ماروں، میں نے انہیں پھونک ماری تو وہ اُڑ گئے۔ میں نے اس کی یہ تعبیر لی کہ میں دو کذابوں کے درمیان ہوں، ایک صاحب صنعاء ہے اور دوسرا صاحب یمامہ"

یہ ملعون شخص یمن کے علاقے کہف حنان کے قبیلہ عنس سے تعلق رکھتا تھا۔ اس کا نام عبہلہ بن کعب تھا، یہ سیاہ رو تھا اس لیے لوگ اسے اسود کہتے تھے، بعد میں یہ اسود عنسی کے نام سے مشہور ہوا۔ جب حاکمِ یمن باذام نے کسریٰ کی عملداری سے نکل کر اسلام قبول کیا تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں یمن کا حاکم برقرار رکھا اور ان کے وصال کے بعد آپ ﷺ نے ان کے بیٹے شہر بن باذام کو یمن کا حاکم مقرر کیا۔ ان کے زمانے میں اسود عنسی نے دعویٰ نبوت کیا۔ اسود عنسی سفلی علوم کا ماہر تھا اور لوگوں کو ان کے دلوں کے راز بتاتا تھا، جو کبھی کبھار درست بھی ہو جاتے تھے۔ اس کے علاوہ اس نے ایک گدھا سکھا رکھا تھا جو اس کے کہنے پر اسے سجدہ کیا کرتا۔ ان دونوں باتوں کو اسود لوگوں کے سامنے بطور معجزہ پیش کرتا تھا۔ توہم پرست لوگ اس کے دامِ تزویر میں آتے گئے اور کچھ لوگ قبائلی عصبیت کی وجہ سے اس کے حامی ہو گئے۔ اسود عنسی نے طاقت حاصل کرنے کے بعد چھوٹے چھوٹے شہروں پر قبضہ کرنا شروع کر دیا اور بعد میں یمن پر چڑھائی کر دی۔ وہاں خون ریز جنگ ہوئی اور حضرت شہر بن باذام شہید ہو گئے، اس طرح اسود عنسی نے یمن پر بھی قبضہ کر لیا۔ اسود عنسی نے یمن پر قبضہ کرنے کے

بعد صنعاء کو اپنا دارالحکومت منتخب کیا اور وہاں شاہی محل میں رہنے لگا، اس نے حضرت فیروز دیلمی کی چچازاد بہن اور حضرت شہر بن باذام کی بیوی کو لونڈی بنا کر اپنے محل میں رکھ لیا۔ ان کا نام زاذ تھا، وہ نیک خاتون تھیں۔ اللہ اور اس کے رسول حضرت محمد ﷺ پر ایمان رکھتی تھیں۔

اسود عنسی کا ایک قابلِ اعتماد ساتھی قیس اس کی فوج کا سپہ سالار تھا، قیس کو جنگ و جدل کا وسیع تجربہ تھا اور ان فتوحات میں بھی اس کا کردار مثالی تھا۔ اسود عنسی چونکہ ایک مطلب پرست شخص تھا، اپنی شہرت اور ہوسِ اقتدار کے لیے نبوت کا ڈھونگ رچا کر لوگوں کا ایمان خراب کر رہا تھا اس لیے اس نے اپنے مطلوبہ مقاصد حاصل کرنے کے بعد قیس کو نظر انداز کرنا شروع کر دیا۔ ایک تو وہ اپنے محل سے بہت کم باہر نکلتا اور دوسرا قیس کو اسود سے ملنے کے لیے کئی گھنٹے محل کے باہر انتظار کی زحمت اُٹھانا پڑتی جس کی وجہ سے قیس اسود عنسی کا مخالف ہو گیا۔

اسود کا قتل:

حضرت فیروز دیلمی اور ان کے بھائی بھی موقع کی تلاش میں تھے۔ انہوں نے قیس کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا، اسود عنسی اگرچہ فیروز دیلمی اور ان کے بھائی کو سخت ناپسند کرتا لیکن زاذ کا دل جیتنے کے لیے انہیں محل میں آنے سے منع نہ کرتا تھا۔ اسود عنسی نے اپنے محل کے اردگرد سخت پہرہ لگا رکھا تھا اس کے باوجود فیروز دیلمی، ان کے بھائی اور قیس تینوں مل کر زاذ کے مشورے سے نقب لگا کر اسود عنسی کے محل میں پہنچ گئے۔ حضرت فیروز دیلمی اسود عنسی کے کمرے میں داخل ہوئے۔ وہ ریشم کے بستر پر سو رہا تھا، حضرت فیروز دیلمی نے ایک خاص انداز سے اسود عنسی کی گردن کو پکڑ کر جھٹکا دیا تو اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی اور خرخراہٹ کی آواز آنے لگی، جسے سن کر محافظ دوڑ کر آئے اور پوچھا: کیا ہوا؟ تو زاذ نے جواب دیا: کچھ نہیں، تمہارے نبی کو وحی آرہی ہے تو وہ واپس چلے گئے۔ ان تینوں نے صبح کے وقت قلعے پر چڑھ کر ندا دی اور جب سب لوگ جمع ہو گئے تو قیس نے بلند آواز سے کہا: میں گواہی دیتا ہوں حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں

اور عیہلہ کذاب تھا۔ یوں اس ملعون کا قصہ تمام ہوا۔ جس رات یہ ملعون واصلِ جہنم ہوا، اسی رات بذریعہ وحی رسول اللہ ﷺ کو اسود عنسی کے قتل کی اطلاع ہوگئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسود عنسی قتل کر دیا گیا۔ پوچھا گیا: کس نے قتل کیا؟ فرمایا: اس شخص کا نام فیروز ہے۔ اس فتنہ کے خاتمہ کے بعد یمن اور ملحقہ آبادیوں کی حکومت حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دی گئی۔

مسیلمہ کذاب:

انسان جب لالچ، شہرت، مفادات اور ہوسِ اقتدار ایسی نفسانی خواہشات کو اپنا مطمعِ نظر بنا لے تو شیطان ایسے شخص کو بہت جلد اپنا تابع بنا لیتا ہے۔ یہی حال مسیلمہ کذاب کا تھا، یہ یمامہ کے ایک بہت بڑے قبیلے بنو حنیفہ سے تعلق رکھتا تھا۔ اس کے باپ کا نام حبیب تھا۔ مسیلمہ بدصورت، پست قد، زرد رنگ اور مادہ رو تھا، من گھڑت باتوں سے لوگوں کو متاثر کرنے میں بہت ماہر تھا۔ مسیلمہ 10ھ میں ایک وفد کے ساتھ مدینہ طیبہ بھی آیا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

قدم مسیلمة الكذاب علی عهد النبی ﷺ المدينة فجعل يقول ان جعل لی محمد الامر من بعده تبعته فقدمها فی بشر كثير من قومه فاقبل اليه النبی ﷺ معه ثابت بن قيس بن شماس و فی يد النبی قطعة جريدة حتّی وقف علی مسيلمة فی اصحابه قال لوسألتنی هذه القطعة ما اعطيتكها ولن اتعدی امر الله فيك ولئن ادبرت ليعقرنك الله ﴿مسلم شریف جلد2 صفحہ 244﴾

”نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں مسیلمہ کذاب مدینہ طیبہ آیا اور کہنے لگا: اگر محمد ﷺ اپنے بعد خلافت مجھے دیں تو میں ان کی اتباع کروں گا۔ وہ اپنی قوم کے کثیر وفد کے ساتھ آیا تھا۔ نبی کریم ﷺ اس کے پاس تشریف لے گئے، آپ کے ساتھ حضرت

ثابت بن قیس بن شماس بھی تھے۔ نبی کریم ﷺ کے دستِ مبارک میں شاخ کا ایک ٹکڑا تھا، آپ آکر اس کے ساتھیوں میں مسیلمہ کے پاس ٹھہر گئے اور فرمایا: اگر تو مجھ سے لکڑی کا یہ ٹکڑا بھی مانگے تو میں تجھے نہیں دوں گا اور میں تیرے متعلق اللہ تعالیٰ کے حکم سے تجاوز نہیں کروں گا اور اگر تو نے منہ موڑا (یعنی میری اطاعت نہ کی) تو اللہ تجھے قتل کر دے گا''

مسیلمہ اپنے دل میں یہ خیال لے کر آیا تھا کہ میں اپنی چکنی چپڑی باتوں سے رسول اللہ ﷺ کی نیابت حاصل کر کے شہرت پاؤں گا لیکن وہ مدینہ طیبہ سے ناکام و نامراد لوٹا۔ وہ پہلے بھی اسلام کا حامی نہ تھا لیکن اس ناکامی سے اس کی اسلام سے نفرت مزید بڑھ گئی اور اس نے اپنے منصوبے پر خفیہ کام شروع کر دیا۔ مسیلمہ کذاب نے اپنے قبیلہ کو یہ کہہ کر کہ ''قریش نے ہمارا حق تلف کیا حالانکہ میں بھی نبی ہوں'' تبلیغ شروع کر دی۔ اس کے قبیلہ کے لوگ قبائلی عصبیت اور شہرت کی خاطر اس کے حامی بن گئے لیکن مسیلمہ کو خاطر خواہ کامیابی نہ ملی۔ قبیلہ بنو حنیفہ کے ایک شخص رحال بن عنفوہ بن نهشل نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آکر اسلام قبول کیا اور سورۃ بقرہ سیکھی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رحال کو یمامہ بھیجا تاکہ وہ لوگوں کو مسیلمہ کے جھوٹ سے آگاہ کرے۔

رحال چونکہ مسلمان تھا اور لوگوں کو اس پر اعتماد تھا کہ یہ ہمیں صحیح راستہ بتائے گا، لیکن رحال تو خود قبائلی عصبیت اور جاہ و حشمت کی خاطر اپنا ایمان گروی رکھنے والا تھا۔ اس سے خیر کی کیا توقع ہو سکتی تھی؟ رحال نے لوگوں سے جھوٹ بولا کہ واقعی مسیلمہ نبی ہے۔ رحال کا فتنہ مسیلمہ کے فتنہ سے بڑا تھا۔ بہت سے لوگ رحال کے ارتداد کی وجہ سے مسیلمہ کذاب کے بچھائے ہوئے جال میں آ گئے۔

ایک ناکام کوشش:

رحال کی حمایت کے بعد جس تیزی سے مسیلمہ کذاب کی طاقت میں اضافہ ہوا اُس کا تو

خود مسیلمہ کو بھی اندازہ نہ تھا کہ وہ اس قدر آسانی سے اتنی معتبر حیثیت حاصل کر لے گا۔ طاقت کے نشے سے چور مسیلمہ کذاب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کے بارے میں سن رکھا تھا۔ اسے بھی شوق چرایا، کہ وہ لوگوں کو معجزات دکھا کر اپنی دھاک بٹھا لے لیکن اسے منہ کی کھانی پڑی۔ اسے پتہ چلا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کنویں میں اپنا لعاب مبارک ڈالا تو اس کنویں کا پانی بہت بڑھ گیا۔ اسی طرح اسے بتایا گیا کہ مدینہ طیبہ میں جو بچہ پیدا ہوتا اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دعائے برکت کے لیے لایا جاتا، چنانچہ اس نے بھی ایک کنویں میں تھوکا تو اس کا پانی خشک ہوگیا اور جن بچوں کے سر پر اس نے ہاتھ پھیرا، وہ گنجے ہوگئے۔ مسیلمہ کے پاس ایک آدمی آیا اس کی آنکھوں میں تکلیف تھی۔ اس نے اس کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا تو وہ شخص اندھا ہوگیا۔

عبرت ناک انجام:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کو مسیلمہ کذاب کے مقابلے میں بھیجا اور حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کو ان کی مدد کے لیے بھیجا۔ لیکن حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ کا انتظار کیے بغیر جلدی میں جنگ شروع کر دی مسیلمہ کے چالیس ہزار کے لشکر کے مقابلہ میں مسلمان تھوڑی تعداد میں تھے، چنانچہ مسلمان پسپا ہوگئے۔ بعد میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ لشکر لے کر مسیلمہ کے مقابلہ میں گئے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسیلمہ نے مقام عقربا میں جنگ کی۔ اس جنگ میں بہت سے جلیل القدر صحابہ شہید ہوئے۔ لیکن مسیلمہ، محکم بن طفیل اور رحال بھی اسی جنگ میں واصلِ جہنم ہوئے اور یوں یہ مدعی نبوت اپنے انجام کو پہنچا۔

ان دونوں کے علاوہ مختلف اوقات میں طلیحہ اسدی، سجاح بنت الحارث، اسحاق اخرس اور دیگر کئی شاطر اور چالباز لوگوں نے اپنے طور پر نبی اور مہدی بن کر عزت حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن عزت تو کیا ملتی، انہیں اپنی زندگی میں ہی ذلت کا طوق پہننا پڑا۔ ان لوگوں کے پراگندہ خیالات سے سادہ لوح عوام ضرور بھٹکے مگر وقت کے ساتھ

یہ فتنے اپنی موت آپ مر گئے اور ان کا نام ونشان ختم ہو گیا۔

سرزمین ہندوستان پر جب ایک ظالم وسفاک شخص راجہ داہر نے ایک مسلمان قافلے کو حسب معمول لوٹا اور انہیں ظلم وتشدد کا نشانہ بنایا تو محمد بن قاسم آیا اور ظلم وتشدد کی تیز آندھیوں کا مقابلہ کرتے ہوئے یہاں کے باشندوں کو ایک اللہ کی بارگاہ میں سربسجود ہونے کا سلیقہ دیا اور واپس چلا گیا سلطان محمود غزنوی نے سومنات کے جادوئی طلسم کو توڑا اور شہاب الدین غوری نے پرتھوی راج کی تمکنت اور غرور کو خاک میں ملا دیا۔ اس کے بعد ہندوستان کا حکومتی نظم ونسق تقریباً مسلمانوں کے ہاتھ میں رہا۔ سلطان اورنگزیب عالمگیر کے بعد اقتدار نااہل لوگوں کے ہاتھ آ گیا اور رنگیلے شاہ جیسے عیاش فطرت لوگ بھی ہندوستان کے حکمران کے طور پر سامنے آئے۔ اقتدار کے ایوانوں میں طوائفوں کو معزز سمجھا جانے لگا۔ ڈوم اعلیٰ عہدوں پر فائز ہونے لگے اور ہندوستان مختلف ریاستوں میں تقسیم ہونے لگا۔ انگریز کاروبار کی غرض سے ہندوستان میں آئے۔ لیکن حکومتی ناکامیوں کو دیکھتے ہوئے سازشوں میں مصروف ہو گئے اور شومئی قسمت کہ مسلمانوں کی جماعت میں ہی سے انہیں میر جعفر اور میر صادق جیسے غدار میسر آ گئے۔ جس کے نتیجے میں 1857ء کی جنگ آزادی کے بعد ہندوستان میں انگریز نے اپنی حکومت قائم کر لی۔ انگریز اولاً تو مذہبی طور پر مسلمانوں کے سخت دشمن تھے اور ثانیاً چونکہ انہوں نے اقتدار مسلمان قوم سے چھینا تھا، اس لیے انہوں نے مسلمانوں کے خلاف سازشوں میں اپنی پوری قوت صرف کی۔ مسلمان کے ذہن وقلب سے محبت مصطفیٰ ﷺ کی لطیف خوشبو کو ختم کرنا کفر کا ازل سے شیوہ رہا۔ انگریز نے اپنے دورِ حکومت میں مسلمانوں کی وحدت ملی کو ختم کرنے کے لیے اور ملت اسلامیہ کا شیرازہ بکھیرنے کے لیے ذات مصطفیٰ ﷺ پر حملے کرنے کا ایک ایسا بدبودار پودا لگایا جس کی بدبو سے ملت اسلامیہ کا چمن آج بھی متعفن ہے۔

مرزاغلام کذاب قادیانی:

پوری اُمت مسلمہ ہمیشہ اور ہر زمانے میں اس نظریہ پر متفق رہی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے نبوت ورسالت کا جو سلسلہ شروع کیا تھا، وہ حضور سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کر دیا گیا۔ اب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی ورسول نہیں آئے گا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو آخری نبی بنا کر مبعوث فرمایا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت عام ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر خوبی سے نوازا اور آپ کو رحمۃ للعالمین بنا دیا، تاکہ ہر عالم آپ سے فیض یاب ہو سکے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کی رسالت کا دائرہ مکان وزمان سے وسیع بنایا۔ ختم نبوت کا بنیادی نکتہ وحدت ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر اب تک مسلمانوں کے ایمان کا جزوِ لازم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شخص وصف نبوت سے متصف نہیں ہو سکتا بالفرض سلسلۂ نبوت کسی بھی صورت میں جاری مان لیا جائے خواہ اس کا نام ظلی یا بروزی رکھیں، اسے تشریعی یا غیر تشریعی کا لقب دیں، اس نبوت کے حصول کا ذریعہ عطائے رب مانیں یا پیرویِٔ رسول۔ پھر ایسے مدعی نبوت پر ایمان لانا بھی ضروری ہوگا، تو وحدت کیسے قائم رہی؟ ہر دعویدار کے ماننے والے ایک نئی اُمت بنتے رہیں گے اور اس طرح ملت اسلامیہ کی وحدت پارہ پارہ ہو جائے گی۔ ایسی صورت میں کسی نئی نبوت کے جاری رہنے کا کیسے تصور کیا جا سکتا ہے؟ لیکن انگریز کا مقصود ہی وحدت اسلامی کو انتشار کا شکار کرنا تھا، اسی لیے انہوں نے مرزا کذاب جیسے زہریلے ناگ مسلمانوں میں پیدا کیے۔ شروع میں مرزا کذاب خود بھی عقیدۂ ختم نبوت کا حامی تھا، وہ لکھتا ہے۔

سیدنا مولانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ ﴿تبلیغ رسالت جلد دوم صفحہ 44﴾

ایک اور مقام پر لکھا:

قرآن کریم بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا خواہ وہ نیا رسول ہو یا پرانا کیونکہ رسول کو علمِ دین بتوسط جبریل ملتا ہے اور باب نزول جبریل بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے اور یہ بات خود ممتنع ہے کہ دنیا میں رسول تو آوے مگر سلسلۂ وحی رسالت نہ ہو۔

﴿ازالہ اوہام صفحہ 310﴾

مرزا کذاب کا تعارف:

انگریز کی سیاست کا بنیادی اُصول ہے "پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو" اس کے تحت جب فرنگی نے ہندوستان پر قبضہ کرلیا تو انہوں نے یہ منصوبہ بنایا کہ کوئی ایسا شخص ہو جو واری نبی ہونے کا دعوی کرے تو اس سے کئی مقاصد حاصل ہو جائیں گے، ملت اسلامیہ کی وحدت میں شگاف پڑ جائے گا، جس کی وجہ سے ہندوستان کے مسلمان انتشار کا شکار ہو کر آپس میں دست وگریباں ہوں گے۔ دوسری طرف بیرونِ ہند کے مسلمانوں کی ہمدردیاں ان کے ساتھ ختم ہو جائیں گی، جواب تک انہیں حاصل ہیں، پھر وہ مدعی نبوت انگریز کا ایجنٹ ہونے کے ناطے حکومت سے جہاد کی مخالفت میں الہامی سند پیش کرے کہ فریضۂ جہاد منسوخ ہو چکا، اب دین کے لیے تلوار اُٹھانا حرام ہے اور اس سے یہ کام بھی لیا جائے کہ وہ برطانوی حکومت کے گن گائے، اور اسکی اطاعت کو اطاعتِ خداوندی سے تعبیر کرے، تا کہ اس حکومت کی غلامی سے نجات تو کیا لوگ اس غلامی کو خدا کی نعمت اور رحمت جانیں۔ ان خدمات کے لیے موزوں آدمی کی تلاش تھی کہ مرزا قادیانی نے اس لعنت کو قبول کرلیا اور وہ سب خدمات جو قادیانیت کی تخلیقی غایت تھیں بخوبی انجام دیں۔ مرزا قادیانی ایک منتشر الخیال شخص تھا اور مراق جیسی بیماری کا دائمی مریض تھا۔ انگریزوں سے وفاداری ورثے میں ملی اور اسے خوب نبھایا۔ ذہنی پستی کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ سستی شہرت کے لیے وہ کچھ بھی کرسکتا تھا۔ مرزا

پہلے ایک مصلح کے روپ میں سامنے آیا تو پھر مجددیت کا دعویٰ کیا، کبھی مسیح بنا تو کبھی مہدی کبھی کرشن ہونے کا دعویٰ تو کبھی اپنے آپ کو ایک اوتار کے روپ میں پیش کیا، کبھی ظلی و بروزی نبی کا دعویٰ تو کبھی مستقل نبوت کا ادعا۔ مرزا کے دعاوی، الہامات اور اس کی کتب میں اس قدر تضاد اور تفاوت ہے کہ خود لاہوری مرزائی اور قادیانی آج تک متفق نہ ہو سکے کہ مرزا کس اَمر کا مدعی تھا؟ لیکن ایک بات مسلم ہے کہ مرزا انگریز کا فرماں بردار اور اسلام کا سخت ترین دشمن تھا ۔خدا و رسول، قرآن حکیم اور مسلمہ اسلامی عقائد کے خلاف زبان درازی مرزا قادیانی کا معمول تھا۔ مرزا قادیانی کیا تھا؟ اشعار میں اپنا تعارف کراتے ہوئے خود لکھتا ہے۔

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار
کرم خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

﴿درثمین صفحہ 68﴾

پہلے شعر میں مرزا نے اپنے نسب کو مشتبہ قرار دیا اور دوسرے شعر میں اپنے ننگ انسانیت ہونے کا اعتراف کیا کہ میں انسانیت کے لیے عار اور شرمندگی ہوں۔ یہ تعارف جو مرزا نے خود پیش کیا ہے یہ ایسا درست ہے کہ اس کی سچائی میں کسی کو شبہ کا حق حاصل نہیں۔

تہذیب واخلاقِ مرزا:

حضور نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کو فحش گوئی، بدکلامی، دشنام طرازی اور برے کاموں سے اجتناب کی تلقین فرمائی اور تقویٰ، طہارت اور نیک اعمال کا حکم ارشاد فرمایا۔ لیکن سرزمینِ قادیان کی غلاظت سے اُٹھنے والا کذاب جو مدعی تو نبوت کا تھا، لیکن اخلاق

سے اس قدر عاری تھا کہ اگر اس کے تمام رزائل اور گندی حرکات کو یکجا کیا جائے تو بدتہذیبی اور بد خلقی بھی شرم وندامت سے سرنگوں ہو جائیں۔ کسی کے ذاتی کردار کو موضوعِ بحث بنانا اچھا تو نہیں لگتا لیکن چونکہ مرزا نبوت کا مدعی تھا اور نبی کا کردار اُمت کیلئے نمونہ ہوتا ہے لہذا ملتِ قادیانی کے لیے سیرتِ مرزا پیشِ خدمت ہے۔ مرزا کذاب شراب بھی پیتا تھا اور وہ بھی خالص ولایتی۔ چنانچہ ایک عقیدت مند کو خط لکھتے ہوئے کہتا ہے۔

مجبی اخویم حکیم محمد حسین سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اس وقت میاں یار محمد بھیجا جاتا ہے۔ آپ اشیائے خوردنی خرید دیں، اور ایک بوتل ٹانک وائن پلومر کی دکان سے خرید دیں۔ مگر ٹانک وائن چاہیے اس کا لحاظ رہے باقی خیریت ہے۔ والسلام۔ غلام احمد عفی عنہ

﴿خطوط امام بنام غلام صفحہ 05﴾

شراب کے نشے میں مدہوش ہونے کی وجہ سے انسان کے قوٰی ضعیف ہو جاتے ہیں، اور انسان حواس باختہ ہو جاتا ہے۔ حواس باختگی کے عالم میں انسان کے لیے اچھائی اور برائی کی تمیز ختم ہو جاتی ہے، اسی کیفیت میں مرزا کذاب اپنے پلید دامن کو زنا کی آلودگی سے اور زیادہ گندا کرتا رہا۔ اس بات کو مرزا کے ایک عقیدت مند کی زبانی ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) ولی اللہ تھے۔ اور ولی اللہ بھی کبھی کبھی زنا کرلیا کرتے ہیں اگر انہوں نے کبھی کبھار زنا کرلیا تو اس میں حرج کیا ہوا۔ پھر لکھا ہے۔ ہمیں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) پر اعتراض نہیں کیونکہ وہ کبھی کبھی زنا کیا کرتے تھے۔ ہمیں اعتراض موجودہ خلیفہ پر ہے کیونکہ وہ ہر وقت زنا کرتا رہتا ہے۔

﴿روزنامہ الفضل قادیان 31 اگست 1938ء﴾

مرید کی اندھی عقیدت پر بھی قربان جائیے کہ اسے ہر وقت زنا کرنے پر اعتراض ہے۔

کبھی کبھی زنا کرنے کو وہ سندِ جواز دے رہا ہے لیکن اس بے چارے کا بھی کیا قصور جو پیشوا خود شراب کے نشے سے مدہوش رہتا ہو، غیر عورتیں اس کے بستر کی زینت بنتی ہوں، دولت کے لالچ میں کاروبارِ ایمان فروشی عروج پر ہو، وہاں پر عقیدت مندوں کی تربیت ایسی ہی ہوتی ہے۔

خدمتِ فرنگ کا اعتراف:

انسان کتنی بلندی پر جانے کی کوشش کرے مگر خلاقِ عالم اسی کے منہ سے حقیقت بیان کروا دیتا ہے۔ مرزا قادیانی کا بھی یہی حال ہے کہ اس نے اپنی حقیقت کو خود ہی بیان کر دیا۔ مرزا کذاب قادیانی کے آباء بھی ہندوستان میں انگریز کی آمد کے بعد ان کی سازشوں میں شریک کار رہے اور انگریزوں کے لیے مسلمانوں کے خلاف جاسوسی کرتے رہے۔ اپنے باپ اور بھائی کی خدمت گزاری کا حال بیان کرتے ہوئے مرزا لکھتا ہے۔

میں ایک ایسے خاندان سے ہوں جو اس گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ ہے۔ میرا والد مرزا غلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا۔ جس کو دربارِ گورنری میں کرسی ملتی تھی۔ یعنی عین زمانۂ غدر کے وقت پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر سرکار کو امداد میں دیئے تھے۔ پھر میرا بڑا بھائی مرزا غلام قادر خدماتِ انگریزی میں مصروف رہا اور تموں کی گزر گاہ پر مفسدوں کا سرکار انگریزی کی فوج سے مقابلہ ہوا تو وہ سرکار کی طرف سے لڑائی میں شریک تھا۔ ﴿البریہ صفحہ 514﴾

جب مرزا نے گورنر پنجاب کی خدمت میں عریضہ بھیجا تو اس میں بھی اپنے خاندان کی گورنمنٹ انگریزی سے وفاداری کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا۔

میں سب سے پہلے یہ اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ میں اس خاندان میں سے ہوں، جس کی نسبت گورنمنٹ نے ایک مدت دراز سے قبول کیا ہوا ہے کہ وہ خاندان اوّل درجہ پر سرکار

دولت مدار انگریزی کا خیر خواہ ہے اور گورنمنٹ عالیہ انگریزی کے معزز افسروں نے مان لیا کہ یہ خاندان کمال درجہ پر خیر خواہ سرکار انگریزی ہے۔ ﴿تبلیغ رسالت جلد 7 صفحہ 11/8﴾

مرزا کی ڈیوٹی شروع ہوئی:

چونکہ خاندان پہلے ہی سے راہ ورسم کا عادی تھا اور چند ٹکوں کے عوض مسلمان قوم کی جاسوسی کرنا مرزا کے بھائی کے لیے معمولی کام تھا۔ ملت سے غداری مرزا کے خون وخمیر میں شامل تھی۔ بھائی کے مرنے کے بعد مرزا نے وہ نشست سنبھال کر انگریز کی خدمت گزاری شروع کر دی اور اس کا تذکرہ یوں کیا۔

جب بھائی فوت ہو گیا تو میں ان دونوں کے نقش قدم پر چلا اور ان کی سیرتوں کی پیروی کی، لیکن میں صاحب مال واملاک نہ تھا۔ سو میں سرکار کی مدد کے لیے اپنے قلم اور ہاتھ سے اُٹھا۔ اور خدا میری مدد پر تھا اور میں نے اس زمانہ میں خدا تعالیٰ سے عہد کیا کہ کوئی مبسوط کتاب بغیر اس کے تالیف نہیں کروں گا۔ جو اس میں احسانات قیصرۂ ہند کا ذکر نہ ہو۔

﴿تبلیغ رسالت جلد 7 صفحہ 28﴾

جان حاضر ہے:

صرف احسانات کا تذکرہ کرنے سے جی خوش ہوا، نہ ہی من راضی ہوا اور دل میں اس سے بھی زیادہ انگریزی سرکار کی وفاداری کی تمنا نے انگڑائی لی اور اپنے باپ اور بھائی سے آگے نکل جانے کا خیال بھی دل میں سمایا۔ اپنوں سے بے وفائی اور غیروں سے یارانے اس خاندان کی روایت رہی، لیکن مرزا جی تو اپنی جان تک نچھاور کرنے کے لیے تیار ہوئے مگر انگریزی سرکار کو اس کی ضرورت پیش نہ آئی مرزا لکھتا ہے۔

بے شک ہمارا فرض ہے کہ ہم اس گورنمنٹ محسنہ کے سچے دل سے خیر خواہ ہوں۔ ضرورت کے وقت جان بھی فدا کرنے کو تیار ہوں۔ ﴿فریاد درد صفحہ 33﴾

مرزا قادیانی کی کتابیں اور اشتہارات وغیرہ انگریز کی وفاداری، چاپلوسی اور تذکروں سے بھرے ہوئے ہیں۔ان کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ جہاں دولت وتعیش ہی مقصودِ نظر ہو، وہاں ایمان وضمیر کی کوئی قیمت نہیں ہوتی۔کم فہم لوگ چند ٹکوں کے عوض دائمی عذاب کے خریدار نظر آتے ہیں۔مرزا قادیانی فخریہ انداز میں لکھتا ہے۔

میں دعوے سے کہتا ہوں کہ جس قدر میں نے کاروائی گورنمنٹ کی خیر خواہی کے لیے کی ہے اس کی نظیر نہیں ملے گی۔ ﴿تبلیغ رسالت جلد 3 صفحہ 196﴾

دوسری جگہ پر اپنی ضمیر فروشی کا تذکرہ یوں کیا۔

میں بذاتِ خود سترہ سال سے سرکار انگریز کی ایسی خدمت میں مشغول ہوں کہ درحقیقت وہ ایسی خیر خواہی گورنمنٹ عالیہ کی مجھ سے ظہور میں آئی ہے جو میرے بزرگوں سے زیادہ ہے۔ ﴿تبلیغ رسالت جلد 6 صفحہ 5/6﴾

مرزا کے پاس انگریزی کیمپ میں آنے سے پہلے مال ودولت تو نہیں تھا جو وہ انگریز کی خدمت پر نچھاور کرتا۔جان دینے کی پیش کش کی مگر انگریز کو اس کی ضرورت ہی نہ پڑی تو ایسی کون سی خدمت تھی جس پر مرزا بغلیں بجا رہا ہے کیا یہ ایک حقیقت نہیں؟ کہ انگریز کی خیر خواہی میں مرزا نے اللہ تعالیٰ پر افترا باندھا، حضور خاتم النبیین ﷺ کی ذاتِ اقدس پر رکیک حملے کیے، ملک وملت سے غداری کی، مسلمانوں پر کفر کے فتوے لگائے۔یہ انگریز کی ایسی خیر خواہی اور خدمت ہے جس کی نظیر نہیں ملتی، کاروبارِ ایمان فروشی میں مرزا صف اول کا بیوپاری دکھائی دیتا ہے کہ اس نے اپنے ایمان کو چند ٹکوں کے عوض انگریز کے ہاں گروی رکھ دیا۔

اسلام دشمنی کا اعتراف:

اسلام اور نبی پاک ﷺ سے کھلی بغاوت کفار کے دامن میں ہی پروان چڑھ سکتی ہے۔اسلامی حکومت میں یہ کام ناممکن ہے کہ کوئی شخص ضمیر کی سودے بازی کر کے ذاتِ

رسول ﷺ کے خلاف زبان درازی کا مرتکب ہو۔ انگریز کے سائے میں مرزا نے آیاتِ قرآنِ حکیم کی غلط تاویل کی، احادیثِ رسول ﷺ سے مذاق کیا، شعائرِ اسلام کی بے حرمتی کی۔ مرزا کو بھی اس بات کا احساس تھا کہ انگریزی حکومت کے تعاون کے بغیر ان معمولات کو جاری نہیں رکھا جاسکتا۔ مرزا اس حقیقت کا اعتراف اس طرح کرتا ہے۔

خدا کا شکر ہے کہ اس نے ایسی گورنمنٹ کے سایہ رحمت کے نیچے جگہ دی جس کے زیرِ سایہ میں بڑی آزادی سے اپنا کام چلا رہا ہوں جو کسی اسلامی گورنمنٹ میں نہیں چلایا جا سکتا۔ ﴿تحفہ قیصر یہ صفحہ 27﴾

جو شخص خدا تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کی رحمت سے محروم ہو جائے، پھر وہ غیروں کے سائے کو بھی رحمت کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ دوسرے مقام پر مرزا کذاب داستانِ ایمان فروشی کو یوں بیان کرتا ہے۔

میں اپنے کام کو نہ مکہ میں نہ مدینہ میں نہ روم و شام نہ ایران و کابل میں چلا سکتا ہوں مگر اس گورنمنٹ میں جس کے اقبال کی میں دعا کرتا ہوں ﴿تبلیغ رسالت جلد 6 صفحہ 65﴾

انگریز کا خودکاشتہ پودا:

ان عبارات سے جہاں انگریز کے سازشی ذہن کا علم ہوتا ہے، وہاں مرزا کذاب کی ضمیر فروشی بھی خوب کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ اس بدباطن شخص نے کس کے ایماء پر اُمتِ مسلمہ میں انتشار کا زہر گھولنے کی کوشش کی۔ انگریز نے ملت کی وحدت کو ختم کرنے کے لیے یہ زہریلا پودا لگایا۔ اس حقیقت کو مرزا نے گورنر کو درخواست لکھتے ہوئے اس طرح بیان کیا۔

میرا اس درخواست سے جو حضور کی خدمت میں اسماء مریدین روانہ کرتا ہوں مدعا یہ ہے کہ اگرچہ میں ان خدماتِ خاصہ کے لحاظ سے جو میں نے اور میرے بزرگوں نے محض

صدقِ دل اور اخلاص اور جوشِ وفاداری سے سرکار انگریزی کی خوشنودی کے لیے کی ہیں۔ عنایتِ خاص کا مستحق ہوں۔ لیکن صرف اتنی التماس ہے کہ وفادار اور جانثار، پکے خیر خواہ اور سرکار انگریزی کے خدمت گزار خود کاشتہ پودا کی نسبت خود حضور بھی اور ماتحت حکام بھی عنایت اور مہربانی کی نظر رکھیں۔ ﴿تبلیغ رسالت جلد 7 صفحہ 19﴾

یہ عبارت چیخ چیخ کر مرزا کی حقیقت کو بیان کر رہی ہے اور مرزا اعتراف کر رہا ہے کہ میں غلامِ فرنگ ہوں، میں نے اپنا دین وایمان فرنگیوں کے ہاتھ فروخت کر دیا ہے اور اس سودے بازی پر فخر ہے۔ اس کے بعد بھی اگر کوئی مرزا کو مامور من اللہ، مسیح موعود، مجدد یا کوئی اور لقب دے کر اپنے ایمان کا سودا کرنے پر بضد ہو تو اس کے بارے میں سوائے اس کے کیا کہا جاسکتا ہے۔ ؎ دیدۂ کور کو کیا نظر آئے کیا دیکھے

مخالفتِ جہاد:

کفار جب بھی تلوار لے کر مسلمانوں کے مدمقابل آئے، انہیں ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا۔ انگریز کے جملہ مقاصد میں سے ایک اہم مقصد یہ بھی تھا کہ کسی طرح سے مسلمان جہاد سے دور ہو جائیں تو انگریز کے اقتدار کو طوالت وتقویت میسر ہوگی اس سلسلے میں بھی مرزا کذاب نے گورنمنٹ انگلشیہ کی معاونت کی اور احادیثِ رسول ﷺ کی غلط تاویل کر کے جہاد کی مخالفت کی تاکہ سرکار انگریزی کی عنایات کا دائرہ وسیع ہو جائے۔ مرزا لکھتا ہے:

اب اس کے بعد جو دین کے لیے تلوار اُٹھاتا ہے اور غازی نام رکھا کر کافروں کو قتل کرتا ہے وہ خدا اور رسول کا نافرمان ہے صحیح بخاری کو کھولو اور اس حدیث کو پڑھو جو مسیح موعود کے حق میں ہے یعنی یضع الحرب جس کے معنی یہ ہیں کہ جب مسیح موعود آئے گا تو جہادی لڑائیوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ ﴿ضمیمہ خطبہ الہامیہ صفحہ 28﴾

جس طرح ایک مسخرے نے کہا تھا کہ قرآنِ پاک کا حکم ہے لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ: کسی نے کہا آگے وضاحت بھی تو ہے کہ کس حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ تو وہ کہنے لگا اتنے ہی حکم کی تعمیل ہو جائے تو بڑی بات ہے۔ اسی طرح انگریز کے مسخرے مرزا کذاب نے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے منسوب تمام امور کو نظر انداز کر کے صرف یہ الاپنا شروع کر دیا کہ دیکھو احادیث میں ہے کہ مسیح جنگ ختم کر دیں گے پس میں مسیح موعود آ گیا ہوں۔ چنانچہ دین کیلئے جہاد حرام ہے مرزا نے ممانعت جہاد کے لیے کتنا کام کیا؟ اس کے بارے میں وہ خود لکھتا ہے۔

میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی حکومت کی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اگر اکھٹی کی جائیں تو پچاس (50) الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔

﴿تریاق القلوب صفحہ 15﴾

اس بیان میں حقیقت کتنی ہے؟ اس سے قطع نظر انگریز کی وفاداری خوب نظر آتی ہے کہ مرزا کس طرح انگریز کی غلامی کا دم بھرتا ہے۔ اس کے علاوہ خدمت انگریز میں دلی جوش کا مظاہرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

بیس برس کی مدت سے میں اپنے دلی جوش سے ایسی کتابیں زبان فارسی، عربی، اُردو اور انگریزی میں شائع کر رہا ہوں جس میں بار بار لکھا گیا ہے کہ مسلمانوں کا فرض ہے جس کے ترک سے وہ خدا تعالیٰ کے گنہگار ہوں گے اس گورنمنٹ کے سچے خیر خواہ اور دلی جانثار ہو جائیں اور جہاد اور خونی مہدی کے انتظار وغیرہ جیسے بیہودہ خیالات سے جو قرآن مجید سے ہرگز ثابت نہیں ہو سکتے دستبردار ہو جائیں۔ ﴿تریاق القلوب﴾

جہاد کو اللہ تعالیٰ نے فرض قرار دیا۔ قرآن حکیم نے اس فریضہ کی ادائیگی پر زور دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنفسِ نفیس کفار کے مقابلہ کے لیے تشریف لے گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جانی اور مالی قربانیاں پیش کیں اور مرزا کذاب نے مصلحِ اُمت کا روپ دھار کر دشمنان

اسلام کی محبت میں اور چند روزہ دنیاوی زندگی کی عیش وعشرت کے لیے جہاد کو غلط خیال قرار دیا یہ مہم اس وقت چلائی گئی جب چاروں طرف سے بلادِ اسلامیہ پر یورپی اقوام یلغار کر رہی تھیں۔ اس وقت مرزا کذاب اسلامی ممالک میں جہاد کے خلاف شیطانی خیالات پھیلا رہا تھا۔ وہ لکھتا ہے:

میں نے قرین مصلحت سمجھ کر اس امر ممانعت جہاد کو عام ملکوں میں پھیلانے کے لیے عربی اور فارسی میں کتابیں تالیف کیں جن کی چھپوائی اور اشاعت پر ہزار ہا روپیہ خرچ ہوا اور وہ تمام کتابیں عرب اور بلادِ شام، روم اور مصر، بغداد اور افغانستان میں شائع کی گئیں میں یقین رکھتا ہوں کہ کسی نہ کسی وقت ان کا اثر ہو گا۔ ﴿تبلیغ رسالت جلد 6 صفحہ 160﴾

جہاد کے خلاف یہ جدو جہد انگریزی حکومت کے ایما پر تھی اور مرزا کذاب کو انگریز سے مال وزر کا لالچ تھا۔ یہی بات مرزا کو اسلام دشمنی پر اُبھارتی تھی اور قرین مصلحت مرزا کے نزدیک یہی امر تھا کہ جتنی جہاد کی مخالفت کروں گا اتنی ہی وافر اعانت انگریز کی طرف سے ہو گی وہ خود اس حقیقت کا اعتراف یوں کرتا ہے۔

میں یقین رکھتا ہوں کہ ایک دن یہ گورنمنٹ عالیہ ضرور میری ان خدمات کی قدر کرے گی۔ ﴿تبلیغ رسالت جلد 10 صفحہ 28﴾

قادیانیوں کے ناپاک عزائم:

قادیانیت کی پیدائش انگریزی حکومت کے دور میں ہوئی تا کہ ہندوستان کی مسلمان قوم کے اذہان وقلوب کو عشقِ مصطفیٰ ﷺ سے محروم کر دیا جائے۔ مرزا کذاب نے ساری زندگی اسلام دشمنی میں گزاری اسلامی شعائر، مقدس مقامات اور بزرگ شخصیات کے خلاف دریدہ دہنی سے کام لیا۔ حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ کے مقابلے میں اپنے آپ کو نبی کے طور پر پیش

کیا اور خدا تعالیٰ جل جلالہ کی بارگاہ میں بھی غلیظ کلمات بولے اور لکھے (نعوذ باللہ) اور اس سے مقصد صرف یہ تھا کہ انگریزی حکومت کو استحکام حاصل ہو جائے۔ یہ بات بھی پوشیدہ نہیں کہ قادیانی جس طرح انگریز کے کل وفادار تھے، آج بھی ان کی وفاداریاں یہود و ہنود کے ساتھ ہیں۔ اسرائیل ملت اسلامیہ کا سخت ترین دشمن ہے۔ فلسطین کی سرزمین پر اس نے ظالمانہ قبضہ کر رکھا ہے۔ حکومت پاکستان نے اب تک اسرائیل سے سفارتی تعلقات منقطع کر رکھے ہیں اور اسرائیل کو تسلیم بھی نہیں کیا گیا لیکن قادیانی سفارت خانہ اسرائیل میں موجود ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ مسلمانوں سے اپنے جذبۂ عداوت کی تسکین کے لیے عالمِ اسلام کے خلاف منصوبوں اور سازشوں کو بروئے کار لانے کے لیے اسرائیل مرکز ہے جس طرح قادیانیوں کی ملتِ اسلامیہ اور مسلمانوں سے دشمنی کی وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین ماننا اور مرزا کذاب کو لعنتی قرار دینا ہے، اسی طرح یہودی بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے اُلفت ومحبت کی وجہ سے مسلمانوں کے دشمن ہیں۔ اور بالخصوص اسرائیل کے سرکردہ افراد کی آنکھوں میں پاکستان کانٹے کی طرح چبھتا ہے اور قادیانی بھی پاکستان دشمنی میں اسرائیل کے صف اوّل کے ساتھی ہیں، ایک یہودی فوجی ماہر پروفیسر ہرنز لکھتا ہے۔

پاکستانی فوج اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے غیر معمولی عشق رکھتی ہے اور یہی وہ بنیاد ہے جس نے پاکستانیوں اور عربوں کے باہمی رشتے مستحکم کر رکھے ہیں یہ صورت حال عالمی یہودیت کیلئے شدید خطرہ رکھتی ہے لہذا یہودیوں کو چاہیے کہ وہ ہر ممکن طریقے سے پاکستانوں کے اندر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا خاتمہ کریں۔ ﴿نوائے وقت 22 مئی 1972ء﴾

یہ ایک فوجی جرنیل کا زہر ہے، جو اس نے پاکستان اور اسلام کے خلاف اپنی قوم کو تحفے میں دیا ہے۔

بن گوریان:

اسرائیل کے سابق صدر بن گوریان نے عرب اسرائیل جنگ کے بعد پیرس کی سوبورن یورنیورسٹی میں تقریر کی۔ 19 اگست 1967ء کو برطانیہ کے یہودی میگزین جیوش کرانیکل نے اس تقریر کے کچھ حصے نقل کیے اس کا اقتباس پڑھیے۔

طلسمی یہودی تحریک کو پاکستان سے جو خطرہ ہے اسے فراموش نہ کرنا چاہیے۔ پاکستان ایک نظریاتی ریاست ہے اور ہمارے وجود کے لیے چیلنج ہے۔ اسے اب ہمارا پہلا نشانہ بننا چاہیے۔ پوری پاکستانی قوم یہودیوں سے نفرت اور عربوں سے محبت کرتی ہے۔ یہ محبت ہمارے لیے خود عربوں سے بھی زیادہ خطرناک ہے، لہٰذا عالمی یہودی تحریک کا یہ فرض ہے کہ وہ پاکستان کے خلاف فوری اقدامات کرے۔

بن گوریان نے مزید کہا:

چونکہ براعظم ہند کے باشندے ہندو ہیں، پوری تاریخ میں ان کے دل مسلمانوں کی دشمنی سے لبریز رہے ہیں، اس لیے ہندوستان ہمارے لیے پاکستان کے خلاف کاروائی کرنے کے لیے نہایت اہم اڈہ بن سکتا ہے۔ اب ہمارے لیے لازم ہے کہ ہم اس اڈے سے فائدہ اٹھائیں اور یہودیت اور صیہونیت کے دشمن پاکستانیوں کو کاری ضرب لگا کر کچل دیں۔ یہ کام نہایت رازداری کے ساتھ اور خفیہ منصوبوں کے تحت سرانجام دینا چاہیے۔

﴿نوائے وقت 22 مئی 1972﴾

تقریر کا ایک ایک لفظ زہر میں چبھویا ہوا تیر ہے اور یہودیوں کے زہرناک پروگرام کی تفصیل سے آگاہ کر رہا ہے کہ وہ پاکستان کے وجود سے کس قدر نالاں ہیں۔ اسی لیے یہودی قادیانیوں کو اسرائیل میں پروان چڑھا رہے ہیں کہ اسرائیل کی طرح قادیانی بھی

پاکستان کے اندر ایک علیحدہ حکومت قائم کریں۔ پاکستان میں دہشت گردی، غنڈہ گردی، تخریب کاری کی تمام کاروائیوں میں اسرائیل اور قادیانیوں کی سازش شامل ہوتی ہے تاکہ پاکستان کی سالمیت کو خطرہ لاحق ہو اور قادیانی سٹیٹ کے لیے راہ ہموار کی جاسکے۔ یہ محض جذبات نہیں، بلکہ ایک حقیقت ہے۔ قادیانیوں کے قلبی عزائم جو نوک قلم تک آگئے۔ مرزا البشیر الدین کا خطبہ پڑھیے۔

ہماری بھلائی کی صرف ایک صورت ہے اور وہ یہ کہ تمام دنیا کو اپنا دشمن سمجھیں تاکہ ان پر غالب آنے کی کوشش میں مصروف رہیں کیونکہ جب تک مخالفت نہ بڑھے ہمیں ترقی نہیں ہوسکتی۔ ﴿الفضل 25 اپریل 1930ء﴾

اس کے بعد 1932ء میں خلیفہ نے تقریر کرتے ہوئے بڑے کھلے الفاظ میں اپنے ناپاک عزائم کو ظاہر کیا۔

ابھی تک احمدیوں (قادیانیوں) کے پاس ایک چھوٹا سا ٹکڑا بھی نہیں جہاں احمدی ہی احمدی ہوں۔ کم از کم ایک علاقے کو مرکز بنالو اور جب تک ایسا مرکز نہ ہو، جس میں کوئی غیر آدمی نہ ہوں، اس وقت تک تم مطلب کے مطابق امور جاری نہیں کرسکتے۔ جب تک تمہاری بادشاہت قائم نہ ہوجائے یہ راستے کے کانٹے دور نہیں ہوسکتے۔

﴿الفضل 12 مارچ 1932ء﴾

قادیانیت نے اسلام دشمن طاقتوں کی کوکھ سے جنم لیا اور مخالفتِ اسلام اسے گھٹی میں ملی۔ جس مملکت میں بھی اسلام پھیلے قادیانیوں کو اس سے چڑ ہے۔ جب ربوہ کے ڈاکوؤں نے مسلمان طلباء پر حملہ کیا اور اس کے بعد 1953ء میں تحریکِ ختم نبوت چلی تو اس وقت خواجہ ناظم الدین نے ظفر اللہ خان کو منع کیا کہ پارلیمنٹ کے رُکن کی حیثیت سے جہانگیر پارک کراچی میں وہ قادیانیت کے پلیٹ فارم سے تقریر نہ کرے مگر ظفر اللہ خان

قادیانی نے نہ صرف وہاں تقریر کی بلکہ اسلام اور پاکستان کے خلاف اشتعال انگیزی بھی پھیلائی ۔یہ بات بھی اب راز نہیں رہی کہ ایم ایم احمد قادیانی نے کس طرح مشرقی پاکستان کے لوگوں میں احساس محرومی بڑھایا، جس کے نتیجے میں بنگلہ دیش معرض وجود میں آیا اور پاکستان کو ایک عظیم خطے سے محروم ہونا پڑا۔ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو پاکستان کی سائنسی ٹیکنالوجی اپاہج رکھنے کے صلہ میں نوبل پرائز سے نوازا گیا۔اس کے جانے کے بعد جب محسنِ پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خان نے پاکستان کو ایٹمی قوت بنا کر اسے عالم اسلام میں منفرد مقام دلایا تو یہود وہنود کے اذہان وقلوب ماؤف ہوگئے اور سازشوں کے انبار لگا کر ڈاکٹر صاحب کو نظر بند کر دیا گیا۔ان تمام امور سے یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ قادیانی یہود وہنود کے ساتھ مل کر پاکستان کی سالمیت کے خلاف سازشیں کرنے میں مصروف ہیں اور حکومت کی خواہش جیسے خیالات کو عملی جامہ پہنانے کے لیے مرزا کذاب کے ورثاء بے تاب ہیں۔

انہی خدشات کے پیشِ نظر قائدِ ملّتِ اسلامیہ حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی نے 30 جون 1974ء کو حزبِ اختلاف کی طرف سے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے لیے قرارداد پیش کی ۔اس قرارداد پر 37 ممبران نے دستخط کیے۔البتہ جمیت علمائے اسلام کے مولوی غلام غوث ہزاروی اور مولوی عبدالحکیم نے دستخط کرنے سے انکار کر دیا۔اسی قرارداد کے نتیجے میں 7 ستمبر 1974ء کو پارلیمنٹ نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔قادیانیوں کی سازشیں سامنے آجانے کے بعد حکامِ اعلیٰ کو قادیانیت سے بہت محتاط رہنے کی ضرورت تھی ،لیکن حیرت کی بات یہ ہے کہ ملکی حفاظت ،سیاست ،صنعت وتجارت، اقتصادی ومعاشی معاملات وغیرہ تمام شعبوں میں آج قادیانی دخل انداز ہیں۔ایسے کھلے دشمنوں پر اعتماد عقل ودانش پر ماتم کے مترادف ہے۔

دوسرا پہلو:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یمن سے مٹی میں ملا ہوا تھوڑا سا سونا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا تو آپ نے اسے بنی مجاشع کے فرد اقرع بن حابس، عیینہ فزاری، بنی کلاب کے علقمہ بن علاثہ عامری اور بنی نبہان کے زید الخیل طائی کے درمیان تقسیم فرمادیا۔ اس پر قریش اور انصار کو ناگواری ہوئی اور انہوں نے کہا: ہمیں چھوڑ کر سردارانِ نجد کو مال دیا جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا: میں تو ان کی تالیفِ قلب کے لیے کرتا ہوں۔ اسی دوران ایک شخص آیا جس کی آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئیں، پیشانی ابھری ہوئی، داڑھی گھنی، گال پھولے ہوئے اور سر منڈا ہوا تھا، اس نے کہا: یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اتق اللہ فقال فمن یطیع اللہ اذا عصیتہ ''اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ سے ڈریئے تو آپ نے فرمایا: اگر میں اللہ کی نافرمانی کرتا ہوں تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والا کون ہے؟ حالانکہ اس نے مجھے اہلِ زمین پر امین بنایا ہے اور تم مجھے امین نہیں مانتے تو صحابہ میں سے ایک شخص نے اس کے قتل کی اجازت مانگی۔ یہ غالباً حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں منع فرمادیا۔ جب وہ چلا گیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس شخص کی نسل سے ایسے لوگ پیدا ہوں گے کہ وہ قرآن پڑھیں گے لیکن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، وہ اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے، وہ بت پرستوں کو چھوڑ کر اہلِ اسلام کو قتل کریں گے۔ اگر میں انہیں پاؤں تو قوم عاد کی طرح انہیں ضرور قتل کردوں۔

﴿بخاری شریف جلد 2 صفحہ 1105﴾

توہینِ رسالت کا یہ دوسرا انداز ہے کہ وہ شخص اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتا تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بزعم خود نصیحت بھی کرتا تھا (العیاذ باللہ)۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق یہ اندازِ فکر خارجیت کی صورت میں نمودار ہوا۔ خارجیوں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور

حضرت امیر معاویہ ﷺ جیسے صحابہ پر شرک کا الزام دھرا۔ جب رائے اور نقطۂ نظر کا اختلاف حل کرنے اور خون ریزی روکنے کے لیے حضرت علی ﷺ اور حضرت امیر معاویہ ﷺ نے چند افراد کو حکم (ثالث) مقرر فرمایا تو خارجیوں نے علیحدگی اختیار کر لی۔ ان کا موقف یہ تھا کہ قرآن حکیم میں ہے: لَا حُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ "اللہ کے سوا کسی کا حکم نہیں"

چونکہ حضرت علی ﷺ اور حضرت امیر معاویہ ﷺ نے غیر اللہ کو حکم بنایا ہے لہذا وہ دونوں مشرک ہو گئے (العیاذ باللہ)

حضرت عبداللہ بن عباس ﷺ کی کوشش و تعلیم کے باوجود بھی وہ لوگ مخالفت سے باز نہ آئے۔ جب تمام کوششیں ناکام ہو گئیں تو حضرت علی ﷺ نے ان پر لشکر کشی کر کے اس فتنہ کی کمر توڑ دی۔ مگر افسوس کہ خارجی جماعت کے افکار و نظریات کا تاریخی سفر جاری رہا۔ آج بھی توحید کی آڑ میں توہینِ رسالت کا ارتکاب کیا جاتا ہے۔ کافروں کے متعلق نازل شدہ آیات کو مسلمانوں پر چسپاں کر کے اہلِ اسلام کو شرک و بدعت کا الزام دیا جاتا ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمر ﷺ نے اس فتنہ کی نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا تھا:

هم شرار خلق الله وقال انهم انطلقوا الى آيات نزلت في الكفار فجعلوها على المؤمنين ﴿بخاری شریف جلد 2 صفحہ 1024﴾

"خوارج بدترین مخلوق ہیں۔ یہ لوگ ان آیات کو جو کفار کے بارے میں نازل ہوئیں مسلمانوں پر ڈھالنے لگے"

بعد میں یہود و ہنود نے اس اندازِ فکر کی بھرپور سرپرستی کی۔ اُمتِ مسلمہ کی وحدت ختم کرنے اور افتراق و انتشار پیدا کرنے کے لیے اس فتنہ کی خوب آبیاری کی اور نام نہاد مسلمانوں کو نبی کریم ﷺ اور اسلام کے خلاف اپنی سازشوں میں آلۂ کار بنا لیا۔ جس کی تفصیل کچھ یوں ہے:

مرتدِ اعظم شیطان رشدی:

یہود و ہنود کا ہمیشہ سے یہ وطیرہ رہا ہے کہ نام نہاد مسلمان کے ذریعہ اسلام کے خلاف اُٹھنے والی آواز کی حوصلہ افزائی کی جائے اور اس کی بھرپور سرپرستی کی جائے مغرب کے لوگ مذہب سے بہت دور ہیں، اسلام دینِ فطرت ہے اور یہود و ہنود کو خطرہ یہ ہے کہ جب لوگ دین اسلام کا مطالعہ کریں گے تو اسلام کی آفاقیت کو دیکھ کر دائرہ اسلام میں داخل ہو جائیں گے۔ اسلام ایک علاقہ یا ایک ملک کا مذہب نہیں بلکہ آفاقی دین ہے۔ عیسائیت اور یہودیت اپنی حقیقت بدل چکی ہیں۔ ان کی تصویر مسخ ہو گئی ہے باقی تمام مذاہب بھی اپنی اصلی حالت پر قائم نہ رہ سکے اس دور میں اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو غیر محرف شدہ ہے۔ انگریز ہمیشہ اسلام دشمنی میں پیش پیش رہتا ہے اور اسلام دشمن اشخاص کی معاونت بھی انگریزوں کی سرشت میں شامل ہے۔ اس فہرست میں گستاخ رسول، دشمنِ اسلام شیطان رُشدی کا نام بھی شامل ہے۔ یہ شخص دل آزاریٔ مسلم میں اپنی مثال آپ ہے۔

شیطان رشدی کے خاندانی حوالے سے مولانا شہاب الدین آف انڈیا رقم طراز ہیں۔ ملعون سلمان رشدی کا تعلق علی گڑھ اور لکھنو سے رہا ہے۔ اس کی ماں کا نام زہرہ بٹ ہے۔ ایک شریف انسان شاغل نامی شخص سے اِس کی شادی ہوئی۔ شاغل کا تعلق مسلم یورنیورسٹی علی گڑھ کے شعبہ معاشیات سے رہا ہے اور وہ آج بھی علی گڑھ میں مقیم ہیں۔ سلمان رشدی کی ماں زہرہ بٹ کے والد عبداللہ بٹ نے اجمل خان طبیہ کالج علی گڑھ کے پرنسپل ریٹائرڈ ہونے پر اپنا شفاخانہ بارہ دری علی گڑھ میں کھولا تھا۔ ڈاکٹر عبداللہ بٹ کا تعلق قادیانی فرقہ سے تھا۔ علی گڑھ چھوڑنے کے بعد وہ پاکستان مقیم ہو گیا اور اس کی وہیں موت ہو گئی زہرہ بٹ اب بھی زندہ ہے اور اپنا نام بدل کر کراچی میں سکونت اختیار کیے ہوئے ہے زہرہ بٹ کے سگے بھائی محمود بٹ اب بھی لکھنؤ میں ہیں۔ یو۔ پی کے چیف سیکرٹری رہے۔

ان کی ایک کوٹھی بٹ ہاؤس کے نام سے اب بھی میرس روڈ لکھنو پر ہے، حالانکہ محمود بٹ نے اس کو ایک لالہ (ہندو) کے ہاتھ فروخت کر دیا ہے۔ زہرہ بٹ کے شوہر شاغل صاحب اعظم گڑھ کے انصاری گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کے حقیقی بھتیجے کی شادی ادریس صاحب یونیورسٹی انجینئر کی لڑکی سے ہوئی۔ ان کی کوٹھی چھتری کے نام سے میرس روڈ پر ہے۔ شاغل صاحب کی اہلیہ زہرہ بٹ جب کشمیر گھومنے گئی تھی تو وہاں ایک کشمیری سے اس کا معاشقہ ہو گیا اور علی گڑھ واپس آنے پر شاغل صاحب کو چھوڑ کر کشمیری عاشق کے ساتھ رنگ رلیاں منانے لگی۔ لہٰذا یہ شیطان رشدی اسی کی ناتحقیق اولاد میں سے ہے۔ کشمیری عاشق کے ساتھ زہرہ بٹ ممبئی چلی گئی اور وہاں سے انگلینڈ جا کر بود و باش اختیار کر لی۔ شاغل صاحب اب بھی علی گڑھ میں باعزت زندگی گزار رہے ہیں۔ ملحد سلمان رشدی ہندی نژاد انیس رشدی کے یہاں زہرہ بٹ سے 1947ء میں پیدا ہوا۔ ممبئی میں رہ کر ابتدائی تعلیم حاصل کی یہ انیس رشدی وہی شخص ہے جس سے زہرہ بٹ کا معاشقہ ہو گیا تھا۔

ملعون رشدی نے ابتدائی تعلیم عیسائی سکولوں میں حاصل کی اور اوائل عمر سے ہی اسلام سے نفرت، نبی پاک ﷺ سے بغض اور قرآن مجید کے بارے میں شک و شبہ اس کی رگ و پے میں سرایت کر گیا تھا۔ یہ فطری بات تھی کی گمراہی والا چھپا ہوا کینہ اس کے دل پر غالب آ جائے اور بچپن ہی سے اسے زنگ آلود بنا دے کیونکہ جو کچھ اسلام کے بارے میں وہ اپنے باپ (جس کی ناجائز اولاد تھا) سے سنا کرتا تھا وہ اسے اسلام سے دور کرنے والا تھا۔ اور جو کچھ اسکول سے حاصل کر رہا تھا وہ اس دوری میں مدد و معاون بن رہا تھا چنانچہ اس طریقہ سے گھر اور مدرسہ اس کی شخصیت کافرہ کی تعلیم میں ایک دوسرے کے معاون ثابت ہوئے۔

انیس رشدی اور زہرہ بٹ جب لندن پہنچے تو سلمان رشدی کی عمر تقریباً تیرہ (13) سال تھی۔ اس کے نام نہاد باپ نے اسے لندن کے ایک سیکنڈری سکول راجبی نامی میں داخل کر ادیا وہاں اس نے ثانوی تعلیم کی سند حاصل کی، پھر (Cambridge University)

کیمبرج یونیورسٹی، کنگز کالج کے شعبہ تاریخ میں بھی تعلیم حاصل کرتا رہا۔

کالج کی تعلیم کے بعد کچھ عرصہ پاکستان ٹیلی ویژن میں ملعون رشدی کام کرتا رہا، لیکن اسلام مخالف جذبات اور اپنی ذہنی آوارگی کی بنا پر وہ ناکام رہا۔ اس کے بعد ملعون رشدی واپس لندن لوٹ گیا اور اسلام کے خلاف اس کا غصہ اور بھڑک اُٹھا۔ لندن واپس پہنچ کر اس نے ملازمت کی تلاش شروع کردی یہاں تک کہ نشریات کی ایک ایجنسی میں اس نے نوکری کرلی اور مستقل آمدنی طے ہوجانے کے بعد اس نے تحریر کا کام شروع کیا۔ رشدی کی پہلی کتاب گرائمس (Grimas) تھی اس وقت تک رشدی ایک گمنام شخص تھا۔ اس کا ناشرین واخباری مراکز سے کوئی رابطہ نہ تھا۔ وہ آناً فاناً شہرت حاصل کرنے کی خواہش رکھتا تھا۔ وہ نمود ونمائش کا قائل ہے۔ اگر لوگ اس سے اپنی ماں کو گالی دے کر خوش ہوسکتے ہیں تو وہ اپنی ماں کو ہزار بار گالی دے سکتا ہے۔ مال وزر کے لیے اپنی عزت کو سر بازار تار تار کرسکتا ہے۔ اس کی زندگی کا اہم ترین پہلو نمائش اور سوداگری ہے۔ زہرہ بٹ نے رشدی کی شادی ایک یہودی لڑکی سے کی لیکن رشدی کو ایک سیڑھی کی ضرورت تھی۔ کلاریسا لارڈ نامی لڑکی جو اخباری میدان میں اہم مقام رکھتی تھی اور بہت سے ناشرین کے ساتھ اس کے روابط تھے۔ رشدی نے اسے اپنے دام تزویر میں لے کر اس سے شادی رچالی اور اس کے ذریعے ناشرین سے رابطہ کر کے اس نے ایک ناول "اطفال منتصف اللیل" مڈنائٹ چلڈرن کے نام سے تحریر کیا۔ سلمان رشدی کی تحریروں سے اس کے آوارہ مزاج کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ اس کی تحریریں گالی گلوچ، یاوہ گوئی اور فحش کلامی سے بھرپور ہیں۔

رنگی سکول نے رشدی کا لہجہ، دین اور اخلاق بگاڑ دیے تھے۔ جب انگریز بچے اسے کالا تصور کر کے غلامی کا طعنہ دیتے تھے اور رشدی کو انگریزی میں گالیاں دیا کرتے تھے۔ مڈنائٹ چلڈرن میں سلیم شنائی کا مرکزی کردار ہے جو کہ حقیقت میں خود سلمان رشدی کی آپ

بیتی ہے۔اس ناول میں رشدی نے کھل کر اپنے خاندان پر کیچڑ اچھالا ہے، یہاں تک کہ اپنی ماں، خالاؤں، بہن اور نانی کو بھی معاشرے کے سامنے ننگا کر کے دکھا دیا۔ جو شخص اپنے نانا نانی، ماں باپ کی شبِ زفاف اور خود اپنی ممانی کے ساتھ زنا کاری کی کہانیاں فخر سے اور محظوظ ہو کر لکھے۔ ایسے رائٹر کے قلم سے شرافت اور سنجیدگی کی توقع رکھنا ایک احمقانہ خواہش تصور کی جائے گی۔ ہالی وڈ کی بدنام زمانہ فنکارہ میڈونا نے بھی اپنے جنسی تعلقات کا تذکرہ کیا لیکن رشدی اپنے خاندان کے جنسی رجحانات کی تصویر کشی میں میڈونا سے بھی چار قدم آگے ہے ۔اس ناول میں رشدی کی گھریلو زندگی کے کئی فحش پہلوؤں سے پردہ اٹھتا ہے۔اس کتاب پر برطانیہ نے رشدی کو بوکر ایوارڈ بھی دیا۔اس کے بعد رشدی نے "Shame" کے نام سے تیسری کتاب لکھی، اس ناول کا مرکزی کردار عمر خیام ہے۔ناول شیم میں زنا، بدکاری اور ناجائز اولاد وغیرہ کے عنوان کہانی کی شکل میں پیش کیے گئے۔ناول شیم میں رشدی نے حرا ہسپتال کو ایک فحبہ خانے کے طور پر پیش کیا۔ ایسے غلیظ خیالات کے ساتھ رشدی کا مغربی اقدار کی طرف رجحان اور اس سے وابستگی بھی ظاہر ہوتی ہے۔رشدی کی ماں جب اپنے شوہر کو چھوڑ کر ڈاکٹر رشدی کی بانہوں میں چلی گئی اور اس کے عاشق نے بھی اسے قبول کر لیا تو ظاہر ہے اس کے بعد بھی وہ دونوں اپنی جنسی تسکین کے لیے کسی دوسری جگہ پر منہ مارتے ہوں گے۔چونکہ رشدی کی تربیت ہی ایسے پراگندہ ماحول میں ہوئی، جہاں شرم وحیا نام کی کوئی چیز نہ تھی تو ان باتوں نے اس کے ذہن کو کافی متاثر کیا جو اس کی تحریروں میں نمایاں ہے۔

مشرقی تہذیب میں شادی کے بندھن کو جتنی اہمیت حاصل ہے، مغربی تہذیب میں اسے اتنی اہمیت نہیں دی جاتی بلکہ جب جی چاہے، میاں بیوی اس بندھن کو توڑ کر آزادانہ زندگی گزار سکتے ہیں اور رشدی جیسے بدباطن کے لیے تو شادی بھی ایک سوداگری ہے۔کلاریسا نے جب برطانوی پریس سے رشدی کا میل جول کرا دیا تو رشدی کلاریسا سے بیزار نظر آنے لگا اور

امریکہ کی وسعتوں میں پہنچنے کے لیے اسے ایک امریکن لڑکی کی ضرورت پیش آئی۔ میرین وگنز نے اس کی اس ضرورت کو پورا کر دیا۔ یہ ایک امریکی کاتبہ تھی اور اس کا تعلق دیگر ذرائع ابلاغ سے تھا۔ چونکہ رشدی کلاریسا نامی عورت سے اس طرح کے فوائد حاصل کر چکا تھا تو میرین وگنز سے بھی اسی خواہش پر تعلق استوار کیا۔ میرین کا والد ایک عیسائی مبلغ تھا اور ماں ایک یونانی چرچ کی پیرو کار تھی ۔ ذہنی تضادات اور تفاوت کا ماحول بچوں کو ذہنی سکون سے محروم کر دیتا ہے ۔ میرین وگنز بچپن ہی سے ذہنی خلفشار کا شکار تھی لیکن رشدی کا میرین کے ساتھ شادی کرنے کا مقصد اور تھا۔ رشدی اپنے تعلیمی ماحول، گھریلو بے راہ روی کی وجہ سے بدقماش اور عیاش فطرت رکھتا تھا۔ پھر یورپ پہنچ کر جہاں اخلاق باختگی کو فیشن کا درجہ حاصل ہے، رشدی مذہب سے دور ہوتا چلا گیا اس کے بعد جب عیسائی عورتیں اس کی زندگی میں آئیں تو رشدی نہ صرف مذہب سے بہت دور ہوا بلکہ اس کا جھکاؤ مذہب سے نفرت کی طرف ہو گیا۔ بنیادی طور پر مغربی ماحول کی آزادیوں اور اسلامی پابندیوں پر سمجھوتہ ممکن نہیں۔ جو شخص مغربی ماحول میں رچ جائے، اس کا اسلامی معاشرتی قیود پر معترض ہونا فطری بات ہے۔ شریکِ حیات کے بنیادی عقائد سے بظاہر کوئی تعلق نہ بھی ہو مگر ذاتی تصورات کو ماحول کی آمیزش سے بچائے رکھنا مشکل ہوتا ہے۔ جس مادر پدر آزاد ماحول، لہو و لعب، جام و مے کی رنگینی نے رشدی کے ذہن کو متاثر کیا، وہی ماحول اسے مذہب اور معاشرتی اقدار سے بھی کوسوں دور لے گیا۔ کلاریسا اسے اپنے انگلش گھریلو ماحول میں لے گئی، جہاں از خود اسلام دشمنی پروان چڑھتی رہی۔ کلاریسا لارڈ سے حسب توقع فوائد حاصل کرنے کے بعد رشدی نے میرین نامی جس لڑکی کا انتخاب کیا اس کی اسلام دشمنی ظاہر تھی۔ رشدی اور میرین کی شادی کو ایک سال ہونے کو تھا کہ رشدی کی ذہنی گندگی کی وجہ سے باہر کا ماحول بھی خراب ہونے لگا۔ اس کے ذہنی تعفن سے انتشار کی فضا پھیلنے لگی اور رشدی کے لگائے ہوئے پودے کڑوے پھل دینے لگے اور اس نے Satanic Verses نامی

کتاب شائع کی اس غلاظت کے پلندے کو شائع کرنے میں یہودیت مائل پیٹر میٹر وائی کنگ پینگوئن کے سربراہ کا تعاون رشدی کے ساتھ رہا۔

پیٹر میٹر نے رشدی کی ہرزہ سرائی کی سرپرستی کیلئے پیسے کو پانی کی طرح بہایا۔ یوں تو رشدی نے ہر کتاب میں کفر و گمراہی کی کچھ نہ کچھ باتیں ضرور شامل کیں۔ مقدس مقامات و شخصیات کو تضحیک کا نشانہ بنایا اور مغربی ذرائع ابلاغ اس روایت کو خوش آمدید کہتے رہے۔ اس وجہ سے نہیں کہ وہ کتابیں فنی اہمیت کی حامل تھیں، ان میں ادبی رنگ نمایاں تھا بلکہ اس لئے کہ یہ اسلام کے خلاف کینہ و بغض کی ترجمانی کر رہی تھیں، جو ان کے دلوں میں چھپا ہوا تھا اور یہ طباعت کے ادارے ہر روایت کیلئے ایسا زہریلا مقدمہ پیش کر رہے تھے، جس میں یہ غلط بات کی جارہی تھی کہ ان باتوں کا لکھنے والا مسلمان ہے۔ اس طرح رشدی اسلام دشمن طاقتوں کے قریب ہوتا چلا گیا، وہ اس کی حوصلہ افزائی کرتے رہے۔ لیکن شیطانی آیات Satani-verses رشدی نے انسانی معیار سے گر کر تصنیف کی اور کائنات کی سب سے عظیم شخصیت ختم الرسل، تاجدار انبیاء، رحمۃ للعالمین، شافع محشر ﷺ کی ذات اقدس پر حملہ کیا اس کے علاوہ انبیائے کرام علیہم السلام امہات المومنین، ملائکہ مقربین، اولیاء کرام کی بارگاہ میں بیہودہ باتیں لکھیں۔ شیطانی آیات جس کو اسلام دشمن طاقتوں نے پذیرائی دی، اس کتاب کو رشدی نے ایک ناول کی شکل دی اور اس کے دو مرکزی کرداروں میں سے ایک کا نام جبریل اور ایک کا نام صلاح الدین چھچہ رکھا۔ اس طرح اس نے شروع سے ہی سید الملائکہ حضرت جبریل علیہ السلام اور معرکہ صلیب و ہلال کے عظیم ہیرو اور درویش صفت سلطان صلاح الدین ایوبی کا مذاق اڑایا، اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ یہ بھی لکھا کہ جبریل کی والدہ بھی تھی وہ کبھی اسے فرشتہ اور کبھی شیطان (نعوذ باللہ) کہتی تھی۔ اس طرح ملعون رشدی نے دنیا کو یہ باور کرانا چاہا کہ حضرت جبریل امین کے ذریعہ لائی گئی وحی کی کوئی

حیثیت نہیں۔اس بدنامِ زمانہ ناول کے یہ دو کردار خواب دیکھتے ہیں ان خوابوں کی آڑ میں درحقیقت اس ملعون مردود شیطان صفت شخص نے مقدس شخصیات کی توہین کی اور انتہائی بھونڈے انداز میں گالیاں بکی ہیں۔قرونِ وسطیٰ کے مستشرقین خصوصاً مذہبی راہنما، راہب اور پادری جب آقائے نامدار قائد المرسلین ﷺ کا نام مبارک لیتے تو توہین کی نیت سے ''مہونڈ'' (نعوذ باللہ) لکھ کر ازلی بدبختی اور شقاوت کا ثبوت دیتے تھے۔اس بدباطن ملعون رشدی نے بھی اس کتاب میں ایک خواب کا نام ''مہونڈ'' رکھ کر حضور سید عالم ﷺ کی مکی زندگی کو تنقید کا نشانہ بنایا اور اہل مغرب کی چمچہ گیری کا ثبوت دیتے ہوئے اپنے آپ کو جہنم کا ایندھن بنالیا۔اس لعنتی شخص نے ایک خواب کا نام ''عائشہ'' بھی رکھا اس میں سرکار دو عالم ﷺ کی مدنی زندگی اور ازواجِ مطہرات کی ذواتِ قدسیہ پر طعن و تشنیع کے تیر برسائے اور گندی زبان استعمال کی۔شیطانی آیات میں اس بدبخت نے ایک خواب کا نام ''جہالت کی طرف واپسی رکھا'' جس میں فتح مکہ اور رسول معظم ﷺ کی زندگی مبارک کو بے ہودہ طریقے سے پیش کیا۔

بھارتی نژاد ملعون رشدی نے جب یہ کتاب لکھ کر ابلیسی مشن میں پیش قدمی دکھائی تو کفار اس کی سرپرستی کیلئے میدان میں آگئے۔سلمان رشدی کی کتاب Satanic-verses اسلام کی روز افزوں ترقی کے خلاف بند باندھنے کا سوچا سمجھا منصوبہ ہے۔رشدی اتنے پائے کا لکھاری نہیں کہ اسے ادیب قرار دیا جاسکے وہ تو محض اپنے ضمیر کا سوداگر ہے، اور جو پراگندہ خیالات اس کے ذہن وقلب میں ہوں، انہیں صفحات پر منتقل کر دیتا ہے۔رشدی نے جب اپنی گالیوں، یاوہ گوئی، فحش کلامی اور بیہودہ خیالات کو شیطانی آیات کا نام دے کر شائع کیا تو ایک انگریز نقاد آبیرون والے نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا۔

Mr Salman Rushdie deserves to be punished for bad English

مسٹر رشدی اپنی خراب انگلش پر سزا کا مستحق ہے۔

خشونت سنگھ نے اس کتاب کے بارے میں لکھا:

Even as a Novel the Satanic verses is not readable

سٹینک ورسز بطور ناول بھی مطالعہ کے لائق نہیں۔

برطانیہ و امریکہ کے صاحبانِ اقتدار کیلئے سلمان رشدی کی تحریر اور اس کی لچر زبان یقیناً کوئی کشش نہیں رکھتی نہ اس کے باپ کی شراب نوشی یا ماں کی زنا کاری ان کی فرحت کا باعث ہو سکتی ہے اور نہ ہی سلمان رشدی کی ممانی کے ساتھ بدکاری اور بہن کے ساتھ مباشرت کے تذکرے ان کے لئے نئے ہیں بلکہ اس میں ان کے اسلام دشمنی کے جذبے کی تسکین ہے اور دنیا کو یہ پیغام دینا ہے کہ ہمارے نزدیک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت کوئی معنی نہیں رکھتی۔ سلمان رشدی کی اس دریدہ دہنی کے خلاف مسلمان سراپا احتجاج بن گئے ہر ملک اور ہر خطے میں احتجاج کیا گیا۔ رشدی کا کھلی فضا میں سانس لینا دشوار ہو گیا۔ رشدی نے 1999ء میں خود اقرار کیا کہ اب وہ نارمل زندگی نہیں گزار رہا کیونکہ گستاخ رسول کے مقدر میں ایسی ہی رسوائی ہوتی ہے علماء اسلام نے رشدی کے قتل کا فتویٰ دیا بعض لوگوں نے اس کے قتل پر انعام مقرر کیا۔ ایران کے رہنما امام خمینی نے بھی رشدی کے سر کی قیمت مقرر کی۔ مسلمانوں نے اسے قتل کرنے کے ارادے ظاہر کیے تو حکومتِ برطانیہ نے سکاٹ لینڈ یارڈ کے ماہرین کو رشدی کی نگرانی سونپ دی۔ 1988ء سے لیکر 2007ء تک مسلمانوں نے کھل کر اپنے جذبات کا اظہار کیا کہ یہ ایک انتہائی نازک مسئلہ ہے اور مسلمان اپنے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کسی صورت برداشت نہیں کر سکتے مگر پھر بھی حکومت اور ملکہ برطانیہ نے 16 جون 2007ء کو ملکہ الزبتھ کی 81 ویں سالگرہ کی تقریب میں دنیا کے نجس ترین، نطفہ ناتحقیق، غلیظ و مکروہ، لعین و

مرتد، انسانیت کے دشمن، شیطان کے نمائندے سلمان رشدی کو نائٹ ہڈ یعنی سر کا خطاب دیا۔ ملکہ برطانیہ کے اس اقدام نے ڈیڑھ ارب سے زائد مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کیا۔ ملکہ برطانیہ کی اس شرمناک حرکت کا اصل محرک برطانوی وزیراعظم ٹونی بلیئر ہے جسے مغربی پریس صدر بش کا کتا کہتا ہے اور یہ لفظ ٹونی بلیئر کیلئے اتنا عام ہوا کہ اسے باقاعدہ اس کی تردید کرنی پڑی۔ رشدی کو Knight کا خطاب دے کر دوبارہ مسلمانوں کے زخموں پر نمک پاشی کی گئی۔ وہ مردار شخص جو چوہے کی مانند کونوں کھدروں میں چھپ کر زندگی گزار رہا ہو، ایسے بیمار ذہن کے حامل شخص کو یہ خطاب دینا سوچی سمجھی سازش ہے اور اس سے یہ حقیقت بھی کھل کر سامنے آتی ہے کہ رشدی کی یہ تخلیقات محض اس کی انفرادی اور فکری آوارگی نہیں، بلکہ اسلام دشمن قوتیں بھی اپنے مذموم مقاصد حاصل کرنے کیلئے اس کی سرپرستی میں مصروف ہیں۔

عالمِ اسلام کے مسلمانوں نے رشدی کو سر کا خطاب دینے پر حکومتِ برطانیہ کے فیصلے کو شدید تنقید کا نشانہ بنایا۔ اکثر ممالک میں احتجاجی مظاہرے کیے گئے پاکستان اور ایران میں متعین برطانوی سفیروں کو دفتر خارجہ طلب کر کے احتجاج ریکارڈ کرایا گیا، لیکن برطانوی ایوارڈ دینے والی کمیٹی نے یہ کہہ کر سلمان رشدی کی وکالت کی کہ یہ ایوارڈ مسلمانوں کی دل آزاری کیلئے نہیں دیا گیا بلکہ اس کی اَدبی خدمات کو سراہنا ہے۔ لیکن یہ وضاحت محض دھوکہ بازی اور کذب بیانی ہے۔ رشدی کو خطاب دینے کا مقصد اسلام پر تنقید کرنے والوں کی حوصلہ افزائی ہے اور اس میں اہل مغرب کی منصوبہ بندی شامل ہے۔

گستاخِ رسول بدبخت وشیطان صفت رشدی کی کتاب شیطانی آیات کی تشہیر اور بعد میں رشدی کو سر کا خطاب دینا جہاں مرتد رشدی کے خبث باطن اور انتہائی شریر ذہن کی علامت ہے، وہاں اس کے پیچھے مشترکہ سازش اسلام دشمن قوتوں کی تحریک، اسلام کے بڑھتے ہوئے اثرات کو ختم کرنے کی کوشش اور کروسیڈی ذہن کا بھی پتہ چلتا ہے کہ وہ کیسے

باؤلے کتے کی طرح مسلمانوں کے ایمان اور جان و مال کے دشمن ہیں۔ مسلمانانِ عالم کو اب ان تمام سازشوں کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا ہوگا تا کہ تمام باطل قوتیں رشدی جیسے تمام کیڑے مکوڑوں سمیت حرفِ غلط کی طرح مٹ جائیں۔

گستاخ ملعونہ تسلیمہ نسرین:

لبرل ازم (Liberalism)، سیکولرازم (Secularism)، ماڈرن ازم (Modernism)، مادر پدر آزاد ماحول بے ہنگم و بے لگام آزادی جیسے شوشے سرزمینِ مغرب سے خاردار جھاڑیوں کی طرح افق پر ابھرے اور ان نعروں کی گونج سے مرعوب ہو کر انسان معاشرتی واخلاقی اقدار سے بے بہرہ ہوتا چلا گیا اور اس آواز نے مسلم ممالک اور مسلمانوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لینا شروع کیا تو اس سازش کے اثر نے اسلامی اقدار کو بھی کافی متاثر کیا، جس کے نتیجے میں مسلم نما انگریزوں نے مغرب کے عیاش اور فحش ذہن کی پیروی کرتے ہوئے امن وراحت، شانتی وسکون اور انسانی حقوق کے علمبردار دین اسلام پر تنقید شروع کر دی۔

شیطانی آیات کے شیطان صفت مصنف سلمان رشدی کی اسلام دشمنی، اہانتِ رسول، فحش وعریاں تحریر مشہور ومعروف ہے اس بد باطن شخص کی تحریر کے بعد اہلِ مغرب نے اسے تحفظ دیکر مسلمانانِ عالم کے قلوب واذہان کو چھلنی کر دیا۔ عالمِ اسلام اس دل آزار تحریک سے کراہ ہی رہا تھا کہ بنگلہ دیش کے علاقے میمن سنگھ کے ایک گھرانے میں پیدا ہونے والی تسلیمہ نسرین نامی عورت منظر پر آئی، جس نے اسلام کے پاکیزہ ومہذب احکام پر رکیک حملے کر کے قلم کی حرمت وشرافت کو پامال کیا۔ تسلیمہ بنگلہ دیش کے میڈیکل کالج میں طالب علمی کے زمانہ میں شعر بھی کہتی رہی اور کالج میں ادبی تنظیم کی صدر بھی رہی اور تعلیم

سے فراغت کے بعد وہ مختلف سرکاری ہسپتالوں میں ملازمت کرتی رہی۔ پہلے اس نے جرائد و رسائل میں کالم لکھنے شروع کیے، جس میں اس نے ماحول، سوسائٹی اور مختلف اسلامی اقدار کو تنقید کا نشانہ بنایا اور اس کے ساتھ اس نے اپنے باغیانہ خیالات کو قلم و کاغذ کے ذریعے زبان دے کر لجا (شرم) جیسی بدنام زمانہ اور پھوہڑ کتاب لکھ کر مسلمانانِ بنگلہ دیش کی غیرت و خودداری پر حملہ کیا۔ جس کے نتیجے میں احتجاج اور مظاہرے ہونے لگے۔ غیرت مند مسلمانوں کے جذباتِ ایمانی بھڑک اٹھے اور اس کو واصل فی النار کرنے والے کیلئے پچاس ہزار کے انعام کا اعلان کیا گیا۔ اس کے باطل نظریات کی وجہ سے بنگلہ دیشی مسلمانوں کا احتجاج روز بروز بڑھتا گیا اور بنگلہ دیش کی حکومت نے شدید عوامی ردِ عمل کو دیکھتے ہوئے تسلیمہ نسرین کے خلاف مقدمہ درج کر لیا اور اس کی ناقابلِ ضمانت گرفتاری کا حکم نامہ جاری کیا۔ گرفتاری کے خوف سے تسلیمہ روپوش ہوگئی۔ ایک طرف تسلیمہ کے اسلام مخالف بیانات سے عالمِ اسلام میں شدید غم و غصہ پایا جا رہا تھا اور دوسری طرف یورپی ممالک کی انسانی حقوق کی تنظیمیں تسلیمہ کی حمایت میں آواز بلند کرنے لگیں اور تسلیمہ کے خلاف درج مقدمات کو آزادیِ رائے پر حملہ قرار دیا جانے لگا۔ نام نہاد انسانی حقوق کے علمبردار اہلِ مغرب کی سرپرستی میں تسلیمہ کو موقع میسر آیا اور وہ بنگلہ دیش سے فرار ہوگئی۔

انسان کی ذہنی اور فکری تعمیر میں فطرت و جبلت کے ساتھ ساتھ ماحول اور تعلیم کا بھی اثر ہوتا ہے اگر کسی شخص کے گھر کا ماحول خوشگوار ہو اور تعلیم و تربیت صاف و شفاف انداز میں ہو تو ایسے شخص کی گمراہی اور بے راہ روی کا امکان تقریباً مفقود ہوتا ہے، لیکن ماحول اور سوسائٹی بری ہو تو نتیجتاً انسان اپنی عیاشی، عریانی اور فحاشی کو سندِ جواز دینے کیلئے سلمان رشدی اور تسلیمہ نسرین کا روپ دھار کر اسلام مخالف نظریات کی حمایت میں سرگرم ہو جاتا ہے۔ تسلیمہ نسرین کے متعلق انڈیا کے ایک اردو ہفت روزہ نے اپنی رائے اس طرح بیان کی۔

31 سالہ تسلیمہ نسرین ایک عام ڈاکٹر ہے۔ اگرچہ اب اس نے اس مشغلہ کو ترک کر کے عورتوں کی نام نہاد آزادی اور ان کے حقوق کے سلسلہ میں لکھنا شروع کر دیا ہے۔ کالج میں پڑھنے کے زمانے ہی سے وہ اسلام دشمن طبیعت کی مالک رہی ہے۔ اکثر اپنے والدین سے نماز، روزہ اور تلاوت قرآن کریم کے بارے میں مباحثہ بھی کرتی رہتی اور ان سے یہاں تک کہہ دیتی امی جان! آخر ان عبادات سے فائدہ کیا ہے؟ میں تو نہ اللہ کو مانتی ہوں نہ ہی اس جنت پر ایمان رکھتی ہوں، جس کی تم تمنا کرتی ہو۔ اس کی ماں جواب میں کہتی بیٹی: تمہارا یہ موقف اسلام کے خلاف معاندانہ ہے۔ اس کے اس معاندانہ نظریہ کا اصل سبب اس کی آزادانہ تفریح اور اجنبی مردوں کے ساتھ مجلسوں اور محفلوں میں اسلام کے مطالعہ کے بغیر اس پر بحث وتنقید ہے۔ انہی نظریات کی مظہر اس کی تحریریں ہیں۔

تسلیمہ نسرین نے اپنے ناول لجا میں بابری مسجد کی شہادت کے بعد بنگلہ دیش میں مقیم ایک ہندو خاندان کی پریشانیوں کا احوال لکھا اور اس ناول میں کھل کر اس نے مسلمانوں اور اسلام کو ہدف تنقید بنایا اور مسلمانوں کے ہندوؤں پر مظالم کا جھوٹا واویلا کیا۔ تسلیمہ نسرین نے اسلامی تعلیمات کے خلاف ہرزہ سرائی کرتے ہوئے اپنے ایک انٹرویو میں کہا کہ "قرآن پر تفصیلی نظر ثانی کی ضرورت ہے" اس نے یہ بکواس کلکتہ کے دورے میں ایک اخبار کو انٹرویو دیتے ہوئے کی تو کلکتہ کے مسلمانوں نے اس پر شدید ردعمل ظاہر کیا۔ اس کے بعد اس نے وضاحتی خط شائع کرایا کہ "میں قرآن پر نظر ثانی نہیں چاہتی بلکہ یہ کہتی ہوں کہ اب قرآن کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ اب یہ بے عمل اور بے موقع ہو چکا ہے" یعنی عذر گناہ از بدتر گناہ کے مصداق جو وضاحتی بیان جاری کیا وہ پہلے بیان سے بھی زیادہ اشتعال انگیزی پر مبنی ہے۔ دراصل تسلیمہ ایک آزاد خیال مغربی طرز فکر کی حامی عورت ہے بچپن سے ہی وہ محسوس کرنے لگی کہ بھائیوں کے مقابلے میں اسے زیادہ پابندیوں کا سامنا ہے۔ اس طرح وہ احساس کمتری کا

شکار ہوگئی اور اس کی فکر میں آزاد خیالی در آئی۔ اسی سوچ کی بناء پر اس کی ازدواجی زندگی بھی کثیر مسائل کا شکار رہی اور بالآخر نتیجہ طلاق کی صورت میں نکلا۔ بعد میں تسلیمہ نے اپنی ساری کوتاہیوں کا الزام اسلام کو دے دیا اور اسلامی عقائد و تعلیمات کے خلاف معاندانہ رویہ اپنا لیا۔

جب تسلیمہ نے سستی شہرت حاصل کرنے کیلئے بے بنیاد فسانوں اور اپنی فکری آوارگی کو سطحی اور فحش تحریر کے ذریعے اسلام کے خلاف استعمال کیا تو یہود و ہنود نے اس پر اسے انعامات دینا شروع کیے۔ بھارت کی اسلام دشمن طاقتوں نے تسلیمہ نسرین کو مغربی بنگال (بھارت) کا سب سے بڑا ایوارڈ ''آنند'' دیا۔ تسلیمہ نسرین بنگلہ دیش کی واحد لکھاری ہے جسے یہ ایوارڈ دیا گیا اور بہت سے ادیبوں اور مصنفین نے اس نامزدگی پر کھلے اعتراضات بھی کیے سویڈن نے اسے اسلام دشمنی پر مبنی لٹریچر لکھنے پر شہریت بھی دی۔ اسلام دشمن لابی اب بھی تسلیمہ نسرین کی حوصلہ افزائی میں مصروف ہے۔ اسے مختلف کالجز اور دیگر اداروں میں باقاعدہ لیکچر کی دعوت دے کر اسلام کے خلاف مذموم ارادوں کو ظاہر کیا جاتا ہے۔ کچھ عرصہ قبل بھارتی حکومت نے تسلیمہ نسرین کو ایک مہمان کا درجہ دے کر نئی دہلی میں نامعلوم مقام پر ٹھہرایا۔ ہندوستان میں رہتے ہوئے تسلیمہ نے بیہودہ بیانات کا سلسلہ جاری رکھا اور اخلاقی اور معاشرتی قدروں کو خوب پامال کیا۔ وزارتِ خارجہ نے جب تسلیمہ کو بڑھتی ہوئی کشیدگی سے خبردار کرنا چاہا تو اس نے سویڈن واپسی کی راہ لی اور بھارت پر حبس بے جا اور اس طرح کے دیگر الزامات لگائے۔ ہندوستان میں رہتے ہوئے اس نے بار بار گھٹن اور بے چینی کا اظہار کیا اس نے کئی بار اس بات کا اظہار بھی کیا کہ وہ سسک سسک کر مر رہی ہے۔ زندگی اس کیلئے مسلسل عذاب میں تبدیل ہو چکی ہے اور تنہائی کی زندگی بسر کرتے ہوئے وہ دل کے امراض کا شکار ہو چکی ہے اور مسلسل ذہنی پریشانی کی وجہ سے اسکی بصارت بھی متاثر ہوئی ہے۔ تسلیمہ نسرین کو اس بات کا بخوبی علم ہوگا کہ کن اسباب کی بنیاد پر وہ ایسی زندگی گزار رہی ہے؟

گستاخانِ رسول اور اللہ تعالیٰ کے دین اسلام کے مخالفین عموماً ایسے امراض اور تنہائی کا شکار رہتے ہیں۔اس کے علاوہ آج یہ نام نہاد ادیبہ مسلمانوں کے انتقامی جذبہ سے خوفزدہ ہوکر مغرب کی آغوش میں دشمنانِ اسلام اور اپنے آقاؤں کی پناہ میں زندگی گزار رہی ہے۔

مذہب کے بجائے سیکولر (Secular) معاشرے کے قیام کو وسعت دینے کیلئے یہود و ہنود ایسے لوگوں کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔سلمان رشدی اور تسلیمہ نسرین کے علاوہ ایک یہودی تھیوان گوگ نے صومالیہ نژاد ڈچ رکن پارلیمنٹ آیان ہرسی علی کو خریدا اور اس کے تعاون سے دس منٹ کی ایک فلم تیار کی، جو قرآن پاک کی توہین پر مبنی ہے۔اس فلم میں چار برہنہ خواتین کو یہ کہہ کر پیش کیا گیا کہ یہ مسلمان عورتیں ہیں، جن پر اسلام نے جبر وستم کے پہاڑ ڈھائے اور ان عورتوں کے برہنہ اجسام پر ان قرآنی آیات کو تحریر کیا گیا جو عزت سے گھروں میں رہنے اور کھلے عام بے حیائی کے کاموں سے منع کرتی ہیں۔اس فلم کے منظر عام پر آنے کے بعد ایک مسلمان لڑکے نے تھیوان گوگ کو قتل کر دیا۔شہلا شفیق اور مریم غازی ایران سے ملک بدر ہونے والی دو لڑکیاں بھی دنیاوی لذت و سرور کے لیے اپنے ایمان وایقان کو متزلزل کر چکی ہیں اور کینیڈا میں رہائش پذیر ایک نام نہاد محقق ارشاد مانجی بھی اہلِ مغرب کے آستاں سے اپنے ضمیر کی قیمت وصول کر چکا ہے۔

وہ مغرب جو آج اپنی ہی تہذیب سے عاجز و پریشان ہے، ناجائز طریقے سے مرد وزن کے اختلاط کا حامی مغربی معاشرہ ایڈز جیسی تباہ کن اور مہلک بیماریوں کی آگ میں جل رہا ہے۔آج بچوں کو اپنے باپ تک کا علم نہیں، لیکن اسلام دشمنی کے جذبہ نے انہیں اندھا اور بہرا بنا رکھا ہے۔وہ اسلامی تعلیمات کے خلاف ہر موقع پر زہر اگلتے رہتے ہیں۔ضمیر فروش لوگ جو جنسی تلذذ اور سستی شہرت کیلئے سب کچھ کر گزرنے کیلئے ہر وقت تیار ہوں، اصول وقواعد نام کی چیز جن کی زندگی میں کوئی معنی نہ رکھتی ہو، اخلاق اور معاشرتی اقدار کی جن کی نظر میں

حیثیت نہ ہو، شہوانیت، جنسی میلان، بداخلاقی، لالچ و حرص نے جن کے فکر و خیال پر غلبہ پالیا ہو، جن کے دل و دماغ پر ڈالرز اور پونڈز کی چربی چڑھ چکی ہو تنظیموں اور حکومتوں کے بے وقعت ایوارڈ حاصل کرنے کیلئے جو اپنا ضمیر تک فروخت کرنے کیلئے تیار ہوں، وہ بیچارے اسلامی تعلیمات کی رحمتوں اور حکمتوں کو کیسے سمجھ سکتے ہیں؟ اور انہیں کیا خبر کہ اسلام کے دائمی اصولوں میں انسانیت کے کتنے فوائد مضمر ہیں ایسے اشخاص اسلام کی برکتوں سے ہمیشہ محروم ہی رہتے ہیں۔

اس پردۂ زنگاری کے پیچھے کون ہے؟

مرزا غلام کذاب ہو، سلمان رشدی ہو یا تسلیمہ نسرین سب دل آزاریٔ مسلم میں اپنی مثال آپ ہیں۔ آخر انہیں کیا سوجھی کہ انہوں نے زہر آلود، بے ہودہ اور سطحی سی تحریریں لکھیں، جن سے شیدایان اسلام اور جاں نثاران مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلوب پارہ پارہ ہو گئے۔ پورا عالم اسلام اس آگ میں جلنے لگا۔ ہر طرف احتجاج کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ عالمِ اسلام کی تڑپ اور صدائے احتجاج کے برعکس اہل مغرب نے ان اشخاص کو اعزازات سے نوازا۔ ان کے تحفظ کیلئے مال خرچ کیا۔ حکمران میڈیا اور اعلیٰ عہدیدار سب اسلام دشمن فکر کو مزید فعال کرنے کی سعی میں مصروف ہو گئے۔ پچھلی صدی سے وقتاً فوقتاً اور گزشتہ چند سالوں سے مسلسل اُمتِ مسلمہ کے دل و دماغ کو جھنجوڑنے اور ان کے دینی و مذہبی جذبات میں بھونچال پیدا کرنے والے باطل واقعات، اسلام دشمن خیالات و نظریات کی صورت میں رونما ہو رہے ہیں۔ ان کا پس منظر کیا ہے؟ آخر وہ کون سی قوتیں ہیں جن کی ترغیب و نمائش پر ایسے اشخاص جو اسلامی شکل و صورت رکھتے ہیں ان کے نام بھی مسلمانوں سے ملتے جلتے ہیں۔ بظاہر ان کا تعلق و رشتہ بھی مسلمان گھرانوں سے ہے، نام نہاد علمیت کے بھی دعویدار ہیں۔ مسلمانوں میں افتراق و انتشار کا ایسا بیج بو دیتے ہیں کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ جن کی کتابیں بظاہر مدلل اور مربوط نظر آتی ہیں۔ وہ اصلاح انسانیت کے دعویدار دکھائی دیتے ہیں لیکن ان کتب میں نفرت کی کچھ

ایسی باتیں لکھ دی جاتی ہیں کہ قومِ مسلم میں قتال وجدال اور نفاق وانشقاق شروع ہو جائے۔ مسلمان آپس میں کٹنے مرنے لگیں، جبل اللہ ان کے ہاتھوں سے چھوٹنے لگے اسلام، قرآن اور حبیب خدا ﷺ کے متعلق قلوب واذہان تشکیک کا شکار ہو جائیں اپنی کوئی رائے دینے کے بجائے زیادہ مناسب یہ ہے کہ ناقابل تردید شواہد کی بنیاد پر یہ معلوم کیا جائے ایسے اشخاص کون ہیں؟ ان کی ذہنی وفکری تربیت کہاں ہوتی ہے؟ اور اس کے اغراض ومقاصد کیا ہیں؟

ہمفرے کا اعتراف:

ہمفرے ایک برطانوی جاسوس تھا اور حکومت برطانیہ کے مشن کی تکمیل کیلئے اسے ذمہ داری دی گئی۔ اس نے اپنی یاداشتیں لکھیں۔ دوسری جنگ عظیم کے دوران یہ مجموعہ جرمنی کے ہاتھ لگا تو انہوں نے ایک رسالے اسپیگل میں اسے قسط وار شائع کرکے برطانوی استعمار کو خوب رسوا کیا۔ بعد میں لبنانی سکالر نے عربی میں ترجمہ کرکے چھاپ دیا اور اب اردو میں بھی یہ مجموعہ موجود ہے۔ اس سے برطانوی سامراج کی ملت اسلامیہ کے خلاف سازشیں بے نقاب ہوتی ہیں۔ ہمفرے اپنے اس مجموعہ میں لکھتا ہے۔

نوآبادیاتی امور کے خصوصی کمیشن کی مرضی کے مطابق وزیر نے خود مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں تمہیں دو اہم رموز سے آشنا کروں۔ ان رموز سے واقفیت آئندہ تمہارے لیے مفید ثابت ہوگی اور ان دو باتوں سے نوآبادیاتی علاقوں کی وزارت کے صرف چند ایک ممبران ہی باخبر ہیں یہ کہہ کر اس نے میرا ہاتھ تھاما اور اپنے ساتھ وزارت خانہ کے ایک کمرے میں لے گیا۔ جہاں کچھ لوگ ایک گول میز کے اطراف بیٹھے ہوئے تھے۔ انہیں دیکھ کر تعجب سے میری چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی کیونکہ اس اجلاس کے آدمیوں کی کیفیت ہی کچھ یوں تھی۔

1- ہوبہو سلطنتِ عثمانی کا جلالت افروز پیکر جو ترکی اور انگریزی زبانوں پر بڑی

مہارت سے مسلط تھا۔

-2 قسطنطنیہ کے شیخ الاسلام کی دوسری حقیقت سے قریب تصویر

-3 شہنشاہ ایران کا زندہ مجسمہ

-4 دربار ایران کے شیعہ عالم کی مکمل شبیہ

-5 نجف میں شیعوں کے مرجع تقلید کا بے مثل سراپا

یہ آخری تین افراد فارسی اور انگریزی زبانوں میں گفتگو کر رہے تھے۔ سب کے نزدیک ان کے پرائیویٹ سیکرٹری براجمان تھے جو ان کی باتوں کا نوٹ بنا کر حاضرین کے لیے اس کا ترجمہ پیش کر رہے تھے۔ ظاہر ہے کہ ان تمام پرائیویٹ سیکریٹریوں کا کسی زمانے میں مذکورہ پانچ شخصیتوں سے بہت قریب کا رابطہ رہ چکا تھا اور ان کی مکمل رپورٹ کے تحت ان پانچ ہم شبیہ افراد کو بعینہ تمام عادات وخصائل کے ساتھ ظاہری اور باطنی اعتبار سے اصلی افراد کی مکمل تصویر بنایا گیا تھا۔ یہ پانچوں سوانگی اپنے فرائض اور مقام ومنصب سے بخوبی آشنا تھے۔ سیکرٹری نے آغازِ سخن کرتے ہوئے کہا: ان پانچ افراد نے اصلی شخصیتوں کا بہروپ بھر رکھا ہے اور یہ بتانا چاہتے ہیں کہ وہ کس طرح کی سوچ رکھتے ہیں اور آئندہ کے بارے میں ان کا کیا خیال ہے، ہم نے استنبول، تہران اور نجف کی مکمل اطلاعات انہیں فراہم کر دی ہیں اب وہ اپنی ہیئت کذائی کو حقیقت پر محمول کیے بیٹھے ہیں اور اس احساس کے ساتھ اپنی حاصل کردہ معلومات سے ہمارے سوالوں کا جواب فراہم کرتے ہیں ہماری جانچ پڑتال کے مطابق ان کے ستر فیصد جوابات حقیقت کے عین مطابق ہیں یا یوں کہیے کہ اصلی شخصیتوں کے افکار سے ہم آہنگ ہوتے ہیں۔ سیکرٹری نے اپنی گفتگو کے دوران مجھے مخاطب کر کے کہا: اگر تم چاہو تو ان میں سے کسی کا امتحان لے سکتے ہو۔ مثال کے طور پر نجف کے شیعہ مرجع تقلید سے جو چاہو پوچھ سکتے ہو میں نے کہا: بہت اچھا اور فوراً ہی کچھ سوالات پوچھ ڈالے۔ میرا پہلا سوال یہ تھا

قبلہ وکعبہ کیا آپ اپنے مقلدین کو اس بات کی اجازت دیتے ہیں کہ وہ سنی اور متعصب عثمانی حکومت کی مخالفت پر کمر بستہ ہوں اور ان کے خلاف اعلان جنگ کریں؟

نقلی یا سوانگی مرجع تقلید نے کچھ دیر سوچا اور کہا: میں مطلق جنگ کی اجازت نہیں دیتا۔ کیونکہ وہ سُنی مسلمان ہیں اور قرآن کی آیت کہتی ہے کہ تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ صرف اس صورت میں جنگ جائز ہے، جب عثمانی حکمران ظلم وستم پر اُتر آئیں، ایسی حالت میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے تحت ان سے جنگ لڑی جاسکتی ہے وہ بھی اس وقت تک جب آثار ظلم زائل نہ ہو جائیں اور ظالم ظلم سے باز نہ آجائے۔

میں نے پھر دوسرا سوال پوچھا: حضور والا یہودیوں اور عیسائیوں کی نجاست کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ کیا یہ لوگ واقعی ناپاک ہیں؟

اس نے کہا: یہ دونوں فرقے مسلمہ نجس ہیں اور مسلمانوں کو ان سے دور رہنا چاہیے۔

میں نے پوچھا: اس کی وجہ کیا ہے؟

اس نے جواب دیا: یہ دراصل مساویانہ سلوک کا مسئلہ ہے، کیونکہ وہ لوگ بھی ہمیں کافر گردانتے ہیں اور ہمارے پیغمبر کی تکذیب کرتے ہیں۔

اس کے بعد میں نے پوچھا: پیغمبر اکرم (ﷺ) کی صفائی سے متعلق اتنی تاکیدات کے بعد کہ صفائی ایمان کی علامت ہے پھر کیوں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے صحن مظہر اور تمام بازاروں میں اس قدر گندگی پھیلی رہتی ہے؟

مرجع تقلید نے جواب دیا: بے شک اسلام نے صفائی اور ستھرائی کو ایمان کی دلیل جانا ہے مگر اس کو کیا کیا جائے کہ عثمانی حکومت کے عمال کی بے توجہی اور پانی کی قلت نے یہ صورت پیدا کی ہے۔

دلچسپ بات یہ تھی کہ اس بناوٹی مرجع تقلید کی آمادگی اور حاضر جوابی نجف کے حقیقی

مرجع تقلید کے عین مطابق تھی ۔فقط عثمانی حکومت کے عمال کی بے توجہی کی بات اس نے اپنی طرف سے اس میں ملائی تھی، کیونکہ نجف کے عالم کی زبان سے یہ جملہ نہیں سنا گیا تھا بہر حال میں اس ہم آہنگی اور مشابہت پر سخت متحیر تھا کیونکہ تمام جوابات بعینہ اصل مرجع تقلید کے بیانات تھے۔ جسے اس نے فارسی میں پیش کیا تھا اور یہ نقلی مرجع بھی فارسی ہی میں گفتگو کر رہا تھا۔سیکرٹری نے مجھ سے کہا: دیگر چار افراد سے بھی چاہو تو سوال کر سکتے ہو یہ چاروں افراد بھی تمہیں اصل شخصیتوں کی طرح جواب دیں گے۔

میں نے کہا: کہ میں استنبول کے شیخ الاسلام احمد آفندی کے افکار اور بیانات سے بخوبی واقف ہوں اور اس کی باتیں میرے حافظہ میں محفوظ ہیں آپ کی اجازت سے میں اس کے ہم شکل سے گفتگو کروں گا اس کے بعد میں نے پوچھا آفندی صاحب کیا عثمانی خلیفہ کی اطاعت واجب ہے؟

اس نے کہا: ہاں میرے بیٹے! اس کی اطاعت، خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کی طرح واجب ہے۔میں نے پوچھا: کس دلیل کی بنیاد پر؟

اس نے جواب دیا: کیا تم نے یہ آیت کریمہ نہیں سُنی ہے کہ خدا اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اولی الامر کی اطاعت کرو۔

میں نے کہا: اگر ہر خلیفہ اولی الامر ہے تو گویا خدا نے ہمیں یزید کی اطاعت کا بھی حکم دیا ہے کیونکہ وہ اس وقت کا خلیفہ تھا درآنحالیکہ اس نے مدینہ کی تاراجی کا حکم دیا تھا اور سبطِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تھا۔خداوند علیم کس طرح ولید کی اطاعت کا حکم دے گا جب کہ وہ شراب خور تھا۔

نقلی شیخ الاسلام نے جواب دیا: میرے بچے یزید اللہ کی طرف سے مومنوں کا امیر تھا، لیکن قتل حسین میں اس سے خطا ہوگئی تھی، جس کے لیے بعد میں اس نے توبہ کر لی تھی۔

مدینہ میں قتل وغارت کا سبب وہاں کے لوگوں کی سرکشی اور یزید کی اطاعت سے انحراف تھا، جس میں یزید کا قصور نہیں تھا۔ اب رہ گیا ولید تو اس میں شک نہیں کہ وہ شراب پیتا تھا، لیکن شراب میں پانی ملا کر پیتا تھا تا کہ اس کی مستی ختم ہو جائے اور یہ اسلام میں جائز ہے۔

نوٹ: (یزید ظالم وفاجر تھا اس کا ظلم وستم ظاہر ہے ظالم کی اطاعت ضروری نہیں اور شراب خوری اسلام میں مطلقاً حرام ہے اور یہ حرمت کسی شرط سے نہیں ٹوٹتی)۔

میں نے کچھ عرصہ قبل استنبول میں حرمتِ شراب سے متعلق مسئلہ کو وہاں کے شیخ الاسلام شیخ احمد سے دریافت کر لیا تھا اس کا جواب تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ لندن کے اس نقلی شیخ الاسلام کے جواب سے ملتا جلتا تھا، میں نے اصل سے نقل کی ایسی شباہت تیار کرنے کی کوششوں کو سراہتے ہوئے سیکرٹری سے پوچھا آخر اس کام سے کیا فائدہ حاصل ہو سکتا ہے؟

اس نے جواب دیا: اس طرح ہم بادشاہوں اور سنی شیعہ علماء کے افکار اور ان کے میلان طبع سے آشنائی حاصل کرتے ہیں، پھر ان مکالمات کو پرکھا جاتا ہے اور ان سے نتائج اخذ کیے جاتے ہیں اور پھر ہم علاقے کے دینی اور سیاسی مسائل میں دخل اندازی کرتے ہیں۔ مثلاً اگر ہمیں یہ معلوم ہو جائے کہ فلاں عالم یا فلاں بادشاہ علاقہ کی مشرقی سرحدوں میں ہم سے مخاصمت پر اُتر آیا ہے تو ہم اس کے عمل کو ناکارہ بنانے کے لیے ہر طرف سے اپنی توانائیوں کو اس سمت میں مرکوز کر دیتے ہیں لیکن اگر ہمیں یہ معلوم نہ ہو کہ ہمارا حقیقی دشمن کس مقام پر سرگرم عمل ہے تو پھر ہمیں اپنی توانائیوں کو علاقہ کے چپے چپے میں پھیلانا پڑتا ہے مذکورہ عمل ہمیں اس بات میں بھی مدد دیتا ہے کہ ہم اسلام کے احکام وفرامین سے ایک فرد مسلم کے طرز استنباط کو سمجھیں اور اس کے ذہن میں شک اور تذبذب پیدا کرنے کے لیے زیادہ واضح اور زیادہ منطقی مطالب فراہم کریں اور اس کے عقائد کو باطل قرار دیں۔ اختلافات تفرقے گڑبڑ اور مسلمانوں کے عقائد میں تزلزل پیدا کرنے کے لیے اس طرح کے اقدامات بے انتہا موثر

پائے جاتے ہیں۔اس کے بعد آگے چل کر ہمفرے دوسرے راز سے پردہ اُٹھاتے ہوئے اپنی ڈائری میں لکھتا ہے۔

میں نے دوسری کتاب لے کر اس کا مطالعہ شروع کیا یہ کتاب پہلی کتاب کو مکمل کرتی تھی۔اس میں اسلامی ممالک سے متعلق نئی اطلاعات زندگی کے مختلف مسائل میں شیعہ سنی عقائد وافکار جو حکومت کی کمزوری یا توانائی کو ظاہر کرتے تھے اور مسلمانوں کی پسماندگی کے اسباب وعلل وغیرہ پر گفتگو تھی۔اس کتاب میں ان موضوعات پر بڑی سیر حاصل بحث کی گئی تھی اور مسلمانوں کے کمزور پہلوؤں یا طاقت کے ذرائع کو نمایاں کیا گیا تھا اوران سے اپنے حق میں فائدہ اُٹھانے کی تدابیر سمجھائی گئی تھیں۔اس کتاب میں مسلمانوں کی جن کمزوریوں کی طرف اشارہ کیا گیا تھا وہ یہ تھیں۔

1-الف: شیعہ سنی اختلاف

ب: حکمرانوں کے ساتھ قوموں کے اختلافات

ج: ایرانی اور عثمانی حکومتوں کے اختلافات

د: قبائلی اختلافات

ہ: علماء اور حکومت کے عہدہ داروں کے درمیان غلط فہمیاں

2- تقریباً تمام مسلمان ملکوں میں جہالت اور نادانی کی فراوانی

3- فکری جمود اور تعصب روزانہ کے حالات سے بے خبری کام ومحنت کی کمی

4- مادی زندگی سے بے توجہی، جنت کی اُمید میں حد سے زیادہ عبادت جو اس دنیا میں بہتر زندگی کے راستوں کو بند کر دیتی تھی

5- خودسر فرمانرواؤں کے ظلم واستبداد

6- امن وامان کا فقدان شہروں کے درمیان سڑکوں اور راستوں کا فقدان علاج معالجے

کی سہولتوں اور حفظانِ صحت کے اصولوں کا فقدان، جس کی بنا پر طاعون یا اس جیسی متعدی بیماریوں سے ہر سال آبادی کا ایک حصہ موت کی نذر ہو جانا۔

7- شہروں کی ویرانی آبپاشی کے نظام کا فقدان زراعت اور کھیتی باڑی کی کمی

8- حکومتی دفتروں میں بدانتظامی اور قاعدے قوانین کا فقدان قرآن اور احکام شریعت کے احترام کے باوجود عملی طور پر اس سے بے توجہی

10- پس ماندہ اور غیر صحت مندانہ اقتصاد پورے علاقے میں غربت اور بیماری کا دور دورہ

11- صحیح تربیت یافتہ فوجوں کا فقدان اسلحہ اور دفاعی ساز و سامان کی کمی اور موجودہ اسلحوں کی فرسودگی

12- عورتوں کی تحقیر اور ان کے حقوق کی پامالی

13- شہروں اور دیہاتوں کی گندگی ہر طرف کوڑے کرکٹ کے انبار، سڑکوں شاہراہوں اور بازاروں میں اشیائے فروخت کے بے ہنگم ڈھیر وغیرہ

یہ ہمفرے کی گواہی ہے جسے حکومت برطانیہ نے جاسوسی کا اعلیٰ ایوارڈ بھی دیا۔ ہمفرے انگریز کے گھر کا آدمی ہے۔ اس نے ڈائری حکومت برطانیہ کے راز افشا کرنے کے لیے نہیں لکھی: بلکہ یہ تو اتفاقاً جرمنی کے ہاتھ لگی تو اسے شائع کر دیا گیا اور یوں سازشوں کا پردہ چاک ہو گیا۔

ایک ہولناک انکشاف:

ہندوستان میں جب انگریز کا تسلط قائم تھا۔ نواب چھتاری کو انگریز نے یو۔پی کا گورنر مقرر کیا، ایک مرتبہ ہندوستان کے گورنرز کو مشورے کے لیے انگلینڈ بلایا گیا وہاں نواب چھتاری نے جو کچھ دیکھا اس حوالے سے ”عالم اسلام میں عیسائیت کی خفیہ سرنگ“ کے نام سے ہدیٰ ڈائجسٹ اپریل 93 میں محمد آصف دہلوی کا ایک مضمون شائع ہوا

موصوف ایک شخص کی ملاقات کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

وہ قصہ یوں ہے، میرے ایک دوست جو علی گڑھ میں نواب چھتاری کے یہاں کسی اونچی ملازمت پر تعینات تھے اور نواب صاحب ان سے کافی بے تکلف تھے۔ انہوں نے یہ واقعہ سنایا کہ نواب صاحب ہندوستان کی تقسیم سے پہلے انگریزوں کے بڑے ہی خواہ تھے۔ وہ مسلم لیگ اور کانگریس پارٹی سے بالکل لاتعلق تھے اور سیاست میں انگریزوں کے ہر طرح مدد گار تھے، اس لیے انگریزی حکومت نے ان کو یو۔ پی کا گورنر بنا دیا تھا۔ ایک بار برطانوی حکومت نے سب ہندوستانی صوبوں کے گورنروں کو مشورے کیلئے انگلستان بلایا تو نواب صاحب بھی بحیثیت گورنر انگلستان گئے۔ یہاں علی گڑھ کا جو بھی کلکٹر نیا آتا تھا ان سے برابر ملتا رہتا تھا اور کبھی کبھی آگرہ کا کمشنر بھی۔ ان سب افسروں کے نواب صاحب سے عمدہ تعلقات تھے۔ جب نواب صاحب لندن پہنچے تو جو کلکٹر اور کمشنران کے پرانے ملاقاتی تھے اور ریٹائر ہو کر انگلستان چلے گئے تھے جب انہیں نواب صاحب کے آنے کی اطلاع ملی تو وہ ملنے آئے ان میں سے ایک کلکٹر جو نواب صاحب سے بہت مانوس تھا۔ اس نے کہا: نواب صاحب! آپ یہاں تشریف لائے ہیں تو آیئے میں آپ کو یہاں کے عجائب خانے دکھادوں، جن میں ہزاروں برس پرانی ایسی ایسی چیزیں ہیں جو آپ نے کبھی دیکھی نہ سنی ہوں گی نواب صاحب نے کہا: عجائب خانے تو میں نے سب دیکھ لیے حکومت نے دکھا دیے اور یہاں جو بھی آتا ہے یہ دیکھ کر ہی جاتا ہے، البتہ اگر تم کچھ دکھانا چاہتے ہو تو ایسی چیز دکھاؤ جو یہاں سے اور کوئی دیکھ کر نہ گیا ہو انگریز کلکٹر نے کہا: نواب صاحب! ایسی کون سی چیز ہوسکتی ہے۔ جسے اور کوئی دیکھ کر نہ گیا ہو؟ اچھا میں سوچ کر پھر بتاؤں گا: دو روز بعد وہ آیا اور اس نے کہا: کہ نواب صاحب میں نے سوچ لیا اور معلومات بھی حاصل کر لی ہیں اب آپ کو ایسی چیز دکھاؤں گا جو اور کوئی یہاں سے دیکھ کر نہیں گیا۔ اس پر نواب صاحب خوش ہو گئے کہ بس ٹھیک

ہے کلکٹر نے نواب صاحب سے پاسپورٹ مانگا اور کہا: وہ جگہ دیکھنے کے لیے حکومت سے تحریری اجازت لینی ہوتی ہے اس لیے پاسپورٹ کی بھی ضرورت ہوگی۔ ایک دو روز کے بعد وہ نواب صاحب کا اور اپنا تحریری اجازت نامہ لے کر آیا اور کہا: کہ کل صبح آپ میری موٹر میں چلیں گے سرکاری موٹر نہیں لے جائیں گے نواب صاحب اس پر راضی ہو گئے۔

اگلے روز نواب صاحب اس کے ساتھ روانہ ہوئے شہر سے نکل کر ایک طرف جنگل شروع ہو گیا اس میں ایک چھوٹی سی سڑک تھی جس پر جوں جوں چلتے گئے جنگل گھنا ہوتا چلا گیا راستے میں کوئی پیدل چلتا نظر آیا نہ کسی سواری پر نظر پڑی کسی طرح آمدورفت کا سلسلہ نہیں تھا۔ چلتے چلتے کوئی آدھ گھنٹہ گزرا تو نواب صاحب نے دریافت کیا، کیا دکھانے کے لیے جا رہے ہو؟ کوئی جنگلی جانور ہے یا تالاب جس میں خاص قسم کے جانور ہیں اس طرف آبادی ہے نہ آمدورفت ابھی کتنا اور چلنا ہے؟ اس نے کہا: بس تھوڑی دیر اور چلنا ہے۔ جنگلی جانور یا تالاب وغیرہ نہیں دکھانا ہے تھوڑی دیر بعد ایک بڑا دروازہ آیا جو ایک بڑی عمارت کے مین گیٹ کی صورت میں تھا۔ اس میں آگے اور پیچھے دروازے تھے۔ دونوں طرف فوج کا پہرہ تھا کلکٹر نے موٹر سے اتر کر پاسپورٹ اور تحریری اجازت نامہ دکھایا۔ اس نے دونوں رکھ لیے اور اندر آنے کی اجازت دے دی۔ مگر یہ کہا: کہ آپ اپنی موٹر یہیں چھوڑ دیجیے اور اندر جو موٹریں کھڑی ہیں ان میں سے کوئی لے لیجیے۔ نواب صاحب نے یہ دیکھا یہ دروازہ کسی عمارت کا نہیں تھا اور اس کے دونوں طرف دیواروں کے بجائے بہت گھنی جھاڑیاں اور کانٹے دار درخت تھے جن میں سے کسی کا گزرنا ممکن نہ تھا۔ موٹر چلتی رہی مگر گھنے جنگل اور جنگلی درختوں کی دیوار کے سوا اور کچھ نظر نہیں آتا تھا۔ نواب صاحب نے گھبرا کر پوچھا کب وہاں پہنچیں گے؟ اس نے کہا: بس پہنچ گئے دیکھیے وہ جو عمارت نظر آ رہی ہے وہاں جانا ہے۔ پھر اس نے خاص طور سے یہ کہا: کہ اس عمارت میں جب داخل ہوں گے تو ہر چیز دیکھیے مگر آپ کسی قسم کا

کوئی سوال کسی سے نہیں کریں گے۔ بالکل خاموش رہنا ہے۔ آپ کو جو کچھ دریافت کرنا ہو وہ مجھ سے پوچھ لیجیے گا، ویسے تو میں خود ہی بتاتا جاؤں گا۔ نواب صاحب نے کہا اچھا ٹھیک ہے۔

عمارت سے تھوڑے فاصلے پر انہوں نے موٹر چھوڑ دی اور پیدل عمارت کی طرف بڑھے۔ یہ ایک بڑی سی عمارت تھی۔ شروع میں دالان تھا' اس کے پیچھے متعدد کمرے تھے۔ جب دالان میں داخل ہوئے تو ایک نوجوان داڑھی مونچھوں والا عربی کپڑے پہنے اور سر پر رومال ڈالے ایک کمرے سے نکلا۔ ایک دوسرے کمرے سے ایک دو نوجوان اور نکلے۔ ان لوگوں نے پہلے کمرے سے نکلنے والے لڑکے سے کہا: السلام علیکم دوسرے نے جواب دیا: وعلیکم السلام کیا حال ہے؟ نواب صاحب حیران رہ گئے۔ جب لڑکے ان کے قریب سے گزرے تو نواب صاحب نے کچھ دریافت کرنا چاہا، مگر کلکٹر نے فوراً اشارے سے منع کر دیا۔ پھر کلکٹر نے انہیں ایک کمرے کے دروازے پر جا کھڑا کیا۔ دیکھا کہ اندر فرش بچھا ہے اور اس پر عربی لباس میں متعدد طلبہ بیٹھے ہیں اور ان کے سامنے ان کے استاد بالکل اسی طرح بیٹھے سبق پڑھا رہے ہیں جیسے اسلامی مدرسوں میں استاذ پڑھاتے ہیں۔ طلبہ عربی میں اور کبھی انگریزی میں سوال کرتے تھے۔ کلکٹر نے نواب صاحب کو سب کمرے دکھائے اور ہر کمرے میں جو تعلیم ہو رہی تھی وہ بھی بتائی۔ نواب صاحب نے دیکھا کہیں کلام مجید پڑھایا جا رہا ہے۔ کہیں قرأت سکھائی جا رہی ہے۔ کہیں معنی اور تفسیر کا درس ہو رہا ہے' کہیں احادیث پڑھائی جا رہی ہیں۔ کسی جگہ بخاری شریف کا سبق ہو رہا ہے اور کہیں مسلم شریف، کہیں مسئلے مسائل سکھائے جا رہے ہیں اور کہیں اصطلاحات کی وضاحت اور کہیں مناظرہ ہو رہا ہے یہ سب دیکھ کر نواب صاحب بہت حیران ہوئے۔ ان کا جی چاہتا تھا کہ کسی طالب علم سے کمرے سے نکلتے وقت کوئی سوال کریں گے، مگر کلکٹر ان کو اشارے سے روک دیتا تھا۔

یہ سب کچھ دیکھ کر جب واپس ہوئے تو نواب صاحب نے کہا: کہ اتنا بڑا دینی مدرسہ

ہے جس میں اسلام کے ہر پہلو کی اس قدر عمدہ تعلیم اور باریک سے باریک باتیں سکھائی جا رہی ہیں۔ آخر ان مسلمان طلبہ کو اس طرح علیحدہ کیوں بند کر رکھا ہے اور کیوں چھپا رکھا ہے؟ کلکٹر نے کہا: کہ ان میں کوئی مسلمان نہیں سب عیسائی ہیں۔ نواب صاحب کو مزید حیرت ہوئی اور انہوں نے اس کی وجہ دریافت کی تو کلکٹر نے کہا: کہ تعلیم مکمل کرنے کے بعد انہیں مسلمان ممالک میں خصوصاً شرقِ اوسط بھیج دیا جاتا ہے۔ وہاں یہ لوگ کسی بڑے شہر کی کسی بڑی مسجد میں جا کر نماز میں شریک ہوتے ہیں اور نمازیوں سے کہتے ہیں کہ وہ انگریز ہیں۔ انہوں نے مصر میں ازہر یونیورسٹی میں تعلیم پائی اور مکمل عالم ہیں۔ انگلستان میں اسلامی ادارے نہیں جہاں وہ تعلیم دے سکیں اور نہ مسجدیں ہیں اس لیے جلا وطنی اختیار کی ہے۔ وہ سر دست تنخواہ نہیں چاہتے بلکہ انہیں صرف کھانا اور سر چھپانے کا ٹھکانا اور پہننے کے کپڑے درکار ہیں۔ وہ مسجد میں مؤذن یا پیش امام یا بچوں کو کلامِ مجید کے معلم کی حیثیت سے خدمات انجام دینے کو تیار ہیں۔ اگر کوئی بڑا تعلیمی ادارہ ہو تو اس میں استاد کی حیثیت سے کام کر سکتے ہیں۔ ان میں سے کسی کو مسجد یا مدرسے میں رکھ لیا جاتا ہے تو مقامی لوگ بطور امتحان ان سے مسئلہ مسائل بھی معلوم کر لیتے تو وہ کافی وشافی جواب دیتے ہیں۔ کچھ عرصے بعد جب کوئی اختلافی مسئلہ آتا ہے تو لوگ ان کے معتقدین ہو جاتے ہیں اور وہ اس اختلافی مسئلے پر ان کی دو پارٹیاں بنا کر خوب اختلاف پیدا کر دیتے ہیں اور مسلمانوں کو اچھی طرح آپس میں لڑاتے ہیں۔ سو اس ادارے کا پہلا اصلی مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کو باہم لڑاؤ، چنانچہ شرق اوسط میں گرجاؤں کے پادریوں کے ایک سالانہ جلسے میں۔ ZAVYAR نامی پادری نے بحیثیت صدر اپنی تقریر میں کہا: کہ مسلمانوں سے ہم مناظرے میں نہیں جیت سکتے، اس لیے ہم نے اسے چھوڑ کر یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ انہیں آپس میں لڑاؤ، اس میں ہم کامیاب ہیں۔ لہٰذا ہمیں اس پر عمل پیرا ہونا چاہیے۔ اس مدرسے کا مقصد یہ ہے کہ حضور کا درجہ جس طرح

بھی ہو سکے گھٹاؤ، تاکہ مسلمانوں کے دلوں میں جو ان کی عزت و محبت ہے وہ کم ہو جائے۔ اس کے بغیر مسلمانوں پر قابو نہیں پا سکتے کیونکہ مسلمانوں کے اختلافات سے اسلام ختم نہیں ہو سکتا۔

ہمفرے کی گواہی اور نواب چھتاری کے اس انکشاف کو پڑھنے کے بعد ہم گردوپیش پر نظر دوڑائیں تو حالات ان باتوں کی سچائی کی چغلی کھاتے ہیں مسلم حکمرانوں کی بے حسی۔ اسلامی ممالک کے نظام تعلیم پر غیر مسلم ماہرین کا قبضہ۔ بیوروکریٹس کی مغربی اندازِ فکر کے حامل اداروں میں تربیت۔ قبائلی تعصبات کی آگ۔ ذاتِ مصطفیٰ ﷺ پر مختلف حوالوں سے اُمتِ مسلمہ کے قلوب و اذہان میں شکوک و شبہات پیدا کرنا۔ مسلمانوں کے آپس میں اختلافات کو ہوا دیکر قتل و غارت کا سلسلہ۔ شیطانی آیات و لجا جیسے ناولوں کی اشاعت۔ عالمِ اسلام میں معاشی اقتصادی اور مہنگائی کے مصنوعی بحران کے اصل عوامل و محرکات اور کفار کی شیطانیت اور خباثت کھل کر سامنے آجاتی ہے۔

گستاخانہ خاکوں کی اشاعت:

مغرب کی تاریخ، کلیسا کی داستان اور وہ اصول و قواعد جو مذہب کے نام سے وہاں موجود ہیں اگر انہیں پیش نظر رکھا جائے تو یہ بات واضح ہے کہ مذہب سے بیزاری ایک قدرتی امر ہے۔ کیونکہ ان قواعد و ضوابط میں انسان کی روحانی تسکین کا کوئی سامان موجود نہیں۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ اہل مغرب مذہب سے بہت دور ہو گئے۔ وہ عقل پر تکیہ کر کے اس غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے کہ علومِ جدیدہ کے آفتاب نے اس عالم کو اس قدر روشن کر دیا ہے کہ اب مذہب کی شمع کی کوئی ضرورت نہیں۔ مذہبی و اخلاقی اقدار ان کی نظر میں کوئی اہمیت نہیں رکھتیں۔ اسرائیل کے قیام سے قبل عیسائی دنیا میں یہودیوں پر جب بھی برا وقت آیا، انہوں نے اسلامی ممالک میں پناہ لی۔ یہودی آج بھی اسلامی سپین میں اپنے سنہری دور کو یاد کرتے ہیں مگر اسرائیل کے قیام کے بعد عالمی حالات یکسر تبدیل ہو گئے۔ اب یہودیوں کو عیسائیت کی مسلسل

امداد کی ضرورت ہے آج امریکہ و یورپ اگر اسرائیل سے اعلان لاتعلقی کر دیں تو اسرائیل کا وجود خطرے میں پڑ جائے۔ اس لیے یہودیوں کی ہر ممکن کوشش ہے کہ عیسائی دنیا اور اسلامی دُنیا ایک دوسرے کے خلاف نبرد آزما رہیں۔ تا کہ یہودی آسانی سے اپنے مقاصد حاصل کر سکیں۔ عیسائیوں اور یہودیوں کے اس گٹھ جوڑ نے اسلام دشمنی کو مزید پروان چڑھایا، جس کے نتیجے میں مستشرقین باؤلے کُتے کی طرح مسلسل اسلامی اقدار پر حملے کرنے لگے۔ مسلم امہ کے حکمران طبقہ کی پر اسرار خاموشی اور بے حسی کی وجہ سے ان کے حوصلے بڑھتے گئے اور انہوں نے براہِ راست سید کائنات سرورِ عالم ﷺ کی ذاتِ گرامی کو تنقید کا نشانہ بنا ڈالا۔

30 ستمبر 2005ء کو ڈنمارک کے ایک اخبار جیلانڈ پوسٹن نے باعث تخلیق کائنات، تاجدار کون ومکاں، قائد المرسلین، ختم الرسل حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخی کرتے ہوئے آپ سے متعلق شیطانی خاکے شائع کر ڈالے۔ گستاخانہ خاکوں کی اشاعت کی خبر جیسے جیسے عالم اسلام میں پھیلی مسلمانوں کا غصہ بڑھتا چلا گیا۔ پیغمبر اسلام ﷺ کے خلاف گستاخی مسلمانوں کیلئے نا قابل برداشت ہے کیونکہ ہر مسلمان کیلئے رسول اللہ ﷺ کی محبت ہر چیز پر فوقیت رکھتی ہے۔ مشرق وسطیٰ اور دنیا کے مختلف ممالک میں بسنے والے مسلمانوں نے اس اخبار کے خلاف احتجاجی مظاہرے شروع کر دیے۔ ڈنمارک کی مصنوعات کا بائیکاٹ شروع کر دیا گیا۔ اسلامی دنیا سے تعلق رکھنے والے ممالک کے ڈنمارک میں متعین سفیروں نے اپنی اپنی حکومتوں کی جانب سے مذہبی و احتجاجی خطوط ڈنمارک کی حکومت کے سپرد کیے۔ ان ممالک میں پاکستان، الجزائر، انڈونیشیا، سعودی عرب، لیبیا، ترکی، ایران، مراکش اور ڈنمارک میں متعین فلسطینی وفد شامل تھے۔ مذکورہ یادداشتوں میں ڈنمارک کے وزیراعظم سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ اشتعال انگیز خاکوں کے مجرمین کے خلاف تادیبی کاروائی کریں۔ مسلمانوں کے شدید ردعمل اور سفیروں کے مطالبے کے جواب میں معذرت

کرنے کے بجائے اس اخبار کے ایڈیٹر، کالم نگار، کارکنان، انتظامیہ اور وہاں کے ارباب اقتدار نے اس گستاخی کو اپنا استحقاق سمجھتے ہوئے ملت اسلامیہ کو وضاحت دینا شروع کر دی کہ یہ آزادئ صحافت ہے، اس بارے میں ہم آزاد ہیں ڈنمارک کے بد بخت وزیر اعظم نے اس اخبار کا دفاع کرتے ہوئے بیان دیا کہ آزادی صحافت اور اظہار رائے کی آزادی ڈنمارک سوسائٹی کا حصہ ہے، اس لیے ڈنمارک کی حکومت اخبارات کے خلاف کوئی کاروائی نہیں کرے گی اور نہ ہی اخبارات کے معاملات میں ٹانگ اڑائے گی اور اگر مسلمان یہ سمجھتے ہیں کہ مذکورہ خاکوں کی اشاعت سے ان کے مذہبی جذبات مجروح ہوئے تو وہ عالمی عدالت سے رجوع کر سکتے ہیں۔ اس اخبار کے دریدہ دہن ایڈیٹر فلیمنگ روز نے اپنے موقف کو درست ثابت کرنے کے لیے اخبار کے صفحات کو سیاہ کرنا شروع کر دیا، جس میں بد بخت غنڈوں اور گستاخوں کے انٹرویوز اپنی تائید کے لیے شائع کیے۔ جب ڈنمارک کے مسلمانوں نے وہاں کے علماء کی قیادت میں احتجاجی مظاہرے کیے، گستاخانہ خاکے چھاپنے والے اخبارات کو چوراہوں کے بیچ جلایا گیا تو ڈنمارک کی انتظامیہ نے اخبار کے یہودی ایڈیٹر کے ایما پر مسلمانوں کے نام دھمکی آمیز خطوط لکھے اور انہیں زبان بند رکھنے کے متعلق کہا گیا، جب اسلامی ممالک کے سفیروں نے ڈنمارک کے وزیر اعظم سے ملاقات کر کے اسے مسئلہ کی حساسیت کے متعلق آگاہ کرنا چاہا تو اس نے بڑی رعونت کے ساتھ ملاقات سے انکار کر دیا۔ جس سے یہ واضح ہو گیا کہ اس اہانت میں اخبار کو حکومت کی مکمل پشت پناہی حاصل ہے۔

اس سے قبل جب ایک کارٹونسٹ نے اسی اخبار کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خاکے بنانے کی پیش کش کی تو اس اخبار کے ایڈیٹر نے کہا تھا کہ ایسی اشاعت کے بعد سخت ردعمل سامنے آنے کا خدشہ ہے۔ مسلمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت و حرمت کے بھی قائل ہیں وہ ان کے خاکوں سے خوش نہیں ہوں گے۔ لیکن جب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے توہین آمیز

خاکے تیار کرنے کا ارادہ کیا گیا تو اس وقت ایسے کسی خدشے کا اظہار کیوں نہ کیا گیا؟ بلکہ اخبارات کے صفحۂ اوّل پر وہ گستاخانہ خاکے شائع کر کے یہ بیان دیا گیا کہ مغرب میں مذہبی شخصیات کے بارے میں توہین آمیز مواد کی اشاعت کی اجازت ہے۔ مشہور کالم نگار اور صحافی رابرٹ فسک نے ایک برطانوی اخبار میں لکھا: ہم لوگ اپنے مذہبی جذبات کی توہین برداشت نہیں کر پاتے مگر مسلمانوں سے یہ توقع ہے کہ وہ ان گھٹیا خاکوں کی اشاعت پر تحمل سے کام لیں گے۔ عجیب منطق ہے کہ اپنی بات آئے تو پہلو بدل لیا جائے، جب اسلام اور مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوں تو انہیں صبر و تحمل کی تلقین کی جائے، یعنی کافر حضور سید عالم ﷺ پر تنقید اپنا حق سمجھتے ہیں اور جب مسلمان پیغمبر اسلام ﷺ کی توہین پر احتجاج کرتے ہیں تو یہی لوگ مسلمانوں کو دہشت گردی کا طعنہ دیتے ہیں۔ اگر اخلاقی و مذہبی اقدار کی پامالی کا نام ہی آزادیٔ اظہار رائے ہے تو پھر جرمنی، آسٹریلیا اور دیگر یورپی ممالک میں یہودیوں کے ہولوکاسٹ کو چیلنج کرنا کیوں قانونا جرم ہے؟ پھر یہ اخبار کسی یہودی ربی یا عیسائی پوپ کے سر پر بم کے ڈیزائن والی ٹوپی کے خاکے کیوں نہیں شائع کرتے۔

دراصل اسلام دین فطرت ہے اور جو کوئی تعصب سے ہٹ کر اسلام کا مطالعہ کرتا ہے، اسے اسلام کو بحیثیت مذہب قبول کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں ہوتی بلکہ اسلام قبول کرنے سے وہ روحانی لذت حاصل کرتا ہے اور مستشرقین باوجود کوشش کے حضور تاجدار کائنات، جان عالمین ﷺ کی ذات اقدس میں کوئی نقص تلاش کرنے میں ناکام رہے۔ جب وہ ذات گرامی خُلِقْتَ مُبَرَّاً مِّنْ کُلِّ عَیْبٍ کی شان رکھتی ہے تو اس میں کیسے کوئی عیب تلاش کیا جا سکتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ کی بے داغ سیرت اور دین فطرت ہونے کے ناطے اسلام یورپ میں تیزی سے پھیل رہا ہے جس کی وجہ سے یہود و ہنود کی نیندیں حرام ہو چکی ہیں اور وہ آئے دن اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف سازشیں کرنے میں مصروف ہیں۔

ڈنمارک کے ایک مصنف نے بچوں کے لیے ایک کتاب لکھی اور وہ اس کتاب میں ایسی تصاویر شائع کرنا چاہتا تھا، جس سے یہ تاثر سامنے آسکے کہ (نعوذ باللہ) پیغمبر اسلام اور اسلام ظلم و جبر اور تشدد کا راستہ سکھاتا ہے۔ مگر وہ مسلمانوں کی طرف سے سخت ردعمل سے بھی خوفزدہ تھا۔ جس وجہ سے وہ کافی عرصہ اپنی ناپاک حرکت سے باز رہا جب جیلانڈ پوسٹن کے ایڈیٹر کو اس بات کا علم ہوا تو اس نے اس خواہش کو عملی جامہ پہنانے کا ارادہ کر لیا۔ اس نے اس سلسلے میں کئی مصوروں سے رابطہ کیا، کچھ نے تو یہ کہہ کر معذرت کر لی کہ خاکوں کی اشاعت کے بعد کوئی مسلمان انہیں قتل کر ڈالے گا لیکن ایک بدبخت مصور نے اپنا نام و پتہ صیغۂ راز میں رکھنے کی شرط پر چند ٹکوں کے عوض یہ مذموم حرکت کی۔

ویسے تو مغرب میں تہذیب و تمدن اور شرم و حیا نام کی چیزیں ناپید ہیں۔ اہلِ مغرب مذہبی طور پر اپنے آپ کو عیسائیت اور یہودیت کی طرف منسوب کرتے ہیں، لیکن حقیقتاً وہ لادین اور سیکولر ذہنیت کے حامل ہیں۔ مغرب میں کئی فیصد آبادی اپنے باپ کے نام سے بھی ناواقف ہے۔ انسان اور جانوروں کے درمیان بڑا اور واضح فرق ایک یہ بھی ہے کہ انسان اپنی نفسانی خواہشات پر قابو پالیتا ہے اور جانوروں میں یہ صلاحیت مفقود ہوتی ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے سورۂ اعراف میں خودسر، سرکش، نافرمان، ذلت کی گہرائیوں میں بھٹکے ہوئے کافروں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: ''اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ'' وہ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بڑھ کر گمراہ۔ ایسے لوگ انسانی فطرت کی حدود و قیود سے عاری ہوتے ہیں ان کے اذہان و قلوب مذہب کی لذت اور روحانی کیف و سرور سے خالی ہوتے ہیں اور ان کی زندگیاں عبادت و ریاضت سے ناآشنا رہتی ہیں، دنیاوی سامان تعیش، جسمانی آرائش و آسائش اور جنسی میلان و شہوت پرستی ہی ان کے لیے حاصل زندگی ہوتی ہے۔ مغربی معاشرے میں اس طرزِ عمل پر زندگی گزارنے والے لوگ کثرت سے سامنے دکھائی دے رہے

ہوتے ہیں، مگر ہالینڈ، سویڈن، ناروے اور ڈنمارک میں یہ بیہودگی اپنے عروج پر ہے۔ ڈنمارک کی عوام کے ساتھ ساتھ ان کے صاحبان اقتدار بھی اس بہتی گنگا میں ہاتھ دھونے کے ماہر سمجھے جاتے ہیں۔ شہزادہ چارلس کے کیلا پارکر کے ساتھ اور بل کلنٹن کے مونیکا لیونسکی کے ساتھ معاشقے کی داستانیں زبانِ زدِ عام ہیں۔ ڈنمارک کے ایک بادشاہ فریڈرک کو تو یہ بلند مقام حاصل ہے کہ اس کے ایلس ہینسن نامی عورت کے ساتھ نہ صرف ناجائز تعلقات تھے بلکہ ناجائز تعلقات کے سبب پانچ ناجائز بچے بھی پیدا ہوئے۔ جب بادشاہوں کا کردار ایسا ہو تو عوام کی حالت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ ڈنمارک میں ناجائز بچہ پیدا ہونے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اس بچے کی ماں اپنے بوائے فرینڈ کے ساتھ تعلقات کی وجہ سے حاملہ ہوئی۔ ڈنمارک کی سرکاری ویب سائٹس کے مطابق ہسپتالوں میں ایسی ماؤں سے ڈاکٹر کا زیادہ سوال و جواب بھی خلاف قانون ہے۔ ایسے بچوں کی رجسٹریشن کراتے ہوئے جب بچے کی ماں ڈاکٹر کے اس سوال ”کہ اس بچے کا باپ کون ہے؟“ کے جواب میں یہ کہے: کہ مجھے معلوم نہیں: تو ڈاکٹر کو فوراً خاموش ہو جانا چاہیے کیونکہ ہوسکتا ہے وہ بچہ کسی شاپنگ پلازے کے ڈائریکٹر، کسی محلہ دار، کسی ٹیکسی ڈرائیور یا ایسے ہی کسی دوسرے شخص کا ہو۔ جس ملک کی اخلاقی اقدار اس عروج پر ہوں تو ظاہر ہے وہاں بے نکاحی ماؤں کے بطن سے جیلانڈ پوسٹن اخبار کے ایڈیٹر فلیمنگ روز، گیرٹ وائلڈر، تھیوان گوگ اور ویسٹر گارڈ جیسے ناجائز بچے ہی پیدا ہوں گے، جو بارگاہ رسالت مآب ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخی کے مرتکب ہو کر اپنے مجھول النسب ہونے کا ثبوت پیش کرتے رہیں گے۔

ڈنمارک کے اخبار میں چھپنے والے گستاخانہ خاکے محض اتفاق یا نادانستگی نہیں بلکہ یہ کام ایک منصوبہ بندی کے تحت کیا گیا۔ مسلمانوں کی طرف سے جب ڈنمارک پر دباؤ بڑھایا گیا کہ اس اخبار کے خلاف تادیبی کاروائی کی جائے تو یورپ کے عالمی غنڈے ڈنمارک اور اس اخبار کی

پشت پناہی کرنے لگے۔ فرانس کے صدر ژاک شیراک، امریکہ کے صدر بش، برطانیہ کے وزیر اعظم ٹونی بلیئر نے آزادیٔ اظہار خیال کا نام لے کر مذکورہ اخبار کی مکمل طور پر حوصلہ افزائی کی۔ فن لینڈ کی وزیر خارجہ نے بیان دیا کہ ڈنمارک کے اس اخبار نے مناسب وقت سے قبل یہ قدم اُٹھایا، یورپی یونین کو چاہیے کہ وہ مسلمانوں کی مذکورہ دھمکیوں سے نمٹنے کے لیے مشترکہ لائحہ عمل تیار کرے۔ ایک طرف مغربی ممالک کی حکومتیں ڈنمارک اور مذکورہ اخبار کی پشت پناہی میں مصروف تھیں تو دوسری طرف امریکہ، برطانیہ، جرمنی، سوئزرلینڈ، ناروے، سویڈن، اٹلی، ہنگری، ہیدرلینڈ، ارجنٹائن، فرانس، کینیڈا، بیلجیم، نیوزی لینڈ، پولینڈ، اسرائیل، آسٹریلیا، بلغاریہ، برازیل، سپین کے سرکردہ اخبارات نے مذکورہ اخبار اور ڈنمارک کی حکومت کے اس اقدام کا دفاع کرتے ہوئے یہ مذموم اور دل آزار خاکے شائع کیے اور اسے آزادیٔ اظہار رائے کا نام دیا۔ اہلِ مغرب کے اس ناجائز، ذلت آمیز اور اخلاق باختہ اقدام سے حبیب خدا، تاجدار کائنات، سرورِ انبیاء، رحمت عالم ﷺ کا کچھ بھی نہ بگڑا بس اتنا ہوا کہ ذلیل اور کمینے لوگوں نے چودھویں کے چاند سے بھی زیادہ روشن ومنور چاند کی طرف منہ کرکے تھوکنے کی کوشش کی۔ وہ تھوک واپس اُن کے منہ پر آ گرا۔ اس حرکت سے لوگ اہل مغرب سے متنفر ہوئے جب کہ مدینہ طیبہ کے تاجدار اسی آب وتاب سے جگمگا رہے ہیں۔ دنیا کے لوگ ان کی ضیاء پاشیوں سے مستفید ہو رہے ہیں۔ نبوت کے مہتاب کی تابانی اور ضوفشانی اور زیادہ ہو گئی۔ لیکن اہل مغرب کے مذکورہ اخبار اور ڈنمارک کی حکومت کی حوصلہ افزائی اور ان کا دفاع کرنے سے یورپ اور اہل مغرب کا نبی کریم ﷺ اور اسلام کے ساتھ سازش اور خبث باطن کھل کر سامنے آ گیا۔

جیلانڈ پوسٹن کی حمایت اور دفاع کرتے ہوئے جرمنی کے اخبار ڈائی ویلٹ نے بھی یہ گستاخانہ خاکے اپنے اخبار میں شائع کیے۔ جرمنی میں حصول تعلیم کیلئے مقیم عامر عبدالرحمٰن چیمہ نے اس اخبار کے گستاخ رسول ایڈیٹر پر حملہ کیا بعد میں اخبار کے گارڈز نے عامر چیمہ کو

حراست میں لے لیا۔ جرمنی کی انتظامیہ نے عامر چیمہ پر بے پناہ تشدد کیا، جس کے نتیجے میں غازی عامر عبدالرحمٰن چیمہ شہید ہو گئے۔ ان کی شہادت رائیگاں نہیں گئی بلکہ ان کی شجاعت، جواں مردی سے خاکے چھاپنے والا طوفان بدتمیزی ختم ہو گیا۔ اس پر بھی مغرب نے دہشت گردی کا واویلا کیا۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ نے وقت پڑنے پر اپنی جانوں، عزیز واقارب، جان ومال کی پرواہ نہیں کی اور اپنے آقا کریم ﷺ کے خلاف زبان دراز کرنے والوں کا خاتمہ کر دیا۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ غلامانِ مصطفیٰ ﷺ ارضِ خاکی کے کسی بھی خطے سے تعلق رکھتے ہوں، وہ قید وبند کی صعوبتیں برداشت کر سکتے ہیں، انہیں تختہ دار پر جانا پڑے وہ یہ کام کر سکتے ہیں، لیکن توہینِ رسول ﷺ کو برداشت نہیں کر سکتے۔ اگر اہلِ مغرب کے نزدیک بے ہودگی، یا وہ گوئی، گستاخانہ خاکے بنانے کا نام ہی آزادیٔ اظہار ہے تو جیلانڈ پوسٹن کے ایڈیٹر فلیمنگ روز اور اس کے دوسرے ساتھی یہ کیوں نہیں کرتے کہ آزادی اظہار کی جرأت کرتے ہوئے اپنی ماؤں سے پوچھ کر اخبارات میں کچھ خاکے شائع کریں، شاید اس سے انہیں اپنے باپ کا کوئی علم ہو جائے اور وہ ان خاکوں کی بدولت اپنے باپ کو دیکھ سکیں۔ ہو سکتا ہے روشن خیال ساعتیں، جدید اذہان اور مغربی طرزِ فکر کے پروردہ اس جملے کو خلافِ تہذیب قرار دیں، لیکن جب دل کے پھپھولے جل رہے ہوں، اذہان وقلوب سے غصے کی وجہ سے درد کی ٹیسیں اُٹھ رہی ہوں، سینوں کو قلم کے نشتر سے چھلنی کیا جا رہا ہو، مسلمانوں کے مرکزِ ایمان پر حملہ کر کے انہیں صبر وتحمل کی نصیحت کی جا رہی ہو اور ان حملوں کو آزادی اظہار خیال کا نام دے کر اپنا حق سمجھا جا رہا ہو۔ ایسے حالات میں اگر کوئی حقائق بیان کرے تو اسے حقیقت جان کر قبول کرنا بھی جرأت کہلاتا ہے۔ ربِ محمد ﷺ کی قسم، ناموسِ رسول کریم ﷺ اس کائنات کا اہم ترین مسئلہ ہے۔ حضرت آمنہ وحضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے لختِ جگر، باعثِ تخلیقِ کائنات، مصطفیٰ کریم ﷺ کی عزت وناموس ایسی چیز نہیں کہ اس پر

خاموشی اختیار کی جائے یا پہلو تہی کی جائے۔ حب رسول اور اطاعت رسول ﷺ کے بغیر ایمان و عشق کی تکمیل نامکمل ہے۔ جو لوگ رسول اللہ ﷺ کی حرمت و ناموس پر کٹ مرنا جانتے ہیں، دین و دُنیا کی عزت و آبرو انہیں حاصل ہوتی ہے۔ کامیابی اور کامرانی انہی لوگوں کے حصے میں آتی ہے یہی لوگ اس دھرتی کے جھومر ہیں اور ناموسِ رسول ﷺ کے مسئلہ پر جو قوم بے حسی کا شکار ہو جائے، ہلاکت و بربادی ان کا مقدر بن جاتی ہے۔

توہینِ قرآن پر مبنی ''فتنہ'' فلم:

''ذرا دائیں بائیں نظر دوڑائیں تو آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ ہم کس طرف جا رہے ہیں؟ بادی النظر میں آپ کو یہ ہرگز معلوم نہیں ہوگا، جس ملک میں آپ رہ رہے ہیں اس میں اندر ہی اندر ایک مسلسل جنگ چل رہی ہے، لیکن تھوڑا سا غور کرنے سے آپ جان جائیں گے کہ ایک جنگ جاری ہے اور اس میں ہمیں اپنا دفاع کرنا ہوگا۔ ہو سکتا ہے، ایسا وقت بھی آجائے کہ آپ بے خبر ہوں اور مسجدوں کی تعداد گرجا گھروں سے بھی بڑھ جائے''

یہ الفاظ ہالینڈ کے ممبر پارلیمنٹ گیرٹ وائلڈر کے ہیں۔ انسان کسی چیز کو دیکھے، کسی کتاب کا مطالعہ کرے، کسی شخصیت کے کردار کو دیکھے، کسی بھی حوالے سے وہ چیزیں اسے ناپسند ہوں، لیکن اس چیز، اس کتاب اور اس شخصیت میں جب کوئی خرابی نظر نہ آئے تو انسان حواس باختہ ہو کر گالی گلوچ اور اہانت پر اُتر آتا ہے۔ یہی حال گیرٹ وائلڈر کا ہے۔ وہ قرآن پاک کا مخالف ہے۔ اُمت مسلمہ سے اس کی دشمنی مسلم ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں ارشاد فرماتا ہے۔

فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَآءَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صٰدِقِينَ ﴿البقرۃ: 23﴾

''پس اس جیسی ایک سورت تو لے آؤ اور اللہ کے سوا اپنے سب حمائتی بلا لو اگر تم سچے ہو''

یہ اعلان یقیناً گیرٹ وائلڈرز اور اس کے حواریوں نے بھی پڑھا ہوگا۔ اس اعلان کی جواب دہی کے لیے اپنی ساری فکری صلاحیتیں بھی استعمال کی ہونگی۔ چاہیے تو یہ تھا کہ جب عاجز ہو گئے تو وہ قرآن حکیم کو الہامی کتاب مان لیتے، قرآن حکیم کی حقانیت کے قائل ہو جاتے، لیکن ازلی بدبختی جن کا مقدر ہو، جن کے قلوب و اذہان حق بات قبول کرنے کی صلاحیت سے عاری ہوں، وہ اوچھے ہتھکنڈوں پر اتر آتے ہیں۔

گیرٹ وائلڈر فریڈم پارٹی سے تعلق رکھتا ہے۔ ہالینڈ کی 150 رکنی پارلیمنٹ میں اس پارٹی کی نو (09) نشستیں ہیں گیرٹ اسرائیل کا زبردست حامی ہے اور اسلام کو دہشت گرد مذہب قرار دیتا ہے۔ فلسطین کی سرزمین پر اسرائیل کا غاصبانہ قبضہ، وقفے وقفے سے مظلوم فلسطینی مسلمانوں پر ظلم و تشدد، معصوم بچوں اور بے گناہ عورتوں کے قتل کو گیرٹ آزادی اظہار کا نام دیتا ہے اور اگر مسلمان جوابی کاروائی کریں تو وہ گیرٹ کے نزدیک دہشت گردی ہے۔

گیرٹ وائلڈر اسلام دشمنی پر مبنی بیانات دینے کی وجہ سے کافی عرصہ سے اخبارات کی زینت بنا ہوا ہے۔ اس نے کہا: کہ قرآن (نعوذ باللہ) یہودیوں اور عیسائیوں کے قتل کی ترغیب دیتا ہے۔ کافروں سے فاصلہ رکھنے پر زور دیتا ہے اور خواتین کو بھی کھلی آزادی نہیں دیتا۔ قرآن حکیم کو ایک متنازعہ کتاب ثابت کرنے کے لیے اس بدبخت نے ایک فلم بنائی۔ اس کے بقول قرآن نظریہ آزادی کا دشمن ہے (نعوذ باللہ) اس لیے اس متنازعہ فلم کا نام فتنہ رکھا۔ 2008ء کے اوائل میں یہ فلم ہالینڈ میں ریلیز کی گئی مگر مسلمانوں کے شدید ردعمل اور بعض وجوہات کی بناء پر اس کی نمائش معطل کر دی گئی۔ اسرائیل کے حامی ارکان پارلیمنٹ ہالینڈ میں اسلام مخالف سرگرمیوں میں نمایاں ہیں۔ گستاخ گیرٹ وائلڈر بھی متعدد مرتبہ اسرائیل کا دورہ

کر چکا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ اسرائیلی انتظامیہ سے اس کے ذاتی تعلقات ہیں۔

گیرٹ وائلڈر نے جو فلم بنائی اس میں اس نے کھل کر اسلام دشمنی اور تنگ نظری کا ثبوت دیا۔ قرآنی آیات کی تلاوت، انگریزی میں ترجمہ اور اس کے بعد سیاق و سباق سے ہٹ کر کچھ باتیں اور مناظر دکھا کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی کہ قرآن حکیم (نعوذ باللہ) فتنہ انگیزی، قتل و غارت، دہشت گردی کی تعلیم دیتا ہے۔ اور اسی وجہ سے مسلمان تشدد کرتے ہیں اور وہ دہشت گرد ہیں۔ فلم میں ایسے مناظر دکھا کر کفار کو بھی ترغیب دلائی گئی کہ مسلمانوں کا جہاں تک ہو سکے ناطقہ بند کیا جائے۔ اسلام اور مسلمان مخالف سرگرمیوں میں بھرپور حصہ لیا جائے تاکہ اسلام کی شناخت کو ختم کیا جا سکے۔ اس فلم کے منظر عام پر آنے کے بعد حسب روایت اسلام مخالف قوتوں نے گیرٹ وائلڈر کا دفاع کیا۔ اس فلم کے منظر عام پر آنے کے بعد اس پر تنقید شروع ہوئی اور اس فلم پر پابندی لگانے کا مطالبہ کیا گیا تو سپین کے ایک قانون دان نے یہ بیان دیا اگر فلم کے خلاف پابندی لگے گی تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ یورپ میں اظہار رائے کی آزادی پر تلوار چلے گی؟ اسلام مخالف طاقتوں اور اسرائیل کی پشت پناہی حاصل ہونے کی وجہ سے فاکس نیوز کو انٹرویو دیتے ہوئے گیرٹ نے یہ زہر افشانی کی کہ وہ نامور مستشرقین، پروفیسرز، کالم نگاروں اور رائٹرز کے ساتھ مل کر ایک فلم پر کام کر رہا ہے۔ اس فلم کے ذریعے لوگوں کو معلوم ہوگا کہ یورپ کے رنگ میں رنگے مسلمانوں میں بھی قرآن کی عظمت بہت حد تک زندہ ہے۔

''جس کی وجہ سے ہر وہ چیز اور نظریہ تیزی سے تباہی کی جانب گامزن ہے جس پر مغربی تہذیب قائم ہے۔ یہ فلم مغربی دنیا کو ایک بہت بڑے خطرے سے آگاہ کرے گی اور وہ خطرہ ہے اسلامائزیشن کا یورپ کو اس وقت اسلامائزیشن کے سونامی کا سامنا ہے۔ ہمیں اس طوفان کو روکنے اور اس کے خلاف بند باندھنے کے لیے متحد ہونا پڑے گا۔ ورنہ یہ مذہب

پورے مغرب کو اپنے بہاؤ میں بہا لے جائے گا"

اپنے ان خیالات کی وجہ سے کافی عرصے سے گیرٹ وائلڈر سخت حفاظتی انتظامات کے ساتھ زندگی گزار رہا ہے۔ اس نے یہ بھی کہا: کہ میں جن حالات میں زندگی گزارنے پر مجبور ہوں میں اپنے بدترین دشمن کے لیے بھی ایسا کبھی نہیں چاہوں گا اور اس صورتحال کی وجہ سے اسلام کے خلاف میرے نظریے میں مزید شدت آئی ہے۔

گیرٹ وائلڈر کا اس طرح محصور ہو کر زندہ رہنا تو عذاب الٰہی کی ایک شکل ہے، جو شاتمان رسول ﷺ کے لیے عبرت انگیز ہے کہ نہ وہ زندہ ہیں اور نہ ہی مردہ۔ گیرٹ وائلڈر کے الفاظ یوں تو زہر آلود تیر ہیں۔ ایک ایک لفظ اسلام دشمنی پر مبنی ہے، مگر غور سے انٹرویو کا جائزہ لیا جائے تو گیرٹ وائلڈر کی بے بسی بہت واضح ہو کر سامنے آتی ہے۔ اس کے یہ الفاظ ''ہمیں اس طوفان کو روکنے اور اس کے خلاف بند باندھنے کیلئے متحد ہونا پڑے گا ورنہ یہ مذہب پورے مغرب کو اپنے بہاؤ میں بہا لے جائے گا'' چیخ چیخ کر بتا رہے ہیں کہ ہم نے اسلام اور مسلمانوں کو ختم کرنے کیلئے بڑے بڑے جتن کیے کبھی کشمیر کی وادیوں کو خون سے رنگین کیا، کبھی فلسطین پر بم برسائے، کبھی عراق کے بے گناہ نوجوان ہمارے ظلم کا نشانہ بنے کبھی بوسنیا، چیچنیا کی عورتوں کو یتیم اور بیوہ بنایا گیا، مگر حیرانگی و پشیمانی کی بات یہ ہے کہ ان ممالک سے اسلام کو ختم کرنا تو دور کی بات اسلام تو اب ہمارے دروازوں پر دستک دے رہا ہے۔ دوسرے معنی میں گیرٹ وائلڈر نے اعتراف شکست کیا کہ باوجود کوشش کے ہم اسلام کی آفاقی تعلیمات کے سامنے مجبور اور بے بس ہیں۔ اس شکست کے بعد بھی اہل مغرب درندوں کی طرح تسلسل سے ساتھ اسلام اور مسلمانوں پر حملے جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اس سے پہلے بھی کئی مرتبہ اسلام اور قرآن حکیم کے متعلق اہل مغرب نے زہر افشانی کی۔

☆ 2000ء میں انٹرنیٹ پر قرآن کی دو جعلی سورتیں ''دی چیلنج'' کے عنوان سے شائع

ہوئیں اور یہ دعویٰ کیا گیا کہ یہ وہ مظلوم سورتیں ہیں جنہیں مسلمانوں نے اپنے مقاصد کی راہ میں رکاوٹ سمجھتے ہوئے قرآن سے نکال دیا (نعوذ باللہ)

☆ 2001ء میں ''دی رئیل فیس آف اسلام'' نامی ویب سائٹ پر حضور سرور عالم ﷺ کی حیات طیبہ پر ہتک آمیز مضامین شائع کیے گئے، جن میں اسلامی تعلیمات کو مسخ کرکے یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی کہ مسلمان اپنے سوا دیگر لوگوں، بالخصوص یہود و نصاریٰ کو واجب القتل سمجھتے ہیں اور نبی کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس پر حملے کیے گئے۔

☆ 2002ء میں نائیجریا کے اخبار میں اہانت رسول ﷺ پر مبنی ایک مضمون شائع ہوا، جس کے نتیجے میں احتجاجی مظاہرے ہوئے اور کئی افراد کو اپنی جان سے ہاتھ دھونا پڑے۔

☆ 2002ء میں ہی ایک عیسائی راہنما جیری فال ویل نے امریکی ٹیلی ویژن سی بی ایس (CBS) کے ایک پروگرام میں گفتگو کرتے ہوئے حضور سید عالم ﷺ کے متعلق (نعوذ باللہ) جارح دہشت گرد اور جنگجو جیسے توہین آمیز الفاظ کہے۔ جیری فال نے کہا: وہ سمجھتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے محبت کی مثال قائم کی اور یہی کچھ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کیا۔ لیکن محمد ﷺ نے بالکل اس کے اُلٹ مثال قائم کی۔

مغربی اہل دانش اسلام کی ترقی سے خائف ہو کر اوچھے ہتھکنڈوں پر اتر آئے ہیں۔ جب وہ سوچتے ہیں کہ مسلمان اپنے عقیدے میں کیوں اتنے پختہ ہیں؟ وہ اسلام کو کیوں نہیں چھوڑتے بلکہ اسلام تو بڑھ رہا ہے؟ جب وہ دیکھتے ہیں کہ محبت مصطفیٰ ﷺ مسلمانوں کے جسم و جاں کا حصہ ہے۔ حضور رسالت مآب، جان عالم ﷺ کے ساتھ مسلمانوں کی جذباتی عقیدت وابستہ ہے تو وہ مسلمانوں کے قلوب و اذہان سے محبت مصطفیٰ ﷺ کو ختم کرنے کے لیے اور انہیں غیر حساس بنانے کے لیے ایسی حرکتیں کرتے ہیں۔ اور وہ توہین رسول ﷺ کو مسلمانوں کے خلاف ایک ہتھیار کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ گذشتہ چند برس سے تسلسل کے ساتھ غیر مسلم

طاقتیں اسلامی اقدار وشخصیات کی اہانت کی مرتکب ہو رہی ہیں۔ غیر مسلم حکومتیں انہیں تحفظ عطا کرتی ہیں۔ اور اس جرم کا ارتکاب کرنے والے ان کی عنایات ونوازشات کے حقدار ٹھہرتے ہیں۔ مغربی میڈیا اور حکومتوں کی اسلام سے یہ مضحکہ آرائی مسلم حکمرانوں کی بے حمیتی اور مفاد پرستی کا نوحہ بھی ہے۔ مسلم حکمران اگر آج بھی غیروں کی کاسہ لیسی چھوڑ کر اپنے مسلمان عوام کی رائے کا احترام کریں اور عوام کو اپنی مقبوضہ جاگیر سمجھنے کے بجائے ان کی نمائندگی کا راستہ اختیار کریں تو نہ صرف اس سانحہ سے بلکہ اُمت مسلمہ کو درپیش متعدد مسائل سے نجات کا باعزت راستہ مل سکتا ہے۔ بہر حال اس کے تدارک کے لیے اُمت مسلمہ کو سنجیدگی سے غور کرنا ہوگا اور اس کی وجوہات تلاش کر کے اس کے خاتمے کے لیے ٹھوس اقدامات بروئے کار لانا ہوں گے۔

حقیقت آزادیٔ اظہار رائے اسباب وعوامل:

دنیا کے فطرتی اور جمالیاتی حسن کو دیکھنے سے ذہن کے گوشے اس تخیل کی طرف متوجہ ہوتے نظر آتے ہیں کہ آسمان نے بادلوں میں اپنے حسن کو چھپا کر رکھا ہے، زمین نے گرد اور مٹی کی حیادار چادر اوڑھ رکھی ہے، درخت کو پتوں اور شاخوں نے ڈھانپ رکھا ہے، سونے چاندی کے ذخائر پتھروں کی اوٹ لیے ہوئے ہیں، ہیرے اور موتی سمندر کے گہرے پانی میں نظروں سے اوجھل ہیں، پھلوں نے چھلکوں کی مدد سے اپنی خوبصورتی کو محفوظ بنایا ہوا ہے، سمندر کا حسن لہروں کی جھاگ کے پردے میں ہے، خوبصورت وادیاں سرسبز وشاداب گھاس کی چادر اوڑھے ہوئے ہیں، اسی طرح انسان بہت سی فطری وفکری حدود وقیود میں اپنے آپ کو ڈھانپ کر رکھے ہو تو اس کا معاشرتی اور جمالیاتی حسن برقرار رہتا ہے۔ انسان کے بہت نازک، حساس اور قریبی رشتے ہوتے ہیں، ان کا باہمی احترام معاشرے کی بقا کا ذریعہ ہے، لیکن اہل مغرب فطرتی و قدرتی حدود وقیود سے آزاد ہو کو جینا چاہتے ہیں کہ انسان کا جیسے جی چاہے وہ اپنی خواہش کو عملی

جامہ پہنائے۔ رشتوں کے تقدس واحترام کو بھی وہ قدغن جانتے ہیں، ماں باپ ان کی زندگی میں کوئی اہمیت نہیں رکھتے، ان کے خیال میں انسان کے ذہن میں جب زنا کی خواہش مچلتی ہے تو اسے جائز وناجائز کا خیال کیے بغیر اپنی اس خواہش کو پورا کر لینا چاہیے، وہ جس طرح کے جنسی تعلقات کا خواہاں ہو اخلاقی حدود سے ماوراہو کر ایسے تعلقات قائم کر لینے میں بھی کوئی قباحت نہیں ہونی چاہیے، اگر کوئی مذہبی عقیدتوں کو اہمیت نہیں دیتا تو اسے مذہب سے بیزاری کا اعلان کر دینا چاہیے، اگر کوئی اچھی تعلیم وتربیت کا خواہش مند نہیں تو والدین اور اساتذہ کو مناسب سزا کا اخلاقی حق بھی حاصل نہیں، اسے وہ آزادی اظہار رائے کا نام دیتے ہیں، لیکن کچھ عرصے سے اہانت رسول ﷺ اور اسلام دشمنی کا نام انہوں نے آزادی اظہار رکھ لیا، کہ کوئی شخص کیسی ہی بکواس کرے، لکھے، شائع کرے اسلام کے خلاف گھناؤنی سازش کرے، اسے آزادی اظہار کا نام دیکر اہل مغرب بری الذمہ ہو جاتے ہیں۔ اس شخص کی تحریر وتقریر کتنی ہی زہر آلود کیوں نہ، ہو مسلم دنیا کو یہ باور کرایا جاتا ہے کہ مغربی معاشرے میں آزادی اظہار خیال کا ہر شخص کو حق حاصل ہے۔ مغربی معاشرہ کس ڈگر پر جارہا ہے؟ فکر وخیال کی آوارگی کہاں تک ہے؟ اہلِ مغرب اخلاقی وسماجی حدود کے کتنے پابند ہیں؟ مسلمانوں کو اس سے کوئی سروکار نہیں اور نہ اس بات سے کوئی مطلب کہ وہ کس انداز میں زندگی گزارنا چاہتے ہیں؟ مسلمانوں کا صرف یہی تقاضا ہے کہ اہانت رسول ﷺ اور اسلام کے خلاف سازشوں کو بند کیا جائے۔ لیکن مغربی معاشرہ جو ہمیں جمہوریت، قواعد وضوابط اور صبر وحوصلہ کی نصیحت کرتے نہیں تھکتا، اپنی اقدار کی خلاف ورزی پر اتنا آزردہ کیوں ہو جاتا ہے، ایک ہی شخص کے بارے میں آخر دوہرا رویہ کیوں؟ اگر کوئی شخص اسلامی اقدار پر حملہ کرے تو مغرب کی آنکھ کا تارا اور اگر اہلِ مغرب کے بارے میں کوئی بات کہے تو وہ مجسمہ برائی آخر اس کی کیا وجہ ہے؟ شیطان رشدی نے جب ناول

"شیطانی آیات" لکھ کر اسلام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے بارے میں ہرزہ سرائی کی تو اہلِ مغرب نے اسے سر آنکھوں پر بٹھایا، اسے تحفظ بھی فراہم کیا۔ میڈیا نے اسے کوریج دے کر اس کی حوصلہ افزائی کی۔ لیکن جب اہل مغرب کی محبوب اور رحم دل شہزادی ڈیانا اچانک حادثے کا شکار ہو کر موت کے منہ میں چلی گئی تو اسی سلمان رشدی نے ڈیانا کی موت پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا: "ڈیانا کی بے لگام جنسی خواہشات نے اسے قبل از وقت مار ڈالا" اس تبصرے پر مشتعل ہو کر برطانوی پریس نے سلمان رشدی کی خوب درگت بنائی۔ وہاں کے مشہور اخبار ٹائمز نے رشدی کو "شیطان" کا خطاب دیا اور اس کے بیان کو شیطانی خیالات قرار دے کر اس کی شدید مذمت کی۔ آزادی اظہار کا گن گانے والوں سے مسلمان یہ پوچھنے کا حق رکھتے ہیں کہ آخر ایسا کیوں؟ شیطانی آیات اور لجا مغرب میں فروخت ہونے والے مشہور ناولوں میں سے ہیں۔ مسلم اُمہ جب ان پر پابندی کا مطالبہ کرتی ہے تو جواب میں آزادیٔ اظہار کا سہارا لیا جاتا ہے لیکن جب فرانس کے ناول نگار ڈی ایچ لارنس نے فحش جنسی ناول "لیڈی چیڑ لیز لور" لکھا: اس میں مغرب کی جنس پرستی کو تنقید کا نشانہ بنایا اور شادی کی مشرقی روایات کی حمایت کی تو اسے انگریزی تہذیب کے خلاف قرار دے کر پابندی لگادی گئی۔ یہودیوں کو تباہ کرنے کے لیے ہٹلر نے ہولوکاسٹ کیا۔ اس میں یہودیوں کے مطابق 60 لاکھ کے قریب یہودی ہلاک ہوئے ذرائع ابلاغ کے آزاد ہونے کے باوجود کسی کو یہودیوں کے ہولوکاسٹ پر بات کرنے کی اجازت نہیں۔ یہ کہنا کہ دوسری جنگ عظیم میں یہودیوں کی نسل کشی نہیں کی گئی قانوناً جرم ہے۔ اس معاملے میں اہل مغرب نے اپنی آزادی اظہار کی قدر کو یکسر نظر انداز کر دیا، جو شخص بھی ہولوکاسٹ پر تنقیدی انداز سے گفتگو کرے، اسے گرفتاری کی مصیبت اُٹھانا پڑتی ہے۔ اس معاملے میں مغربی قوانین بھی اسے کوئی تحفظ فراہم نہیں کرتے، جو عام حالات میں

آزادیٔ اظہار کے علمبردار کہلاتے ہیں۔ اگر آزادی اظہار کا ہر کسی کو حق حاصل ہے تو مسلمانوں کو دہشت گردی کے الزام میں گرفتار کر کے گوانتاناموبے جیل میں مشق ستم کیوں بنایا جاتا ہے؟ آخر وہ بھی تو اپنا آزادیٔ اظہار خیال کا حق استعمال کرتے ہوئے امریکہ و یورپ کے خلاف نفرت کا اظہار کرتے ہیں دیکھنا یہ ہے کہ واقعتاً مغربی ممالک میں ایسا کوئی قانون موجود نہیں جو دریدہ دہن لوگوں کو لگام دے یا یہ پشت پناہی اور آزادی اظہار صرف اسلام دشمن اشخاص کو حاصل ہے۔ آزادی اظہار کے حوالے سے ڈنمارک کے پینل کوڈ 266-B کے مطابق ایسا کوئی بھی بیان یا سرگرمی جرم ہے جو کسی بھی گروہ کے افراد کے لیے رنگ، نسل، قومیت، مذہب یا جنس کے حوالے سے دل آزار ہو۔ یورپی ممالک میں یہودیوں کے "ہولوکاسٹ" کی کہانی کے کسی حصے کا انکار بھی جرم ہے۔ جس کی سزا بیس سال تک بھی ہو سکتی ہے۔ برطانیہ اور دیگر عیسائی ممالک میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین پر سزائے موت کا قانون موجود ہے، جس پر یورپی یونین کی ہیومن رائٹس کی اعلیٰ عدلیہ نے فیصلے بھی کیے ہیں۔ ان ممالک کے یہ قوانین مذہبی امتیاز پر واضح دلیل ہیں۔ جن باتوں سے یہود و ہنود کی دل شکنی ہو رہی ہو ان باتوں کے خلاف قوانین وضع کر کے انہیں پورا تحفظ فراہم کیا جاتا ہے، لیکن اہل مغرب کے نزدیک شاید مسلم امہ کی دل آزاری کوئی جرم ہی نہیں۔ اس تضاد کی روشنی میں اہل مغرب کے لبرل ازم (Liberalism)، سیکولرازم (Secularism) اور آزادیٔ اظہار کا مکروہ چہرہ واضح ہو کر سامنے آجاتا ہے۔ آزادیٔ اظہار کا قطعاً یہ مطلب نہیں کہ دوسروں کے معاملات میں دخل اندازی کی جائے۔ جب کوئی شخص دوسروں کے مقدس مقامات اور محترم شخصیات کو آزادی اظہار کے ذریعے تنقید کا نشانہ بنائے تو یہ آزادی اظہار نہیں بلکہ کھلی جارحیت کا ارتکاب ہے۔ مغرب میں تسلسل کے ساتھ اسلام دشمنی اور اہانت رسول ﷺ پر مشتمل

واقعات کا رونما ہونا ایک تشویش ناک امر ہے۔ ان کے پادری، دانشور، قلم کار اور میڈیا مختلف مواقع پر اسلام کے خلاف زہر اگلتے رہتے ہیں، آخر اس کے اسباب کیا ہیں؟

☆ ایک طرف تو ان واقعات میں اہل مغرب کا چھپا ہوا طنز ہے، وہ یہ سمجھتے ہیں کہ مسلمان معاشی اور اقتصادی مجبوریوں کی وجہ سے اہل مغرب کے سامنے بے بس ہیں یورپی ممالک کے ساتھ مسلمانوں کے مالی مفادات وابستہ ہیں، جس بنا پر اہل مغرب سمجھتے ہیں کہ ہم مسلمانوں کی تہذیب وتمدن، اخلاقیات اور اقدار پر جیسے بھی حملہ کریں وہ جواب دینے سے قاصر ہیں۔

☆ اسلامی ممالک میں سرمایہ دارانہ نظام کے ذریعے سیکولر حکومتی ڈھانچے مغرب کی سرپرستی میں تشکیل دیئے گئے اسلام کو نظریہ حیات کے طور پر مسترد کر دیا گیا۔ مسلمانوں کی مرکزیت ختم ہونے لگی اور مسلمان بے قیمت ہو کر رہ گئے۔ مسلمان مغرب کے فکری، سماجی، ثقافتی سیاسی اور عسکری حملوں کا شکار ہو گئے۔ مسلم اُمہ کو لسانی، گروہی، قبائلی اور نسلی تعصبات میں منتشر کر کے منافقین، عیش وعشرت کے دلدادہ، غدار اور مفاد پرست لوگوں کو اقتدار دے کر اُمت مسلمہ کی وحدت کو پارہ پارہ کر دیا گیا۔ مسلمانوں کا جاہ وجلال ختم ہوتا چلا گیا۔ ایک وہ وقت بھی تھا جب والی کرک ریجی نالڈ نے مسلمان تاجروں کے قافلے کو لوٹ کر اہل قافلہ کو گرفتار کر لیا۔ جب ان لوگوں نے اس سے رہائی کے لیے کہا تو اس نے یہ طعن آمیز جواب دیا ''تم محمد ﷺ پر ایمان رکھتے ہو اس سے کیوں نہیں کہتے کہ وہ آ کر تمہیں چھڑا لے''؟ جس وقت سلطان صلاح الدین ایوبی کو ریجی نالڈ کی اس گستاخانہ گفتگو کی خبر ملی تو انہوں نے قسم کھا کر کہا: ''اس صلح شکن کو خدا نے چاہا تو میں اپنے ہاتھوں سے قتل کروں گا''۔

صلیبی لڑائیوں کے سلسلے میں ایک موقع پر فرنگیوں کو شکست ہو گئی۔ فرنگی شہنشاہ اور شہزادے قید ہو کر سلطان صلاح الدین ایوبی کے سامنے لائے گئے۔ ان میں ریجی نالڈ بھی تھا۔ سلطان کو دیکھ کر اسے اپنی بدکرداری یاد آ گئی اور ساتھ ہی سلطان کی قسم بھی یاد آ گئی۔ جس نے

ریجی نالڈ کا خون خشک کر دیا۔ سلطان صلاح الدین ایوبی نے اس کو تمام بداعمالیاں گنوا کر کہا ''اس وقت میں محمد ﷺ سے مدد چاہتا ہوں'' یہ کہہ کر اپنے ہاتھوں سے اس موذی کا سر قلم کر دیا ۔اس کے بعد کہا: ہم مسلمانوں کا یہ دستور نہیں ہے کہ لوگوں کو خواہ مخواہ قتل کرتے رہیں۔ ریجی نالڈ تو صرف حد سے بڑھی ہوئی بداعمالیوں اور حضور نبی کریم ﷺ کی گستاخی کی پاداش میں قتل کیا گیا۔ افسوس کہ آج کے مسلم حکمران اہل مغرب کے سامنے بے بس دکھائی دیتے ہیں۔ مغرب کے مفادات کی تکمیل، کاسہ لیسی اور مفاد پرستی آج کے حکمرانوں کی پختہ روایت بن چکی ہے۔

☆ انگریزوں نے کچھ ایسے لوگ خریدے جو علماء کے لبادے میں قوم کے سامنے آئے۔ فرنگیوں کی حمایت حاصل کر کے کچھ ایسی کتابیں تحریر کیں جن میں حضور سید عالم ﷺ کے علم مبارک پر اعتراض کیے گئے تو کہیں حضور سرور کائنات ﷺ کے مقام و مرتبہ کو گھٹا کر بڑے بھائی کے مقام پر لا کھڑا کیا گیا اور کہیں حضور خاتم النبیین ﷺ کی ختم نبوت کو ہدف تنقید بنا کر فتنوں اور فرقہ واریت کے دروازے کھول دیے گئے۔ فرقہ واریت کے ایسے کچوکے لگائے گئے کہ ان کی وجہ سے آج بھی اُمت مسلمہ کے زخم خوردہ جسم سے لہو رس رہا ہے۔ اس فتنے سے جہاں اُمت مسلمہ کے قلوب و اذہان مقام مصطفیٰ ﷺ کے بارے میں تشکیک کا شکار ہوئے وہیں یہ فتنہ عوام کا علماء سے دوری کا باعث بھی بنا۔ علماء سے دوری کے سبب عوام دین سے بھی دور ہوتے چلے گئے تو انگریز کو مقاصد کی تکمیل کا موقع میسر آ گیا۔

☆ ثقافت کے نام پر مسلمان قوم کے دل و دماغ میں اسلام مخالف مواد اس طرح منتقل کیا گیا کہ نوجوان نسل کے اسلامی اقدار سے فاصلے بڑھ گئے۔ میڈیا کے ذریعے مسلم اُمہ کے ذہنوں کو فیشن کے نام پر فحاشی و عریانی کا زہر بھی دیا گیا۔ اسلامی اقدار سے بیزاری کے سبب مسلم دنیا پر مصائب و آلام کی بارش برسنے لگی۔

☆ یہود و ہنود نے اُمت مسلمہ میں گروہی اختلافات پیدا کر کے سلطنت عثمانیہ کے حصے

بخرے کر دیئے اور اقتدار اپنے زر خرید گماشتوں کو سونپ دیا۔ مسلم ممالک کے معدنی ذخائر اور قدرتی وسائل کل پیداوار کا ستر فیصد ہیں، لیکن ان وسائل پر بھی در پردہ انگریزوں نے قبضہ کر رکھا ہے۔ مسلم اُمہ سے لوٹی ہوئی دولت ہی مسلمان ملکوں کو سود پر واپس کر کے دوہرا فائدہ حاصل کیا جاتا ہے۔ اور اس پر مستزاد یہ کہ قرضے کی صورت میں حاصل شدہ رقوم صاحبان اقتدار اپنی عیاشیوں پر صرف کر دیتے ہیں۔ یوں اُمت مسلمہ کو اقتصادی اور معاشی طور پر اپاہج کر کے اسے ایک بے جان جسم میں منتقل کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

☆ اسلامی اقدار سے بیزاری اور دامن مصطفیٰ ﷺ سے دوری ایسے اسباب وعوامل ہیں کہ ملت اسلامیہ ہزار سالہ اقتدار و حکمرانی سے ہاتھ دھو بیٹھی۔ انگریز سازشوں کے ذریعے ملت اسلامیہ کی بنیادیں کھوکھلی کرنے میں کامیاب ہونے لگے۔ آئی ایم ایف، ورلڈ بینک، یو این او زہریلے ناگ کی طرح قوم مسلم کا خون نچوڑتی نظر آتی ہیں۔ مسلم حکومتیں غیروں کی دست نگر ہو کر مجبوری و بے بسی کی تصویر بنی ہوئی ہیں۔ یہود و ہنود کبھی اقتدار کا لالچ دے کر، کبھی ڈرا دھمکا کر، مسلم حکرانوں سے اپنے مفادات کی تکمیل کروا رہے ہیں۔ مفاد پرستی کی گہری کھائی میں گری اُمت مسلمہ اگر آج بھی اپنا کھویا ہوا وقار اور مقام چاہتی ہے تو دامن مصطفیٰ ﷺ سے تعلق کو مضبوط بنانا ہوگا بقول اقبالؔ:

کی محمد (ﷺ) سے وفا تو نے ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

اُمتِ مسلمہ کی ذمہ داریاں:

اُمتِ مسلمہ اس وقت تاریخ کے انتہائی نازک دور سے گزر رہی ہے۔ عالمی سطح پر مذہب اور تہذیبوں کے ٹکراؤ کے لیے اسلام دشمن قوتیں متحرک ہیں۔ غیر مسلم طاقتیں انتہائی ظالمانہ اور وحشیانہ طریقے سے مسلمانوں کی نسل کشی جاری رکھے ہوئے ہیں۔ کشمیر،

چیچنیا، فلسطین، افغانستان اور عراق میں بے گناہ مسلمان عورتوں، معصوم بچوں اور نوجوانوں کو بے دردی سے شہید کیا جا رہا ہے مسلمان ملکوں کی بنیادیں کھوکھلی کرنے کی سازش ہو رہی ہے، ملت اسلامیہ کے وجود کو ختم کرنے کے لیے یہود و ہنود بے تاب دکھائی دیتے ہیں، وہ جلد از جلد اپنے مذموم مقاصد کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی جدوجہد میں مصروف ہیں۔ مسلمان بے بسی اور مظلومیت کی تصویر بنے ہوئے ہیں۔ مسلمان جن ممالک میں محکوم ہیں وہاں ان کے لیے جینا مشکل بنا دیا گیا ہے یورپ اور غیر مسلم طاقتوں کا مسلمانوں سے مخاصمانہ اور معاندانہ رویہ ظاہر ہو چکا ہے۔ مغربی دنیا اُمت مسلمہ کے خلاف کروسیڈی جنگ کا آغاز کر چکی ہے۔ اُمت مسلمہ کے مذہبی جذبات کو بری طرح مجروح کیا جا رہا ہے ایسے نازک حالات میں اُمت مسلمہ کو اپنے حقوق کی جنگ لڑنی ہوگی اور اپنی ذمہ داریوں کا احساس بھی کرنا ہوگا۔

☆ فخر کائنات، تاجدار انبیاء، محسن عالم، جانِ عالمین حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ ہمارے لیے سب کچھ ہیں۔ ان کے دامن سے وابستگی ہماری عزت و آبرو اور بقاو سلامتی کی ضمانت ہے۔ ملت اسلامیہ متحد ہو کر یہ قانون وضع کرے کہ اہانت رسول ﷺ کے مرتکب شخص کو سزائے موت دی جائے گی۔ یہ قانون تمام اسلامی ممالک کے آئین کا حصہ ہو اور مسلم اُمہ اقوام متحدہ پر دباؤ ڈال کر یہ قانون منظور کروائے کہ غیر اسلامی ملک میں بھی اگر کوئی شخص اہانت رسول کا مرتکب ہو تو اسے اسلامی قانون کے مطابق سزائے موت دی جائے۔ اگر غیر مسلم طاقتیں پس و پیش سے کام لیں تو مسلم اُمہ بھرپور طاقت اور قوت کے ذریعے اپنا یہ مطالبہ منوائے۔

☆ اگر کوئی غیر مسلم حکومت کسی گستاخ رسول ﷺ کو تحفظ دے اور اس کی پشت پناہی کرے تو تمام اسلامی ممالک اس حکومت اور مملکت کے ساتھ تجارتی اور سوشل بائیکاٹ کریں اور اس ملک پر اقتصادی پابندیاں عائد کی جائیں۔ اور اس مملکت کی انتظامیہ پر اخلاقی طور پر اتنا دباؤ بڑھایا جائے کہ وہ شاتم رسول ﷺ کو سزا دینے پر مجبور ہو جائے۔

☆ اس وقت پوری دنیا کی آبادی کا مسلمان چوتھا حصہ ہیں۔ اقوام متحدہ میں کافروں کے پانچ ممالک نے ویٹو کا حق حاصل کر کے اپنی اجارہ داری قائم کر رکھی ہے۔ اسلامی ممالک اقوام متحدہ پر دباؤ ڈالیں کہ حجازِ مقدس تمام مسلمانوں کا مذہبی مقدس مقام ہے، پاکستان عالم اسلام کی واحد ایٹمی طاقت ہے، لہٰذا سعودی عرب اور پاکستان کو بھی ویٹو کا حق دیا جائے، بلکہ بہت بہتر تو یہ ہے کہ ویٹو کی اس لعنت کو ختم کر کے تمام ممالک کو برابری کی سطح پر لایا جائے۔

☆ رسول اللہ ﷺ کی پاکیزہ سیرت پر سیمینار اور کانفرنسز پوری دنیا میں منعقد کی جائیں، تا کہ اسلام کی صحیح اور واضح تصویر دنیا کے سامنے آئے۔ رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ پر مشتمل لٹریچر کی اشاعت بھی عام کی جائے تا کہ یورپ اور غیر مسلم ممالک میں بسنے والے لوگ محض سنی سنائی باتوں پر یقین کی بجائے حقیقی زندگی کے قریب ہو جائیں اور رسول کائنات ﷺ کے حسن و جمال اور آپ کے اخلاق و کردار سے انہیں آگاہی حاصل ہو، مستشرقین اور اسلام دشمنوں کا جھوٹ ان پر واضح ہو جائے اور دنیا یہ جان لے کہ اسلام دہشت گردی نہیں بلکہ امن وسکون اور بھائی چارے کا درس دیتا ہے اور نظامِ مصطفیٰ ﷺ کے ذریعہ سے ہی اس کائنات کو راحت، امن اور سکون کا گہوارہ بنایا جا سکتا ہے۔

☆ آج کے دور میں اقتصادی اور معاشی استحکام کے بغیر ترقی کرنا مشکل ہی نہیں ناممکن دکھائی دیتا ہے۔ معاشی استحکام کے لیے امریکہ مختلف ریاستوں کے ساتھ پورے براعظم کو ایک حکومت میں سمیٹے بیٹھا ہے اور یورپی ممالک نے یورپی یونین کے ذریعے آپس میں خود کو متحد کر رکھا ہے۔ آمدورفت کی پابندیوں اور تجارتی بندشوں سے آزاد یورپی ممالک فقط انتظامی لکیروں کی حد تک ہی علیحدہ ملک ہیں۔ اسلامی ممالک بھی (OIC) کو نئے سرے سے منظم کر کے نظام خلافت کی طرز پر مشترکہ کرنسی، تجارتی کمپنیاں، انصاف کے لیے مشترکہ اسلامی قوانین، معدنی ذخائر و قدرتی وسائل کا درست استعمال، زکوٰۃ و صدقات کی

وصولی اور صحیح مصارف پر خرچ کرنا، سائنسی ٹیکنالوجی میں مہارت کا ایسا مشترکہ لائحہ عمل تیار کریں کہ اسلامی دنیا خود کفیل ہو جائے۔

☆ انگریز نے سازش کے ذریعے مسلمان ملکوں میں انگریزی کلچر کے حامی ماہرین تعلیم بٹھائے۔ جنہوں نے ایسا نصاب تعلیم مرتب کیا کہ مسلمان نسلیں بانجھ ہو کر اسلامی تعلیمات سے بے بہرہ ہونے لگیں۔ اسلامی ممالک میں نصاب تعلیم کو نئے سرے سے مرتب کیا جائے اسلامی دینی تعلیم کو لازمی مضمون کی حیثیت حاصل، مسلم راہنماؤں کی خدمات کا تذکرہ بھی شامل کیا جائے اور جذبہ حریت بھی داخل نصاب ہو سائنسی مضامین کی بھی نصاب تعلیم میں بھرپور نمائندگی ہو تا کہ مسلم امہ سائنس اور ٹیکنالوجی کے ذریعے ترقی کر سکے۔ اور دینی تعلیم کے ذریعے نوجوان نسل کے اذہان کو اسلامی اقدار و شخصیات کے تحفظ کا شعور بھی دیا جائے۔

☆ مغرب کی طرف سے مسلط کردہ دشمنی، نفرت اور تعصب پر مبنی کروسیڈی عزائم کے بارے میں علماء، اساتذہ، دانشور، قلم کار اور ماہرین اُمت مسلمہ کو آگاہ کریں اور اس کے خاتمے کے ٹھوس اقدامات کو بروئے کار لایا جائے، اس کے باوجود بھی اگر یہود ہنود سازشوں سے باز نہ آئیں تو اُمتِ مسلمہ کو جوابی کاروائی کے لیے تیار رہنا چاہیے۔

☆ مسلم حکمرانوں کی مفاد پرستی، اقتدار تک پہنچنے کے لیے جائز و ناجائز ذرائع استعمال کرنا، مغرب نوازی، ملکی دولت لوٹ کر غیر مسلم ممالک میں بینک بیلنس میں اضافہ کرنا ایک پختہ روایت بن چکی ہے۔ صاحب نظر اور درد دل رکھنے والے اشخاص پر اعتماد کرنا چاہیے۔ تا کہ وہ مغرب کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کریں اور اُمت مسلمہ کے حقوق کا تحفظ کیا جا سکے۔

☆ مسلمان کتب خانوں میں سے ایسی کتب کا مل جانا جن کی وجہ سے مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اذہان شکوک و شبہات کا شکار ہوں بہت ہی تشویشناک معاملہ ہے۔ اسلام دشمن طاقتیں انہی کتب کو سامنے رکھ کر مسلم اُمہ میں فرقہ واریت کی آگ بھڑکا رہی ہیں۔ مسلمان مذہبی

سکالرز کو اس بات پر خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ تمام مکاتب فکر کے سکالرز کو مل کر اس کا حل تلاش کرنا ہوگا۔ کیونکہ اُمت مسلمہ کی بقاء مقام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ سے ہی وابستہ ہے۔

☆ رسول اللہ ﷺ کا فرمانِ عظمت نشان ہے: ''کہ جہاد قیامت تک جاری رہے گا'' لیکن اس وقت اُمت مسلمہ مجسمِ سستی و کاہلی بن کر جہاد سے کوسوں دور ہے۔ کئی اسلامی ممالک کے پاس اپنی فوج تک نہیں۔ جہاد سے دوری کے سبب غیر مسلم دشمن طاقتوں کے سامنے مسلمان بے بسی کی تصویر بنے ہوئے ہیں۔ مسلمان متحد ہو کر جدید عسکری ٹیکنالوجی حاصل کریں اور نوجوان نسل کے اذہان میں جذبۂ حریت اور جذبہ جہاد پیدا کریں تاکہ کوئی دشمن اُمت مسلمہ کی طرف میلی آنکھ سے نہ دیکھ سکے۔

☆ اُمت مسلمہ کے مابین وطنیت پرستی، برادری ازم، قبائلی سوچ اور لسانی تعصب کے نام پر اختلافات کی جو لکیریں کھینچ دی گئی ہیں، ملت اسلامیہ کو اس سے بھی بہت زیادہ نقصان پہنچا۔ اُمتِ مسلمہ کی وحدت ختم ہو کر گروہ بندیوں کی نذر ہوگئی۔ حالانکہ قرآن کریم میں واضح ارشاد موجود ہے کہ ''مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں'' ان تمام تعصبات کو چھوڑ کر اُمتِ مسلمہ کو اسلامی تشخص کی بنیاد پر اتحاد کر کے اسلامی اقدار کو پامالی سے بچانا چاہیے اور آپس کی تقسیم در تقسیم کی بجائے اس نازک صورتحال کے پیش نظر علمی، فکری، سیاسی اور عسکری حوالے سے دشمن کو بھرپور جواب دینے کی کوشش کرنی چاہیے۔

☆ کسی بھی مملکت میں نظام عدل ریڑھ کی ہڈی جیسی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ مضبوط نظام عدل کے بغیر پر امن معاشرے کے قیام کا خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہوسکتا۔ جب تک جاگیردار، سرمایہ دار اور اعلیٰ انتظامی عہدیدار قانون کو گھر کی لونڈی بنائے رکھیں، اس وقت تک ملک ترقی کی راہوں پر گامزن نہیں ہوتا۔ اسلامی ممالک، اسلام کے نظام عدل کا نفاذ کر کے بلا تفریق حسب ونسب مجرموں کو عدالتی کٹہرے میں کھڑا کر کے سزائیں دیں تاکہ پائیدار امن قائم ہو۔

☆ اتحادِ اُمت ایک اہم ترین فریضہ ہے۔ ملت اسلامیہ کے راہنماؤں کو ملت کے بکھرے شیرازے کو مربوط کرنے کے لیے پر خلوص کوشش کرنی چاہیے۔ رنگ، نسل، قوم، قبیلے اور علاقائی عصبیت اتحادِ اُمت کے لیے زہر قاتل ہیں۔ مُسلم راہنماؤں کو کوشش کر کے ملت اسلامیہ کو اس خول سے باہر نکالنا ہوگا۔ تا کہ مسلم ریاستیں متحد ہو کر مسلم ممالک کی تعمیر و ترقی کے لیے دل و جان سے کوشاں ہوں اور اپنے وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے ایک دوسرے کے ہاتھ مضبوط کریں۔ ملت اسلامیہ کی بقا اس کے اتحاد میں ہی مضمر ہے۔

بقول ڈاکٹر اقبال

اپنی اصلیت پر قائم تھا تو جمعیت بھی تھی
چھوڑ کر گل کو پریشاں کارواں تو ہوا
آبرو باقی تری ملت کی جمعیت سے تھی
جب یہ جمعیت گئی دنیا میں رسوا تو ہوا

☆ مقصودِ کائنات، سید المرسلین، ختم الرسل، امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی مرکز ایمان ہے۔ اُمتِ مسلمہ ذات رسول ﷺ سے اپنے تعلق کو مضبوط کرے اور اپنی زندگیاں اُسوۂ رسول ﷺ کے سانچے میں ڈھال کر پوری دنیا میں نظامِ مصطفیٰ ﷺ کی حسین اقدار کو پھیلانے کی کوشش کرے۔ اُمتِ مسلمہ کی عزت و توقیر، جاہ و جلال اور حیات و بقا ذاتِ رسول کریم ﷺ سے ہی وابستہ ہے۔

بقول امام احمد رضا:

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

تمت بالخیر

تعارف تحریکِ مطالعۂ قرآن

مقصد ○ ماضی ○ حال ○ مستقبل

بدعقیدگی و بدعملی، ذہنی وفکری انتشار، فحاشی وعریانی، بے راہ روی اور دین بیزاری کا

• سیلاب ہر گھر کے ہر فرد کی طرف جس تیزی کے ساتھ بڑھ رہا ہے، اس کے تباہ کن اثرات کسی بھی ہوش منداور باشعور شخص سے پوشیدہ نہیں۔ ہر دردمند فکرمند ہے کہ اس سیلاب کا راستہ کیسے روکا جائے؟ ایمان کیسے بچایا جائے اور اخلاق کیسے سنوارے جائیں؟

بے سوچے سمجھے کوئی جو چاہے کہہ دے مگر بیماری کے صحیح علاج کیلئے بیماری کا سبب جاننا بہت ضروری ہے۔ آپ ایک بار نہیں ہزار بار غور کر لیجیے۔ ہوسکتا ہے فروعی اور ذیلی اسباب تو بہت ہوں مگر اس خرابی و بیماری کا بنیادی سبب ایک ہی ہے، کتابِ انقلاب قرآن مجید اور مصلحِ اعظم حضور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے فکری و عملی دُوری۔ دُوری بھی ایسی ہے کہ ہمارا ماسٹر ہو یا مولوی، سو(100) کیا ہر ہزار میں، فقط چند کے سوا باقی سب نہ قرآن سے راہنمائی لیں اور نہ صاحبِ قرآن صلی اللہ علیہ وسلم کو راہنما بنائیں۔ دعوے ہیں، نعرے ہیں اور پروپیگنڈے جن میں ایک سے بڑھ کر ایک۔ بھلا دعووں، نعروں یا پروپیگنڈے سے بھی کبھی خطرات ٹلتے اور حالات سنورتے ہیں۔ خطرات کی روک تھام اور حالات کی تبدیلی کیلئے تو ایسی پُرخلوص انفرادی واجتماعی جدوجہد کی ضرورت ہوتی ہے جو وقتی اور عارضی نہیں بلکہ بھرپور اور مسلسل ہو۔

اس جدوجہد کی ضرورت کا احساس کرتے ہوئے 2003ء میں چند دردمند احباب نے اللہ تعالیٰ اور اُسکے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت ونصرت کے بھروسے پر تحریکِ مطالعۂ قرآن کی بنیاد رکھی اور المرکز الاسلامی والٹن روڈ لاہور کینٹ میں مرکزی دفتر قائم ہوا۔

جدید خطوط پر قرآنی تعلیمات عام کرنا اور صحیح معنوں میں قرآنی معاشرے کی تشکیل

کے لیے جدوجہد کرنا تحریک کا بنیادی مقصد قرار پایا۔

کارکردگی:

❶ (بغیر فیس) تفصیلی مطالعۂ قرآن کورس (بذریعہ خط کتابت) ❷ قینچی لاہور میں عوامی لائبریری کا قیام ❸ مرکز تحریک والٹن روڈ میں وسیع تحقیقی لائبریری کا قیام ❹ تحقیقی کام کا آغاز ❺ مفید اور آسان کتب کی مفت تقسیم ❻ ریسرچ ورک کی طباعت اور اشاعت کا اہتمام ❼ ہر سال اجتماعی تربیتی اعتکاف کا انعقاد

آغاز کے منتظر پروگرام:

❶ علمی و تعلیمی ویب سائیٹ کا اجراء ❷ آن لائن دینی راہنمائی کا اہتمام ❸ ریسرچ لائبریری کیلئے مزید کتب کا حصول ❹ ریسرچ سکالرز کی تعداد میں اضافہ ❺ اشاعتی ادارہ کا قیام ❻ شارٹ ایڈوانس کورس برائے علماء ❼ دینی وعصری تعلیم کے منصوبہ جات

------------- حدیثِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم -------------

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِذَا مَاتَ ابْنُ اٰدَمَ اِنْقَطَعَ عَمَلُهٗ اِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْلَه...... جب ابن آدم فوت ہوتا ہے اس کا عمل ختم ہو جاتا ہے سوائے تین چیزوں کے، صدقہ جاریہ، وہ علم جس سے نفع اٹھایا جائے یا نیک اولاد جو اس کیلئے دعا کرتی ہے۔ ﴿مسلم کتاب الوصیۃ﴾

آگے بڑھیے !!! اور تحریک مطالعۂ قرآن کا پاکیزہ پروگرام ہر سو عام کرنے کے لیے اپنے علم و تجربہ، اپنے وقت، اپنے مال اور اپنی محنت کے ذریعے ہمارا ساتھ دیجیے۔

خیر اندیش : پروفیسر احمد رضا خاں

0322-4280455☆tm.quraan@yahoo.com

قرآنی تصوّرات
کے آسان فہم پر مشتمل

توحید و شرک کا قرآنی تصوّر
پروفیسر احمد رضا خانؒ
گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی لاہور

قرآنی عقیدے
حضرت علامہ مفتی محمد تصدق حسین

انبیا و اولیاء کے اختیارات کا اسلامی تصوّر
پروفیسر احمد رضا خانؒ

قرآن پاک اور بخاری و مسلم کی روشنی میں
علمِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پروفیسر احمد رضا خانؒ

اہل علم اور عوام کیلئے یکساں مفید
مسئلہ تقدیر اور عوامی مسائل
حضرت علامہ مفتی محمد تصدق حسین

لاجواب دلائل کا مختصر مجموعہ
ہم میلاد کیوں منائیں؟
پروفیسر احمد رضا خانؒ